بعون صناع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

گلشن پنجاب

در مطبع نامی منشی نولکشور لکهنو بطبع متین مقبول جهان شد

اطلاع ۔ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لئے موجود ہے
فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان
اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج سے
تین صفحے جو سادہ ہین انمین بعض کتب تذکرۂ شعرائے فارسی و اردو و کلیات و دواوین اردو درج کرتے
ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانوں
کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
تذکرۂ شعرائے فارسی	
خزانۂ عامرہ ۔ از آزاد بلگرامی شعرائے فارسی کا تذکرہ ۔	۱۲ر
تذکرۂ حسینی ۔ از میر حسن دوست مورخ	۱۰ر
جواہر العجائب ۔ از ملا فخری بن امیری	و پائی
تذکرۂ شعرائے اردو	
تذکرہ سخن ۔ ا… سخن شعرا … جدید کا تذکرہ از … گلستان بیخزا … از حکیم قطب الدین خان دہلوی	۹ر ۹پا
تذکرۂ انتخاب الشعرائے ہنود ۔ یعنی ہندو شاعروں کا اردو کلام از منشی دیبی پرشاد صاحب سرور راج بارہ از مطبوعہ نعیم …	عہ ب
کلیات و دواوین اردو	
کلیات ظفر ۔ از حضرت سراج الدین ظفر	

قیمت	نام کتاب
	بادشاہ ۔ ہر چہار جلد کامل دو جلد مین ۔
	کلیات لطیفہ مجید ۔ مصنفہ مولوی عبد المجید خان
	کلیات امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت حکیم مومن دہلوی
	کلیات میر تقی ۔ استاد مسلم الثبوت لکھنوی
	کلیات سودا ۔ استاد مسلم معروف ۔
	کلیات ۔ انشاء اللہ خان شاعر نامی
	… ناسخ ۔ عمدہ کلیات مولفہ و مصنفہ … غفور خان بہادر ۔
	… ات مین دس رسالہ ہین از انجملہ … ہوتے ہین ۔ (۱) شاہد عشرت ۔ (۲) سخن شعرا ۔ (۳) زبان ریختہ ۔ (۴) قطعہ منتخب
	دیوان مہر ۔ مصنفہ منشی حاتم علی بیگ صاحب مہر ۔ مطبوعہ نعیم

بس تو دست میں شریک ہوئی اپنی خاک آہ | حسرت ہی رہ گئی لب معشوق تیر کی
سنگ در پہ کسی جبہ کے شگون کا | بعد ماتی جو یہی ہے تو ہوا سر کٹ کے
جلاتی ہے دل آتش طور کی طرح | کسی پردہ نشین کی لپٹ گرمانی
ایڑیوں تک تری چوٹی کی رسائی ہوتی | کل جوانی بھی بلا آج ہی آئی ہوتی
پہننے والا نہیں ہے رونے پہ | ہمکو غربت وطن سے بہتر ہو
ہاتھ مشتاق گریبان ہے جنون کا جوش ہے | پیرہن تن پہ مرے گرمی کا بالاپوش ہے
منزل ہے دور ہے جو پہونچی نہیں ہنوز | دم لینے والی راہ مین عمر رواں بھی
افسوس ہے فرہاد کو پہلے ہی نہ سوجھی خاک | سعد سر توڑ کے مر جائیے اس کوہ کنی سے
سب میسر نہ میسر ہوا تو خوب [illegible] ام باغ سیداں بیابان بغیر کیا شرح آرزو کرتے
پری زادوں کے چھپن ہے ہین گی نتو اندش سرین فرن ان کو ڈھونڈین گی حوریں سب کو [illegible]

آرزو تخلص سراج الدین [illegible] باکبر آباد [illegible] نبش از فرط شہرت احتیاج [illegible] نیست کہ راقم متقصد مردگان سید هد

اس تپش خوں [illegible] لگا بیتاب نہ ٹھہرا | کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹھہرا
جان تجھے [illegible] عشق جان نکل جائیے | آرزو مرے حق میں ذرا تو بھی دعا کر
آرزو تخلص نیر اللہ خان [illegible] گر قاتل سے تجھے | تو بھی روتا چل جنازے کو ہمارے دیکھکر
ہمکو آفرین | آگر وہ پھر گیا سر سے بیت الحزن پاس
[illegible] ہم گل کی ستایش | اندنوں چاک کو پاٹے ہیں گریبان سے اپنے
[illegible] بیان یہ غلط ہے سینہ بھی چاک ہو | ہی فکر بخیہ تجھکو گریبان کے چاک میں
گیا کون سا صید افگن ادھر سے | کہ خالی پڑے آشیانے بہت ہیں
چھپے [illegible] دیکھ مجھ سے شب وصل میں کیے | تو ابھی ہے بند قبا کیونکہ وا کردن
گو اسیری میں ہوں پر مثل اسیر تصویر | نہ غم قید نہ پرواے رہائی مجھکو
اٹھنے کو بلا ہیں آپ بھی کچھ خیر ہے صاحب | لگایا ہاتھ کس نے آپ کی زلف پریشان کو
تن مجروح کے سینہ میں کچھ گرمی سی باقی تھی | وہیں بچ گیا ٹھنڈا جو کھینچا تیرے پیکان کو

اُس شوخ سے مروت بہت سہل سے ہوتے — اگر ہم بھی سبک حرکت نااہل سے ہوتے

آزاد تخلص شیخ امیر الدین نام تلمیذ غلام علی عشرت بریلوی بوده او راست

این ترے سیر چمن کو نہ گئے ہم ورنہ — خندۂ گل نے ہمین خوب رُلایا ہوتا

آزاد تخلص میر فقیر الله از قدماست از کلام اوست

سب صنعتیں جہان کی آزاد ہو گئیں — پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزاد تخلص رام سنگھ مردے بود بزیور ارادت و اخلاق آراسته پس از تحصیل ضروری چشمش از حلیه نور عاری شد شوق شعرش از حد رقم فزون تر بود در مشاعره معصوم علیخان [illegible]

عاشق تخلص یک شمس شوق میر [illegible] سید او [illegible]

آ دونون پیارے ترا طرز تکلم اور ہے — طور چشمک اور ہے وضع تبسم اور ہے

آشوب تخلص میر امداد علی [illegible] بیس [illegible] و بچارے فی نبات

[illegible] میر روشن علیخان فروغ از اہل شاہجہان آباد [illegible] لا انقطاع [illegible] طرز کلامش بشیوۀ استادش بسیار میماند و در مجلس مشاعره شریک میشود غزل طرح فکر می کند با راقم شناسائی دارد جوان مہذب است او راست

آہ دل ہم سے چھپا یان تک تن میں ناکام کا — استخوان پہ ہو گمان جیسے ہما کو دام کا
گند کے بیچ سے محشر تلک پہونچ نہ سکے — اسی مین پردہ رہا ہم گناہ گارون کا
نہ آئی میری بالین پر تماشا جذبۂ دل کا — دکھا دو تماشا تجھے گر آپ مین بھی کھو آیا
کوئی دم خاک مین ہم خاک کے آسودون کو — اُس کے ہنگامۂ رفتار نے سونے نہ دیا
تھا جو مین نے یار سے انجام سوز عشق — شوخی سے اک چراغ کو اُس نے بجھا دیا
دل کو یہ تجھے کہ اُس رخ سے لے آئینگے — ہائے اپنا بھی ہوا وان سے پھر آنا مشکل
عذر جفا کے کب تلک ختم کرو ہم گلہ کہین — وصل کی رات کم سہی آؤ معاملہ کرین
یاس آلودگی دامن قاتل نہ گیا — کس قدر ذوق تپیدن سے پشیمان ہوئین
دل کہین دیدہ کہین صبر کہین تاب کہین — ہائے کتنا شب ہجران مین پریشان ہوئین
یہ دیدہ و دل اُس پہ مائل ہوے دونون ہین — دشمن مرے دونون ہین قاتل مرے دونون اپنا

آشفتہ تخلص عظیم الدین خان نام عرف بھولے خان قوم افغان از شاگردان میر مہدی مائل است گویند مردے آشفتہ طبع وارستہ مزاج آخرہا باکتساب باطن مائل و توبہ از شعر نمود از کلام اوست

برگشتہ بخت ہم سے بیٹھے ہیں کہ کسی نے	جب ہم ہوئے مقابل وہ منھ کو موڑ بیٹھے
دیوانگی ہماری ہر لحظہ یاں ہے تازہ	سو شیفتہ ہیں اُس پری پر ہم گرچہ مدتوں سے
بنتی کو خاطر اصحاب کیوں ہو منظور	کر زیب و زینت مجلس ہو جار یار دوستے

آشفتہ تخلص میرزا رضا قلی خلف حکیم محمد شفیع بعضے او را از لکھنؤ و بعضی از اکبرآباد دانند بہر حال جوانے گداختہ و دردمند و در فن طب دستے ارجمند داشت ہمت بہ ترتیب محفل مشاعرہ می گماشت کلامش بنظر میر سوز در آوردہ است شعرش شستہ و صاف و فکرش مطبوع طبع اہل انصاف این ابیات ازو نوشتہ شد

جی بھتا آنکھوں میں یار تھا دل میں	یاں تلک انتظار تھا دل میں
مر گئے پر بھی ہے ہلکو خاک نہیں	آج تک یہ غبار تھا دل میں
دم آخر جو ہچکی آئی تھی ناں	وہ فراموش کار تھا دل میں
فقط نہ اپنی ہی تم آن دیکھتے جاؤ	ادھر اُدھر بھی مری جان دیکھتے جاؤ
بجاے اشک نکلتے ہیں پارہ ہاے جگر	تمہارے جی میں تھا ارمان دیکھتے جاؤ
دکھانے آئے تھے دامن کے چاک کی خوبی	ہمارا چاک گریبان دیکھتے جاؤ
اگرچہ ہووے گی قصد یہ لیکن آشفتہ	کوئی گھڑی کا ہے مہمان دیکھتے جاؤ
اپنے ہوتے بھلا غیر کو صدقے تو نکر	ہم بھی جی رکھتے ہیں پیارے ترے قربان کے
چہرہ کچھ اندوہ غم پنہاں سے زرد ہے	ظاہر میں کچھ مرض نہیں پر دل میں درد ہے
چلا ہے کعبہ کو آشفتہ پارسا بنکر	خدا جو نت بٹھائے اٹھے خراب کرے
ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے	الٰہی موت دے گذرا میں ایسے جینے سے
مر گیا اک صنم پہ آشفتہ	موت ایسی خدا نصیب کرے

آشفتہ تخلص سید منور علی خلف سید علی نواز لکھنوی از سادات عالی مرتبہ بہرہ از دانش

در جہان آباد دہلی اتفاق افتادہ در فن طب دستے بلند و پایۂ عالی دارد استفادہ این فن از خدمت حکیم غلام حیدر خان کہ از مشاہیر اعیان دہلی است نمودہ بتاثیر تخلص آشفتہ مزاج و شوریدہ طبع نمکی از سوز عشق در خمیرش افتادہ و تخلص از فقیر خاکسار دارد خلاصۂ فکرت اوست

پرسشِ حال نے پھر یاد دلائی آ تکلی
اجل تو نے کیا کیا مجھے شرمندہ قاتل سے

آشفتہ تیری گور میں تڑپے ہے ساری خلق
تم غیر سے ملے میں کسی سے ملا نہیں

نہ قتل کا خیال انھیں اور نہ موت کو
عاشق کو لطف اسے ہے فزون لطف جو زمین

جو نامہ بر گیا وہ گیا جانسے وہان
گر سنے ناصح کہ دشمن سے نباہی کس طرح

آزادہ ہون آپ پریشان ہو
ہے وصل میں بھی فراق کا غم

دیکھیں آشفتہ ہمیں مرکے بھی راحت ہوگی
غش ہوگئے ہم آشفتہ آ کے رخ جانان سے

سمجھا ہی کیا قصور ہے بیتاب و بیقرار
ابھی دلربائی کو کیا جانتا ہے

ہے جلاد کی سادگی میں بھی شوخی

گور میں بھی بس مردن نہ مجھے آرام آیا
تماشا تھا اسے میرے تڑپنے کی اذیت کا

ہے بیقرار آمد محشر کو بیان کر
سچ ہے کہ بیوفا ہون میں تم بیوفا نہیں

قسمت میں کیا خدا مرے مرنا لکھا نہیں
یہ غیر کی سزا ہے ہماری سزا نہیں

اب بھی میں ہی رقیب کو ہم نامہ بر کرین
ہے یقین تو بھی کہے وہ بیوفا کہنے کو ہان

میں خضر کی طرح رہتا ہون
ظاہر میں ہون پاس پر جدا ہون

یار سکتا یہ غم و درد مری جان سے نکلا
پوچھے گا قیامت میں بیہوشون سے کیا کوئی

جز غیر اور کون نہیں تیرے واسطے
ستم کو وہ بدخو ادا جانتا ہے

مرے خون کو رنگ حنا جانتا ہے

آصف تخلص وزیر الممالک نواب یحیی خان آصف الدولہ بہادر داستانہاے محامد و مکارمش افسانہ گوش عالم است و شرح بزرگیہاے ایشان خارج از حد رقم احسان عمیم و ہمت فخیم بے نظیر و عدیل گوی ابر در ابشمہ سار فیض حضرت رب جلیل اوست گہر ریز و لف زر پاش داشت ارباب نیاز و حاجت را خانہ از استغنای اساس و سیر اندازیش دستی تمام بود و بشکار رغبتی تمام آری فرد شہان را ضرور است مشق شکار

که آید پے صید دلها بکار + مرغان هوا را بر زمین می افگند این ادنی حرفی از قدر اندازی اوست با فن شعر با وقوف بود و اکثر ارباب این فن را بصله و جائزه شایان نواختی در سال فوت کرد انا لله و انا الیه راجعون این ابیات از افکار پاکیزهٔ اوست

ایک دن یار سے یہ مین نے کہا	قطعہ	ابتو ہم طاقت و توان سے گئے	
ہنس کے کہنے لگا کہ اے ہے صف		یہی کہہ کہکے لاکھون جان سے گئے	
ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہی		پر ہمکو چاہیے کہ تک دو لگی رہے	
جاروب کش نے اُس کے نہ رہنے دیا مجھے		گردان نسیم شکل پہ گاہ سے گئی	

آفتاب تخلص حضرت فردوس منزل ابو المظفر مجاهد الدین شاه عالم بادشاه غازی انار الله برهانه انوار حقائق ایشان چون آفتاب نیم روز بر ساحت خاطر عالمے پرتو افگن و شمع مکارمش کالبدر الدجے تابنده و روشن نیاز مند اظهار و محتاج اعلان نیست چهل و سه سال رایت سلطنت برافراختند امروز وفات ایشان را بست و سه سال گذشته با سخن و اهل سخن الفتے بسیار داشتند بیتے چند از نتائج افکار ایشان انتخاب یافت

صبح اٹھ جام سے گذرتی ہی	قطعہ	شب دلارام سے گذرتی ہی	
عاقبت کی خبر خدا جانے		ابتو آرام سے گذرتی ہی	
آئے جو خواب میں بھی وہ یوسف لقا تو پھر		اے آفتاب دولت بیدار جانیے	

آفرین تخلص شیخ قلندر بخش ساکن سهارنپور سلسلهٔ نسبتش بامام الائمه سراج الامة ابو حنیفه کوفی رحمة الله علیه منتهی میشود گویند که از صنائع شعری بسیار آگاه بود رساله مسمی بتحفة الصناعه تصنیف نموده اوست و اصناف سخن مانند غزل و قصاید و مثنوی نظم فرموده خلاصه فکرت اوست

سجا چمن میں تو اب آفرین کہ چون غنچہ		لبون میں اُسکے نہان ہے بہار خندۂ گل
بہت ہین گرچہ حسین اور ناز کرنے کو		بُرے تو ہم بھی نہین دل نیاز کرنے کو

آفاق تخلص میر فرید الدین ابن بهاء الدین نسبت قرابت باشاه سلیمان که از معارف اولیاء دهلی بوده داشته از تلامذه ثناء الله خان فراق است ازاد

ہاتھ کا اُسکے خط لکھا لایا	تیرے قاصد مین ہاتھ کے صدقے

آگاہ تخلص میر حسن علی از افسانہ خوانان شاہی تخصصی است در نہایت جودت طبع وجدت ذہن در چندین فنون نیکو دستی است این بیت اوست

ہان تیغ کھینچ اے بت آتش مزاج تو	مرنے پہ آج یہ بھی گنہگار گرم ہے

آگاہ تخلص نور خان نام تخلصی است از قوم افاغنہ جز این دیگر از حالش آگاہ نیم او راست

منہ دیکھو اپنا سیکھو ابھی رسم چاہ کی	باتین بنا بنا کے سیکھے نباہ کی

آل تخلص میر عبد الجلیل نام از سادات گرامی قدر شاہجہان آباد دہلی بودہ است شاگرد معنوی جعفر زٹلی و اُستاد را بظاہر ندیدہ از وست

زلف ہے چہرے پہ یا چنچال ہے	جنبش ابرو ہے یا بھونچال ہے

اثر تخلص حسین علیخان خلف الصدق مرزا حیدر بیگ خان تورانی شرف شاگردی شیخ امام بخش ناسخ دارد و غزلی از وکہ این اشعار از آنست شہرت تمام دارد جز این شعر دیگر بنامش گوش نخوردہ او راست

اسکی درد انکھون پہ نام اُس بت تابان کا ہے	بن گیا تختہ مری تسبیح کا جو دانہ تھا
شب کی غفلت سے ملے زندان وہ آ کر پھر گیا	شیون زنجیر خواب بخت کو افسانہ تھا

اثر تخلص سید محمد میر امین برادر خواجہ میر درد علیہ الرحمہ مرد شکستہ دل ریش است وار وارفتگیان حسین برادر خویش بتقاضاے دودمان خود از لباسے باطن ماہر و آثار صلاح و تقوے از سیماے حالش ظاہر بود تا شد کہ این جہان گزران را گذاشت دیوان قلیل الحجم دارد ملاحظہ شد بعض خیالات ایشان بہ قوت غایت در دمند اثر و دلپذیر و مطبوع واقع شدہ مثنوی ایشان شہرت تمام دارد کہ بنا بر آن بہ محاورہ صحت است و از جہت مرغوب عوام این چند بیت از دیوانش بطریق یادگار

دیکھین گے اسکی سنگدلی کو ہم اے اثر	گر کوئی نالہ ہم سے سرانجام ہو گیا
اُس سنگدل کے دل مین تو نالے نہ جا لگی	کیا فائدہ جو اور کے جی مین اثر کیا
ہو جائین گے جو اُس سے کہ معلوم	داغون کو مرے شمار کرنا

کیا کیجے آخر تو آپ ٹک دیکھ
جی اکی بچا خدا خدا کر
لگی رکھی نہ تو نے میرے ساتھ
بیوفا تیری کچھ نہیں تقصیر
یون خدا کی خدائی برحق ہی
مر تو چلے کہان تلک اب درگذر کرین
جنمین ہی از سر نو جو تیرے یاد کرین
ہم اسیرونکی اُسے چاہیے خاطرداری
یان تغافل مین اپنا کام ہوا
حال میرا نہ پوچھیے مجھ سے
نہ لگا لے گئے جہان دل کو
ہر دن فزون ہین گردیان روزگار کی
نانا اثر کہ وہ فردا غلط نہین
غرض آئینہ دار ہو دا اچھا
تیری عیاریون کی باتین آخر
اور تو کوئی نہین دام وقفس دمنگیر
دلربائی ودلبری تجھ
دوست ہوتا جو وہ تو کیا
حال پر اپنے مجھ
آپ ہی نہ چل مجھے
چھپ چھپ کے دیکھنے
کبھی دو [illegible]
[illegible]
جواب سکا [illegible]

یون حال اپنا تباہ کرنا
پھر اور بتون کی چاہ کرنا
تیرے نزدیک قصہ پاک ہوا
مجھکو میری وفا ہی راس نہین
پر نہین تو آخر کی آس نہین
یا ہم نہین اس آہ مین یا آسمان نہین
تو سنے یا نسنے نالہ و فریاد کرین
اور لٹے نہ کہ ہم خاطر صیاد کرینا
تیرے نزدیک یہ جفا ہی نہین
بات میری جو معتبر ہی نہین اختر دیکھا
آہ لیجاسکے کہان نشان سمجھ کر
کچھ سجدہ گاہ یہ روش خدا کے گھر کے پاس
الکیان زبان پہ ہی الحمد و آشکار دریغ
[illegible]
سب سمجھتا ہی گو وہ دانا ہی
تنگ آیا ہون فقط دل کی گرفتاری سے
گو کہ آتی ہی پر نہین آتی
دشمنی پر تو پیار آتا ہی
جسم بے اختیار آتا ہی
اس پر کہین گے وہ کہ ہمنے بھی آہ کی
معلوم ہونگے جو کبھی اُس نے نگاہ کی
تری کون سی بات پر جائیے
کہ تجھ بن اب تلک کسطرح ہمنے زندگانی کی

آپ مین کہنے لگون سو ہی کہان میری مجال
پوچھے تو احوال میرا ایسی کیا تجھکو پڑی

مہر و کین کچھ تو ہی تحقیق سے کیا کام مجھے
یون تو نا حق نہین دے بیٹھے ہین دشنام مجھے

کب کب تری گلی مین ہم بیقرار آ کے
سو بار ہی سنے چاہا تب ایکبار آ سکے

نالے تو کھینچے گئے شب ہجر
داغ اپنے مگر شمار سے

کب کب آتا ہو آخر کیون تجھے ننگ آتا ہی
آ نکلتا ہو کبھو جی سے جو تنگ آتا ہی

احسان تخلص از اہل لکھنؤ است در مرثیہ گوئی شہرت دارد این بیت از و بدست آمدہ

مجنون کو اپنی لیلےٰ کا محمل عزیز ہی
دل مین ہمارے تو ہی ہمارا دل عزیز ہی

احسان تخلص حافظ عبد الرحمن خان از سخن طرازان عہد حضرت فردوس منزل شاہ عالم بادشاہ است سالہا بعہدہ مختاری سرکار مرزا ایزد بخش بہادر [illegible] مانده بشمار اعزہ این دیار مے آید با وجود پیرانہ سالی اکثر و بیشتر شاغل [illegible] بشعر و اشعار عاشقانہ اش ناخن بدل زدن است در صنائع لفظی [illegible] اطلاق وغیرآن اصرار از حد افزون دارد و بارا نجم تعارفش [illegible] دیوانش ملاحظہ شد این اشعار از ان انتخاب یافت

اثر تخلص شاگرد شیخ امام بخش [illegible] ہم دارد چہ این شعر

ایسکی ورد آٹھون پہر نام اُس ستا بان کا ہی
تجھے عقل شب تا بدر زندان وہ آ کر ٹھہر گیا

[illegible] ایک سو طرح کا صدمہ اُس میان ہین دیکھا

کہان وہ گریہ وہ نالہ وہ جان بلب رہنا
الہی کا کام ہمیشہ بنا نہین رہتا

گلے سے لگتے ہی جتنے گلے تھے بھول گئے
وگرنہ یاد تھین مجھکو شکایتین کیا کیا

مین تو اُس نوجوان پر عاشق ہون
ہاے عالم تری جوانی کا

سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہون
بھید کہتا ہی کسو سے کوئی نادان دل کا

ہی وہ مرید آبلۂ پاے عاشقان
پانی پہ ٹھہرے کیونکہ نہ بستر حباب کا

مرے آتے ہی کبھی نیند آئی تو اب
یہ اپنی چشم پوشی دیکھتا جا

یارو سبھون کو میرے گریبان کی فکر ہی
ناصح کے منھ کو آن کے کوئی نہ سی گیا

یہی مجھکو رہ رہ کے آتا ہی ارمان
کہ تجھ سے نہ کچھ میرا ارمان نکلا

مجھ پر نہ یک بار ہی کچھ خشمگین ہوا
نامہ بھی وا کیا تو وہ چین بر جبین ہوا

اسمین بھی دراندازون نے سوختہ نکالے
دامن کوہ کو تکتا ہی بحسرت مجنون
آخر کو لگے گور کے ہم آہ کنارے
خاک ہو کر بھی رہون تھا یہ وفا نے چاہا
مینا سے بادہ ہاتھ سے یون میرے لیگیا
جو کوئی جان بچا کر تمھارے در سے پھرا
دل آہن سرشت اُسکا بنے موم
فائدہ تم جو مجھے نزع مین یار آئے نظر
مجھکو مت ٹھکراؤ بس چلیے سنبھل کر دیکھکر
دیکھیو میری طرف سچ کہیو اے اختر شناس
ٹھٹے پہ چڑھا کر تو مرے بجان سمجھ کر
ز دل احسان غم معشوق دسے صد آفرین
لڑ رہا ہی دیکھے مجکو تو اسطرح ظالم
احسان مین جسکے نام پہ دیتا ہون اپنی جان
غم ساتھ ہوا گلی سے تیری
مین جو سے سینے پہ آؤن تو سبو پی جاؤن
مین تڑپتا ہون غم عشق بتان مین احسان
کسی مہرو کی خاطر مجکو اک جھومر بنانا ہی
مت گرد گر دیکھ تو ہر دم مری دعا کے
خفا مت ہو مجھکو شکائتے لیتا ہین
کہتے ہو کیا رقیب کو بھیجون بتا صلاح
پھر سانس رکا لگے ہی رہ رہ کے یہ ڈر ہی
مجھ سے پوچھے ہی جو احسان وفا پیشہ کبھی

احسان نے جو اُس رخنۂ دیوار کو دیکھا
سنگ باقی نہ رہا دامن طفلان مین گیا
دریاے محبت کا یہ ساحل نظر آیا
کیا کرون لیک نہ کمبخت صبا نے چاہا
خون محتسب کا آج تو پینا حلال تھا
یہ جانتا ہون مرے بجان خدا کے گھر سے پھرا
مردا ہی روح عالی شان داؤد
ہی نہ یارا سے سخن اور نہ یارا سے نظر
چال سب چلتے ہین لیکن سینہ پر پر دیکھکر
کیون فلک کو تو نے دیکھا میرے اختر دیکھکر
پریان نہ اُترا آئین پرستان سمجھ کر
پیر و مرشد واہ یہ بدعت خدا کے گھر کے پاس
نہان زبان پہ ہی الحمد و آشکار دریغ
وہ جانتا نہین ہی مرا نام اب تلک
اک آ سے اُٹھے اور دو سے لگے ہم
گر عسس منع کرے اُسکا لہو پی جاؤن
حکما فضل الٰہی خفقان کہتے ہین
اگر نہ بیچے فلک عقد ثریا مول لیتے ہین
ہم کو کئی تیری منت تا نیر کھینچتے ہین
مرا سر رہے آستانے بہت ہین
لعنت ہی بھیجے گا یزید لعین کو
قاصد نہ کہین راہ مین کمبخت کا ہو
بیوفا کون ہی کہتا ہی وہ عیار کہ تو

حال دل حزین جگر خستگان پہ رحم
جنت میں مجھکو اسکی گلی سے ہیں لیجیے
کوئی فلک نہ وہ ایسا نہیں زمین پہ کہیں
ہیں مجھکو بھی نہو مجھکو ستانے والے
آشنا کسکے ہیں بیدید ہیں یہ دیدہ و دل
انکے رونے پہ ہنسی آتی ہے مجھکو احسان
بیٹھا ہے آہ بس خدا نکرے
یاد مسجد میں آئیگی احسان
کچھ اپنی بغل دیکھکے روتا ہے تو احسان
بس خاک قدم دیجیے تبرک ارادت کی
ہم لائق بندگی نہیں تو
ہم جان سکے کہ جانکے ساتھ
کہتے ہیں پلٹ گیا وہ رہ سے
کیا کام کسی سے ہمکو احسان
مجھکو مت چھیڑو معاذ اللہ ہے مجھ سے اب تک
ہی محبت تو جاگ اور جگا ہمکو کہ پھر ہم
زاہدا مسجد میں یہ دیر مگر بھید ہے اور
یہ ستانے سے مرے تجکو ہے حاصل ظالم
مرنے کے بعد آنکے کٹوائیں شریان

بولے کہا ثواب ہے کہنے لگا گناہ
کیا جانیے کہ مجھ سے ہوا آہ کیا گناہ
دماغ آہ کا اسیر بھی آسمان پر ہے
تو بھی ٹھنڈا نہ ہے جی کے جلانے والے
ہیں یہی دیدہ و دل اشک بہانے والے
دو ٹکڑے پانی کو ہیں کیا آگ لگانے والے
تجھکو فرصت ہو سر اٹھانے کی
کیفیت اس شراب خانے کی
ہاں اٹھکے گیا کوئی تو ہے پہلو سے کسکے
مٹی مری اس خاک نے ہے خوار بہت کی
بس خیر ہے بندگی ہماری
جائیگی یہ جان کنی ہماری
تقدیر الٹ گئی ہماری
ہم اور یہ بیکسی ہماری
نالے گراہیں تو پھٹ جائیں جگر دو چار کے
تا حشر نکالیں گے جگانے سے کسکے
گنج قارون پہ حسرت سے نظر کرتا ہے
مجھے موذی کے خلقت مجھی ایذا پہونچی
آج آپ اپنے کشتے کی منت پر آ چلے

احسن تخلص ہمیشہ نام یکے بودہ از معاصرین آبرو و ناجی و بطور شان غزل سر انجام ادا ساخت

نازک بدن پہ اپنے کرے ہو تم جو غرہ
موسیٰ اگر نے تمسکو فرعون سا بنایا

مضمون این بیت کہ مرقوم شد بعینہ بدون الاثر در کلام شاہ مبارک آبرو یافتہ شد اما چون از صاحب ترجمہ شعرے آخر کہ بیاقتی داشتہ باشد در نظر نبود ناچار ثبت گشتہ

احسن تخلص مرزا احسن علی در سرکار نواب آصف الدولہ مرحوم بہ پیشۂ شاعری ملازم بود بحسن خط و نیکوئی بیان مشہور است و در تلامذۂ مرزا رفیع سودا معدود و نظیر در بدایت حال پرتوے از میر ضیا ہم گرفتہ اما ذرۂ آتش خورشید از و گشتہ او راست

ٹکڑے اڑ جائیں گے سینے میں جگر کے احسن ۔۔ تیرے نالو نکا کوئی دن جو یہ انداز رہا
حسن پر اپنے ہر اک مہ پارہ گرم لاف تھا ۔۔ گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا
اشک گلگوں کو نہیں لعل و گہر سے پیوند ۔۔ یہ رکھے سنگ سے نسبت وہ جگر سے پیوند
سجدہ گہ ہی خاک احسن اپنی سارے خلق کی ۔۔ جان دی تھی اس نے کسکی حسرت پابوس میں
بزم میں اسکی جو ہوتی ہی کبھی سرگوشی ۔۔ دل دھڑکتا ہی کہ میرا کہیں مذکور نہو
تم تو دل مانگو ہو یاں جان تلک حاضر ہی ۔۔ بات یہ بھی ہی کوئی آپکے فرمانے کی

احسن تخلص احسن اللہ خان جہان آبادی متصل دروازہ لاہوری در مسجد سرہندی میماندو قتی خم ابروے زیبا صنمی را دیدہ سر بسجدہ فرود آوردہ ممبر و محراب را بر طاق نسیان گذاشتہ بجاے خطبہ نالہ بنیاد نہاد و آخر بہ اندرز واعظان فریفتہ گشتہ طریق کہن از سر تازہ کردہ عہد برہمن گسستہ بیعت شیخ نمود زنار از میان بکشاد و تسبیح بہ دست بپیچید این بیت بنامش بہ نظر رسید و ثبت گردید

کسکی گلی میں احسن شب چوری چوری جانا ۔۔ یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہی

احمد تخلص شیخ حافظ غلام احمد از مردم پنجاب است او راست

گر یہی ہیں دست اپنے نارسا ۔۔ اسکے پاؤں تک رسائی ہو چکی

احمد تخلص احمد بیگ از طائفۂ قزلباش جوانیست صبیح الوجہ قواعد سپاہگری را علی احسن وجہ دانستہ صاحب رسالہ سرکار مرزا و لیعہد بہادر بودہ از وست

غضب ہی ہاتھ میں جب تو نے تیغ کیں پکڑی ۔۔ نہ اٹھ سکا مرے بسمل نے یہ زمیں پکڑی

احقر تخلص میرزا جواد علے از قزلباش است ولادتش در لکھنؤ اتفاق افتادہ اصلاح شعر از میر حسن صاحب مثنوی بدر منیر گرفتہ در بدو سن شعور بزیارات اکثر مزارات فائض البرکات فائز شدہ بوطن برگشتہ این مطلع از وپسند آمدہ

بزم میں اُسکی جو شب جاہ کا مذکور چلا ‏ | ‏ اُٹھ کے محفل سے وہاں وہ بت مغرور چلا

احقر تخلص شخصے است از دودمان گورکانیہ طبعش بفکر شعر فزون تر از اندازہ رغبتے داشت از وست

بسکہ مجھے بھی بہت ہوئی ایسی کہ مرتا لیکن ‏ | ‏ نہ ترے کوچے سے ہرگز اُٹھا قدم میرا

اختر تخلص میر اکبر علی از مشائخ زادگان سرہند است در صنعت انشا پردازی ید طولے داشت از تلامذہ شیخ قلندر بخش جرأت است از کلام اوست

تماشے کی ہی جا مژگان پہ جو لخت جگر نکلا ‏ | ‏ عجب یہ نخل ہی جسمیں کہ شکل گل ثمر نکلا

ارمان تخلص فرزند جعفر علی حسرت است کہ مشاہیر بلاد مشرق بودہ از نامش آگہی دست نداد از وست

جیرت چاہا ہی گھر گھراب دیکھیے کہ کیا ہو ‏ | ‏ دو دن نہ چھپ سکی تو چاہت ترا برا ہو
تا سر بالین اُسے آنا قیامت شاق ہی ‏ | ‏ یہ دل بیمار جسکا نزع میں مشتاق ہی

اسعد تخلص مرزا اسعد بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ مغفور از ایشان مسموع بقلم آمدہ

تو اسعد غضب ہی کہ ہاتھوں سے تیرے ‏ | ‏ نہ تسبیح ٹھہری نہ زنار ٹھہرا

اسد تخلص میرامانی از سکنائے جہان آباد دہلی است مرد شگفتہ و ظریف بودہ نسبت شاگردے با مرزا رفیع سودا داشت در راہ لکھنؤ حرامیان تبہ کار بدسرانجام خونش ریختند از وست

جوں توں اسد کو لائے تھے اُسکی گلی سے ہم ‏ | ‏ خانہ خراب راہ میں آ کر مچل گیا
بزم بتان ہو جام ہو خلوت ہو پھر تو بس ‏ | ‏ کافر ہوں گر وہاں میں خدا کا بھی ڈر کروں
اسعد اس جفا پر بتوں سے وفا کی ‏ | ‏ مرے شیر شاباش رحمت خدا کی
پروانے اُڑ کے جلتے ہیں روتی ہی کھڑی شمع ‏ | ‏ یا رب نہ شب وصل ہو کوتاہ کسی کی
جس سے کہ دل ملا تھا جب آیا وہ سامنے ‏ | ‏ ملنے نہ پائے ہونٹ کہ رہ بات ہو گئی
مانے ہی کوئی وہ بت گمراہ کسو کی ‏ | ‏ گو آپ سفارش کرے اللہ کسو کی

اسلام تخلص شیخ الاسلام از ساکنین قصبہ کھتانہ منمضافات سہارنپور است او راست

ظلم ظالم کا پس مرگ بھی رہتا ہی بجا ۔ ہین یہ بازوے عقاب اپنے تیر کے پر

اسیر تخلص تلبراد نام نصرانی بودہ از رفقاے ظفریاب خان جوان تنومند اصلاح سخن از شاہ نصیر گرفتہ او میگوید

ہم اُس آئینہ رو کے ہجر مین یون بسر کرتے ہین ۔ کہ سکتے کی سی حالت ہو جیتے ہین مرے سے ہین

آسفان تخلص غالبًا نامش ہم ہمین باشد نصرانی بودہ اصلش از فرنگ و ولادتش بہند اتفاق افتادہ از وست

خط کا یہ جواب آیا جو لکھا کبھی پھر خط ۔ کر ڈالیو ن گا اک دم مین ترے آنکے پرزے

اشرف تخلص محمد اشرف نام خلف امام الدین از ساکنان کاندھلہ بودہ از وست

آتش دل سے ہوا ہو مجھے یہ ڈر پیدا ۔ اگر مرے سینہ مین ہووے نہ سمندر پیدا

اصغر تخلص سید امجد علی اکبرآبادی ہمین برادر حکیم محمد میر کہ از رفقاے [illegible] والد ماجد بودہ از دودمان امجد است از شاہ عبداللہ بغدادی علیہ الرحمۃ خلافت [illegible] بوضع و وقار تمام و تورع و قناعت تمام زندگانی کردہ از خیالات اوست

ہوا ہوں بسکہ خفا ابتو اپنے جینے سے ۔ لگا ہی لونگا مین اُس تیغ زن کو سینے سے

اظہر تخلص غلام محی الدین شاگرد غلام حسین سروری تخلص کہ شاعر پارسی گو بود از اہالی جہان آباد است و نیز اصلاح سخن از میر فرزند علی موزون گرفتہ بہ تعلیم اطفال بسر می برد او راست

رکھتی ہو مری جان کو مضطر تپش دل ۔ دکھلائے گی ہنگامۂ محشر تپش دل

اعظم تخلص اعظم خان از مردم دہلی قوم افغان مردے حریف و ظریف بودہ کسب سخن از شاہ نصیر کردہ آخر ہا این فن را ترک گفتہ بہ کسب علوم پرداخت او راست

اسی مضمون سے معلوم اُسکی سرد مہری ہی ۔ جو اُس نے مجھکو نامہ کاغذ کشمیر پر لکھا
درد دل از بس طبیبوں سے نہان رکھتے ہین ہم ۔ شمع آسا نبض زیر استخوان رکھتے ہین ہم

افسوس تخلص میر شبیر علی فرزند میر سید علی مظفر خان دارو غہ توپ خانہ نواب قاسم خان عالیجاہ از مردم نارنول است سلسلۂ نسبش با امام ہمام جعفر صادق

علیہ السلام میر سید از مشاہیر اہل سخن است از خدمت میر حیدر علی حیران بہ تہذیب کلام پرداختہ در اوائل حال از منتسبان سرکار مرزا جوان بخت بہادر مرحوم بودہ آخر الامر در کلکتہ بسرکار انگریزی منسلک شدہ خدمت ترجمہ کردن کتب فارسی بزبان ریختہ بایشان بودہ او راست

قفس سے چھٹنے کی امید ہی نہین افسوس — حصول کیا ہی جو مژدہ بہار کا پہونچا
کیا لکھون اُسکو مین احوال یہ کہنا قاصد — پیچو اسی کے سبب طاقت تحریر نہین
دیکھتے ہی اُسے حاضر ہوے مرجانے کو — وہی اشخاص جو یان آئے تھے سمجھانے کو
کیون نہو اسقدر گھمنڈ اُس بت پر غرور کو — صبر کسیطرح نہین اس دل ناصبور کو
اُس کے اُٹھتے ہی جی پہ آن بنی — دیکھیے آگے آگے کیا ہووے
صورت تجھے حق نے دی پری سی — پر آدمیت نہ دی ذری سی
کچھ بات تم سے کہہ نہین سکتے ہزار حیف — مدت مین تم ملے بھی تو غیر کے گھر ملے

آشفتہ تخلص غلام اشرف آبائش سر خدمت گاؤ خانہ بادشاہی بودند از تلامذہ غلام ہمدانی مصحفی است بیشتر فکرش مقصور بر مراثی بودہ از وست

جب دیکھتے ہیں یہ داغ سینہ اپنی جبین پر — آتا ہی اُسے رشک ترے روے حسین پر

اکبر تخلص اکبر خان کہین برادر داعی آثم بہ اکثر صفات حسنہ متصف است از کثر ایام رغبتی بشعر پیدا کردہ از حضرت مومن استفادہ میکند از وست

سوچیے حضرت ناصح کوئی تدبیر وصال — حیف چارہ نکرے آپ سا دانا دل کا
خانۂ غیر مین گرنے لگا جی تیرا — ہمکو بھی اور سے آتا ہی لگانا دل کا
ہوا نہ شوق سے اُس کوچے مین گذر اپنا — ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے راہبر اپنا
جنون عشق کا درمان نہو کسی سے کبھی — کہو علاج کرے جاکے چارہ گر اپنا
دیا نہ رنج ستم سوز دل سے کام لیا — یہ خاک ہونے کا احسان ہی چرخ پر اپنا
عدو کے ذکر سے وان ہوش جائین یان موت آئے — مزاج اُن سے بھی نازک ہی کس قدر اپنا
قتل کر لاشۂ اکبر کو چھپایا گھر مین — ہاے اُس نے مجھے جانے نہ دیا اور کہین

ہون صید دام دیدہ مین صیاد در گذر   غفلت مین وہم ہی کہ فریب کمین نہو
دوش ملک پہ دیکھ کے نعش شہید عشق   حورون کو یہ گمان ہے کہ عرش برین نہو
اکبر شاہ دیکھ کے دشمن کو ہنس دیا   اُس بے وفا کو مجھسے محبت کہین نہو
کون رویا ہی ترے کوچے مین رات   کیون سفیدی اُڑگئی دیوار کی
ہم تو ہین رہے جو خفا ہو تو خوش ہو   آئے نہ تھے طلب سے کہ رخصت کیا چلے

الہام تخلص شیخ شرف الدین المعروف بشاہ مول از اہل لکھنؤ است مرد وارستہ بودہ و بعلت درویشی باعتبار ہمیز لیست گویند کہ بزمرۂ اساتذۂ معدود بود و بفارسی ہم تکلم میکرد و از وست

ارہی بیکسی تیرے قربان ہون   برے وقت مین ایک تو رہ گئی
نگہ وہ دشنہ کہ طعنہ کٹار پر مارے   مژہ وہ تیر کہ خنجر کو دھار پر مارے

الم تخلص محمد علی از تلامذۂ شیخ ابراہیم ذوق است مقطعی بدیہی علی سبیل التذکرہ بر زبان راندہ بودند دل قلبیدہ و درین تذکرہ ثبت گردیدہ

نہ تھا تحمل اگر اُسکے ناز کا تو پھر   الم فریفتہ کیون اسے نازنین کے ہوے

الفت تخلص یکے از باشندگان قصبہ مظفر نگر است دیگر کیفیتش معلوم نشد شعرے کہ ازو بنظر آمدہ خالے از کیفیت نبود ثبت افتاد

ہمیشہ کہتے تھے الفت کو لوگ زشت نصیب   سو آج کوچے مین تیرے ہوا بہشت نصیب

الفت تخلص شنگل سین از کائتان عظیم آباد است بحضرات دہلی ہم رسیدہ اصلاح سخن از قلندر بخش جرأت گرفتہ ازین بیش کہ بر زبان خامہ می گذرد سے تراود کہ طبع خوشے داشتہ

ہر قدم پر یان تلک آنے مین سو سو بار تھے   کیونکہ گھر جانے لگے شام و سحر دو چار کے

امیر تخلص امیر الدولہ ناصر جنگ معروف بمرزا منیڈھو پسر وزیر الممالک نواب شجاع الدولہ بہادر برادر کہتر آصف الدولہ مرحوم است از پیشگاہ خلافت خدمت میر آتشی داشت پیش از فتنہ غلام قادر خان بجہان آباد در رنگ مشاعرہ بکاشانہ خود ریختہ بود و انجام صحبت حاضران را سفرۂ جیدی و خوان نعمتہاے گوناگون پیش کشیدے از خیالات نازک است

یاس و غم و آرزو و جمع یہ سب چیز ہے
بلبے ترا حوصلہ دل بھی عجب چیز ہے

امیر تخلص نواب علی محمد خان از طائفۂ عظیم آباد است نسبت تلمذ بقیام الدین علی قائم دارد بیشتر از اہل سخن دل خوار خوان نوالش بود بزم مشاعرہ سے آراستہ اور است

اس سکار انداز سے لگ کر کوئی چھٹتی ہے آنکھ
کیوں نہو سوئے قفا منہ وقت رم نخچیر کا

بس میں آیا جو تمھارے اسے چاہو سو کرو
کیا ستم آدمی سہتا نہیں لاچاری سے

تیرے بگڑ جانے سے بس اپنا تو گھر جاتا ہے
لے مری جان کے دشمن تو کدھر جاتا ہے

اے سرخی ترے رخسار کی ہنگام عتاب
جتنا بگڑی ہے تو اتنا ہی سنور جاتا ہے

امیر تخلص امیر اللہ مردیست از اہل جہان آباد نہایت اہلیت و شگفتگی با اوست در فن رمل مہارتے درست دارد از تلامذۂ شاہ نصیر است باداے اثیم گاہ گاہ می خورد از کلام اوست

اس تشنہ گلو پر ہے پھرا دیکھ تو قاتل
بے آب ترا خنجر براں نہ ہوا ہو

امین تخلص خواجہ امین الدین از ارباب عظیم آباد است و انکہ نسبتش بمرشد آباد کردہ از وخطای عظیم آمدہ مرد قناعت پیشہ و راست اندیشہ از نتایج فکر اوست

خورشید ترا دیکھ کے منہ کانپ کے نکلا
مہ چادر مہتاب میں منہ ڈھانپ کے نکلا

ہم کو کیا گر بہار آتی ہے
دل وہ غنچہ نہیں کہ وا ہوگا

ڈر سے ترے نالہ بھی نکلتا نہیں لب سے
ظالم ہے ترے ظلم کی تاثیر ہوا پر

مرتے ہیں ہم تو اسکے لب آبدار پر
گر آب زندگی ہو تو مارے ہیں دھار پر

بوسہ دیا تھا جی میں جو آوے تو پھیر لو
اتنا خفا ہو کس لیے اس خاک پر

یہ نہیں جوہر نمایاں تیغ تیز یار پر
کھدر ہا ہے نام مقتولوں کا اس تلوار پر

دل خیال زلف میں بیخواب بے آرام ہے
رات ہوتی ہے امین بھاری ہر ایک بیمار پر

دل تو کیا ہے کہیں جو آئے یار
جان آگے نکال رکھتے ہیں

مجھے بے چین رکھتا ہے دل افگار پہلو میں
وہ سوئے کس طرح جسکے رہے بیمار پہلو میں

ہم آنے کو مانع نہیں غیر کے
پر اتنا ہے خلوت میں ہمدم نہ ہو

اپنی کی غذا اب رہی ہے یہی
آہی یہ خون جگر کم ہے

جلوہ تیرے حسن کا کہان ہے
یون کہنے کو آفتاب ہان ہے

دن کٹا فریاد مین اور رات زاری مین کٹی
عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری مین کٹی

صبح گر صبح قیامت ہو تو کچھ پروا نہین
ہجر کی جب رات ایسی بے قراری مین کٹی

کس سے تشبیہ دین بھلا تجھ کو
ایک یوسف سو تیرا ثانی ہے

امین تخلص امین الدین خان نام خلف قاضی وحید الدین خان مردیست صلاحیت شعار گزیدہ اطوار بعہد نجیب الدولہ نواب نجیب خان مغفور منصب قضاے دہلی با والد ش بودہ گویند کہ اشعار دلپذیر بسیار دارد و مارا آنچہ بدست آمدہ این بیت است کہ در حضرت اخلاے روحانی گذرانیدہ

کون آتا ہے یہ کس کے پاؤن کی آواز ہے
ہر صدا سے پایل جیسے سو طرح کا نا ہے

امین تخلص محمد اسمعیل ابتدا تخلص بوحشتی بودہ وجہ این تغیر و تبدیل پیدا نیست فی الجملہ جوان فرخندہ بود شرافت نسب داشت از وست

اپنی تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم
کھڑا نظر آجاے لب بام کسی کا

امین تخلص نامش میر محمد از اہل بنارس سید بیست پاک نژاد و راست

جی سے کہدو کہ آہ سرد کے ساتھ
ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے

امانی تخلص میر امانی شاہجہان آبادی فرزند خواجہ آشتی طریقہ اثنا عشریہ داشت فالش در سنہ ۱۱۷۷ ہجری اتفاق افتاد این اشعار از افکار اوست

گھبرا ہے مجھے غم سے عجب حال ہے جیکا
اے نالہ دل وقت ہے فریاد رسی کا

سینے مین جدھر رہو پھونک دیا ای آہ
ٹک دل سے خبردار کہ یہ گھر ہے کسی کا

اثر ہو سنگ مین کیا کیونکر ان کو رام کرین
بتون کے دل ہو تو یارب یہ آہین کام کرین

نامہ پر کہیو زبانی کہ تڑپتے تجھ بن
شمع شب دیکھ مجھے صبح تلک روتی تھی

امانی تخلص نامش نا معلوم شخصی بود از مردم شاہجہان آباد این بیت بنامش ملاحظہ شدہ ثبت افتاد

کس کے یہ خار مژگان دل مین کھٹک رہے ہین
جو چشم سے لہو کے قطرے ٹپک رہے ہین

امجد تخلص مولوی امجد خلف ارشد مولوی ارشد مرد قناعت پیشه بود پدر مولوی عبد الرحمن است که از مخلص احباب فقیر است اوراست

جس گھڑی آپکو دیکھون ہون مین جون قطرۂ اشک — اپنی نظرون سے بھی امجد مین گرا جاتا ہون

احمی تخلص روشن بیگ نام کہین برادر حمید الدولہ منصرم کار سرکار ولیعہد شاگرد شاہ نصیر واز علم بی بہرہ بود نوجوان مرد اوراست

جہان زنجیر ہم سنتے ہین سنکو امول لیتے ہین — تری زلفون کے سودے مین یہ سودا مول لیتے ہین
جی دھڑکتا تھا کہ پہنچے مین نہ آجائے لچک — ہاتھ سے چھوڑ دیا مین نے ترا جان کے ہاتھ

امانت تخلص امانت رائے نام در روہیہ کہ محلہ ایست در جہان آباد مسکن داشت از وست

تشریف یہان نہ لاؤ یہ نامہ بر تو بھیجو — ست تو خبر ہماری اپنی خبر تو بھیجو

انور تخلص ولی محمد خان از مشائخ زادگانست آبائش وارد غۂ عدالت شاہی بودند بشعر ریختہ فارسی لب میکشاد اوروست

ایسی جان بخش ہوا موسم گل کی آئی — قصد پرواز مین ہین بلبل تصویر کے پر
ہوا اشک خونین بہار گریبان — رگ گل سینے تار تار گریبان

انتظار تخلص نامش معلوم حقیر نگشتہ از معاصرین فغان و آبرو است اوراست

جو ہین بہار گل کے قفس مین خبر گئی — بلبل یہ سُن کے ایسی ہی تڑپی کہ مر گئی
کنج قفس مین جلکے بناتا ہون آشیان — سیر چمن کی دل سے ہوس اس قدر گئی

انیس تخلص امیر الدولہ نوازش خان شاگرد میر نظام الدین ممنون ہمشیرہ زادہ شاہ نواز خان مرحوم است کہ در زمانہ سلطنت حضرت شاہ عالم بادشاہ غازی باوج وجاہ تمام صدر نشین وسادۂ خدمت مختاری بودہ خودش نیز باین منصب جلیلہ سرفراز ماندہ با راقم الحروف طریق تعارف مسلوک است اما گاہے حکایت شعر وسخن در میان نیامدہ بزعم فقیر اکنون بدین فن التفاتے ندارد و دو سہ بیت در تذکرہ بنامش ملاحظہ شد ثبت افتاد

پرکالۂ آفت تھا وہ رخسار آئینہ — چہرہ جو غضبناک ہوا اور بھی چمکا

کشتی سے اپنی چرخ خبردار رہ کہ آج
رکتے سرشک دیدۂ طوفان فشان نہین

انجام تخلص عمدة الملک نواب امیر خان سلسلۂ نسبش بمیر میران نعمت اللہی که با سلاطین صفویه قرابت داشته میرسد از امراے عهد محمد شاه بادشاه است از بسکه بزرگے ایشان در تواریخ مضبوط و مسطور و بر السنه و افواه مشهور و مذکور داعے از ایراد بے نیاز است از نتایج طبع پاکیزه اوست

ساتھ اپنے سر کے تھا انجام پاس تمکنت
شکر ہے تڑپے نہ زیر خنجر جلاد ہم

نعش میری دیکھ کے مقتل مین یون کہنے لگے
کچھ تو یہ صورت نظر آتی ہے پہچانی ہوئی

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان خلف حکیم میر ماشاء اللہ خان مصدر تخلص نجفی الاصل مرشدآباد مولد است از مقربان خدمت وزیر الممالک نواب سعادت علی خان بهادر بود لختی در فنون رسمیه مهارتے داشت و در هر فن کوس لمن الملکی بآوازه تمام می نواخت بر موزونان معاصر از اعتراضات و مطاعن قافیه تنگ نمودے دیوانے دارد مشتمل بر اصناف سخن و هیچ صنف را بطریقهٔ راسخهٔ شعرانه گفته اما در شوخی طبع و جودت ذهن او سخنے نیست مرگ او را البته سال سپری شده دیوانش بنظر رسید و این ابیات از آن انتخاب گردید و بیت اول نهایت دلپذیر راقم است والحق بغایت بلند رتبه واقع شده

اوس سے خلوت کی ٹھہر جاتی تو مین اللہ سے
واسطے دو دن کے عرش کبریائی مانگتا

جسوقت وہ یوسف سے ہم آغوش تھی اسوقت
سنتے ہی ترا نام زلیخا کو غش آیا

چلے تھے حرم کو رہ مین ہوے سنگ صنم پہ عاشق
نہوا ثواب حاصل یہ لیا عذاب اولٹا

آبجورے برف کے انشا کو بھیجے آپ نے
اس کے یہ معنے کہ تو نقشہ ہمارا جم گیا

گرچہ مے پینے سے کی توبہ ہے مین نے ساقی
بھول جاتا ہون ولے تیری مدارات کے وقت

امرود ہوے ہین اس کے خریدار چار پانچ
دے اور ایسے حق مجھے غبار چار پانچ

گلبرگ تر سمجھ کے لگا بیٹھی ایک چونچ
بلبل ہمارے زخم جگر کے کھرنڈ پر

راتون کو نہ نکلا کرو دروازے سے باہر
شوخی مین دھرو پانون نہ انداز سے باہر

کیا ہنسی آتی ہے مجکو حضرت انسان پر — فعل بد تو ان سے ہون لعنت کرین شیطان پر

کہہ تو اے چرخ بھلا تجھ سے کسی طرح کبھی — دل کے ارمان ہمارے بھی نکل سکتے ہین

چھیڑا ہے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی — تجھے اٹکھیلیان سوجھی ہین ہم بیزار بیٹھے ہین

گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے — زاہد نہین ہین شیخ نہین کچھ ولی نہین

دل کو لے بھاگے کدہر ہاتھ سے تیرے انشا — کوئی کھڑکی بھی تو اس گنبد بیدر مین نہین

چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو — بات مین تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو

ہو جو انشا کو اجازت تو کبھی پھر نالہ — کبھی بلبل کے فرشتون کو بھی جو یاد نہ ہو

بولی وہ اپنے سرو خرامان کو تاڑ باندھ — گر قصد بوسہ ہو گئے تو گرد اوسکے باڑ باندھ

چند مدت کو فراق صنم و دیر تو ہے — چلو پھر کعبے ہی ہو آئین بھلا سیر تو ہے

غیر کے اک اشارے پر اٹھ آئی میرے پاس سے — تسپہ یہ مجھسے پوچھنا بیٹھے ہو کیون اوداس سے

سچ ہے آفت تری یہ دھج یہ خوش اندامی ہے — گر نظر بھر کے تجھے دیکھین تو بدنامی ہے

غصے مین ترے ہم نے بڑا لطف اٹھایا — اب تو عمداً اور بھی تقصیر کرینگے

گالیان سیکڑون دین پاؤن جو دابے ہم نے — محنتین خوب سی کین خوب سے انعام لیے

گر نازنین کی کہنے سے مانا برا ہو کچھ — میری طرف کو دیکھیو مین نازنین سہی

کی مین نے شب جو سہواً تعریف چاندنی کی — میری طرف سے اپنے وہ منہ کو موڑ بیٹھے

صاحب کے ہرزہ پن سے ہر ایک کو گلہ ہے — مین جو سنتا ہون میرا ہی حوصلہ ہے

دین گالیان ہزارون سن مطلع اس غزل کا — کہنے لگا کہ انشا اس کا یہی صلہ ہے

رونے سے اپنے دل کی تپش کم نہ ہو گئی — دو چار بوندون مین ہوا سرد ہو گئی

اویسی تخلص شاہ محی الدین از مشائخ زادگان بریلی است رحلت بدکن کشیدہ او راست

باغ مین گلعذار ہو فصل بہار ہو نہ ہو — مین ہون غزل سرا وہان بلبل زار ہو نہ ہو

اوباش تخلص شیخ امیر الزمان از شیخ زادگان لکھنؤ است شاگرد غلام ہمدانی مصحفی بوجہ

این بیت از وے بدست آمدہ

دل و دیدہ اپنی جو یار تھی سو وہ درد و غم مین کھپا گئی — ہمین جسکے چشم امید تھی وہی آنکھ ہم سے چرا گئی

ایمان تخلص شیر محمد خان از مردم حیدرآباد است گویند کہ در انجا علم استادی سے افراخت او راست

روا ہے کون سے مشرب مین یہ ای عشق منصف
دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزون ہو
ٹپک پڑتا ہے خون دل مری ایمان آنکھون سے
مے گلگون کا جس دم بزم مین ساغر چھلکتا ہے

حرف الباء الموحدہ

بحر تخلص شخصی است کہ احوالش بر گردآور این سفینہ پیدا نیست درست

مانند اشک دامن دولت نہ چھوڑین گے
آنکھون سے تم نے ہم کو گرایا تو کیا ہوا
سو ذلتین اٹھا کے ہم آخر سمجھ گئے
تم نے نہ اپنا بھید بتایا تو کیا ہوا
اس گل کی آرزو نہ گئی ہے نہ جائیگی
داغون سے دل کو باغ بنایا تو کیا ہوا

برشتہ تخلص مشرف نام از شاگردان بجھورے خان آشفتہ است او راست

رشتہ توڑا برشتہ الفت کا
دیکھ اُس نے شکستہ حال ہمین

برکت تخلص برکت اللہ خان از مردم کوتانہ است گویند کہ بیشتر بیار سے زبان تکلم سے کرد او راست

جلا یان تک تب غم سے دل غمناک سینے مین
اگر ڈھونڈے کوئی دل کو تو پاوے خاک سینے مین

برکت تخلص برکت علی خان از اہالے خیرآباد است بسبب تقرب خدمت نصیر الدولہ جنرل اخترلونے ناظم دہلی مرجع و مآب اکابر دہلی بودہ یکچند بہ مختارے راجہ پٹیالہ بوقتے دلخواہ فلک نشین ماندہ الغرض تمامہ عمر ہم اختر کیوان زیستہ آخر از گردش گردون پیمان بہنگام بیکسی در وطن روز را بشب می آورد نجم عمرش راجع الہبیر شد امر سال وفاتش ہم شمارہ سیارہ است چون عطارد خداوند عقل و ذہنت بودہ با سخن شوقے تمام داشتے و نیکو گفتے بیشتر با مشاعرہ کردے خلاصہ افکارش این است

اشکون کو بہار دیدۂ گریان سمجھ کر
گھبرا ہے نہ عالم مین طوفان سمجھ کر
موسم گل ہے قفس ہی مین نہ جان ہوا
مست نسیم سحری مرغ گرفتار سے مل

ہو نہ آسیب نہ اُس کو کہین دلگیر نہ ہو
دل بیتاب کسی طرح سے ٹھہرائے کوئی
غم اوٹھا نا مری اس دل کا ٹھکانے لگجائے
تھی نہ سوزش دل اشک کے بہلنے سے
بھجکو رکا رکا سا جو پایا تو یون کہا
خدا کی نمود چہرہ پہ معلوم ہو گئی
تصور مین ترے گر کوئی چھیڑے ہی تو کہتا ہون

نالۂ شب مین الٰہی مرے تاثیر نہ ہو
مجھے سمجھائے کوئی یا اسے سمجھائے کوئی
ایک دم کے بھی لیے پاس جو ٹھہلائے کوئی
یہ آگ وہ ہی کہ بجھتی نہین بجھانے سے
پائے خدا نہ ڈالے کسی بدگمان کے
قاصد نے جب کہا کہ یہ خط کی رسید ہو
ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہی تا بو سے

پروانہ تخلص محمد بیگ نام از موزونان حیدرآباد است مطلعی از و دیدہ شد بقلم آمد

قتل کرمان ست کسو کی قسم
اٹھے قاتل مرے لہو کی قسم

پروانہ تخلص راجہ جسونت سنگھ ابن راجہ بینی بہادر ہست کہ از اعاظم اراکین وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر بود جوان خرم و شگفتہ خوش مثال بر جمال جہانی جنون زدہ او بود از شاگردان سرب سنگھ دیوانہ اُس میدانند از خیالات وست

نسیم آہ نے شاید کسی کے کی تاثیر
شگفتگی سی ترے غنچۂ دہان پہ ہی

بزاز تخلص حسین بخش از بزازان اکبرآباد است از فکر اوست

لہو ن ہون جس سے مین انکو بلا لادہ یہ کہتا ہی
اٹھے مجھے ناحق ہر دو ڈالے تے نہ آ نکلے نہ جا نکلے

بسمل تخلص سید جبار علی از باشندگان چینار گڈھ مرد سلیم الطبع بود بسرکار راجہ بنارس علاقہ داشتہ انتخاب او ست

یاد آگئی مشت خاک اپنی
دل خس و خاشاک کی صورت اٹکتا ہی رہا
ہر دم مجھے نیاز اُسے ناز ہی رہا
تیری ہی یاد و ذکر ترا ہی ہر آن ہی

اُڑ چلے جو کہین غبار دیکھا
گو سدا دامن کو اپنے وہ جھٹکتا ہی رہا
انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا
گویا کہ اس لیے مرے منہ مین زبان ہی

بشیر تخلص میر بشارت علے از مردم دہلی است بہ لکھنؤ رفتہ حین باز گشت

در عرض راہ وفات یافت شاگرد میر نظام الدین ممنون است از وست

دل بیتاب سے ہم ہاتھ دھوے بیٹھے ہین
دیکھتے ہین تجھے حسرت سے بھرے بیٹھے ہین
یارب نہ کھلے زلف گرہ گیر کسی کی
وابستہ ہی وان خاطر دلگیر کسی کی

لقا تخلص شیخ محمد لقاء اللہ خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس اصلش از اکبرآباد و منشاء آن لکھنؤ خاطر ظرافت پسند داشت بل از ظرافت در گذشتہ بسر بہجا کشیدہ شریک دورہ میر و سودا بود و با ایشان بیشتر طرف شدہ و ہجو با گفتہ و در مراتب نظم طبعی شگفتہ و رنگین و طرزی بامزہ و شیرین داشتہ کمترک لقند یار سے ہم کلام و زبان را حلاوت آگین سے نمودہ بیار سے شاگرد مرزا فاخر مکین و در ریختہ از تلامذہ شاہ حاتم و خواجہ میر درد غفر اللہ لہما نوشتہ انداز شکر ریزے نے قلم اوست

دست ناصح جو مری جیب کو یک بار لگا
پھاڑون ایسا کہ پھر اس مین نہ رہے تار لگا
یار کو پہونچی خبر نالۂ تنہائی کی
مدعی کون کھڑا تھا پس دیوار لگا
آہین افلاک مین مل جاتی ہین
محنتین خاک مین مل جاتی ہین
ساقی کو دو نوید بہار آئی باغ مین
سودے نے پھر خلل سا کیا ہی دماغ مین
دیکھ آئینہ جو کہتا ہی کہ اللہ رے مین
اسکا مین چاہنے والا ہون لقا واہ رے مین
ای عشق تو ہر چند مرا دشمن جان ہو
مرنے کا نہین نام کا مین اپنے لقا ہون
تو نے اس طرح سے ای چرخ گرایا ہم کو
کہ موے پر بھی کسی نے نہ اوٹھایا ہم کو
گر قتل کیا لقا کو خوبان
اس بات کو منھ سے مت نکالو
پنہان ہی بھلا ہی خون عاشق
جانے دو اب اسپہ خاک ڈالو
رخ اس کا صفائی ترے تلوے کی نہ پائے
خورشید ہزار اپنے تئین چرخ چڑھائے
آہ کی برق جو سینے مین چمکتے دیکھی
طفل اشک آن چھپے دامن مژگان کے تلے
عشق مین تو ہی کبریائی کی
عاشقی جس نے کی خدائی کی
دل سے نکلے کہین پابوسی قاتل کی ہوس
کاش وہ خون کو مرے رنگ حنائی جانے

یاد مین تڑپے ہی دل اس ابر نیسان بہار کی — آج کچھ ناخن بدل ہے آہ اس بہار کی
کیا خط تجھے لکھیے حرکت ہاتھ سے کم ہی — خامہ بھی مرے ہاتھ مین انگشت ششم ہی

بہادر تخلص راجہ بینی بہادر راز راجگان صوبہ بہار است پدر جسونت سنگھ پرداخ
کہ ذکرش بالا گذشت از وست

سپاہی ہو گئی دل کی آرزو نہ گئی — ہمارے جامہ کہنہ سے جی کی بو نہ گئی

بیتاب تخلص شخصے از شاگردان شاہ حاتم بودہ او راست

بیتاب بھی کیا جوان تھا اے والے — ہو خانہ خراب اس اجل کا

بیتاب تخلص خداوردے خان برادر کہین سعادت یار خان رنگین است از سید
نظام الدین ممنون باصلاح سخن پرداختہ از وست

مجھ سے وہ ہر دم کہے ہی اپنا خنجر دیکھکر — قتل کیجے تجھکو جی چاہے ہی اک شب دیکھکر

بیتاب تخلص سیوک رام نام بیسے بعرصہ آمدہ جز این ما جمالش ندانم شعرے از
و در تذکرہ منظر رسید ثبت گردید

محبت کی بھی کچھ ہوتی ہین کیا اے ہمنشین راہین — اگر خوبان یون ہین دیکھ دین ہم انکو سلام چاہین

بیتاب تخلص از ناشناس آگاہی ندارم یکے از پیشینیان بودہ او راست

گلرخون کے گلے مین اے بیتاب — خال کیا ہی گلال کے مانند

بیتاب تخلص عباس علی خان بن نواب عبد العلی خان بن نواب غلام محمد خان
بن نواب فیض اللہ خان مرحوم والی رامپور جوانیست نیکو منظر زیبا شمائل مہذب
الاخلاق پاکیزہ سرشت ظاہرش چون باطن و باطنش چون ظاہر آراستہ
مدتے در لکھنؤ گذرانیدہ اکنون چند سالست کہ مایہ نازش جہان آباد ارم تزئین
و باعث زینت این فرخندہ سرزمین از تلامذہ خان والاشان مومن خان است
این ابیات از وست

بجا گیا اپنے زلیس قتل کا ایسا ہم کو — بعد مردن بھی ہی مرنے کی تمنا ہم کو
داد سے روز جزا کی بھی رہونگا محروم — یہ نظر آئے ہی طول شب ہجران مجھ کو

پیدا ہوا رقیب کا غم دل میں اندنون
بیتا ہے غم بھی کھانے میں اب کچھ شریک ہین

آخر فریب کھا کے کیا اس نے مجھکو قتل
مین نے کہا تھا تم سے اٹھا تیغ سر کے ہاتھ

سحر نہ دیکھتی ہم کو نصیب ہو یا رب
شب وصال مین اپنی یہی دعا ہوگی

اب کوئی کہان جائے کہ گھر ہے یہی کشتہ
دیوانے ترے وحشت کو آباد کرین گے

مبارک تخلص میر نجف علی نژادش از عرب است و وی در قصبہ کول متولد شدہ از اولاد امام ہمام موسی کاظم علیہ السلام بودہ از شاگردان مصحفی است در فن طب مہارتی داشتہ بدہلی آمدہ از وست

ایک دل ہو تو کوئی صبر کرے
روز کے انتظار نے مارا

مجلس مین اسکی بیٹھنے تہمت کے ڈر کے مارے
سو سو جگہ سے اٹھکے اپنا مکان بدلا

داد خواہون سے گھر گئے رستے
اس کا جس کوچے سے گذار ہوا

صیاد یہ ہوس ہے دل داغدار مین
گلپوش کر قفس کو مرے نوبہار مین

سبحان تخلص شیوسنگھ رائے است از مردم دہلی از کلام اوست

آسمان گر پڑیگے ٹوٹ کے ٹکڑے ہوکر
جب کہین آہ ہماری مین اثر ہووےگا

بیخود تخلص نرائن داس در دہلی ہندو سے بود سخنچہ پرداز از تلامذہ خواجہ میر درد اوراست

مے گلگون کو چشم کم سے تو مت دیکھ او زاہد
نیا یا ہے یہ اعجاز مغان سے آب آتش کا

بیخواب — احقر را از نام و احوالش اطلاع نیست شاعری بودہ از وست

دعا مجھکو یان نہ آنا تھا
روٹھنے کا بھی ایک بہانا تھا

بیدار تخلص میر محمدی ساکنش از دہلی زبان بسر بردایں دیار در عرب سرائے کہ سر کردہ از جہان آباد جانب جنوب است اقامت داشت باز بہ اکبرآباد نقل کردہ طرح سکون انداخت و ہمدرانجا روح پاکش جسد عنصری را خیرباد گفت از شاگردان مرتضی قلی بیگ فراق شمردہ میشود کسب باطن از خدمت مولانا فخرالدین نمودہ خرقہ خلافت در بر کردہ نسبتی درست داشتہ مدتہا بر سر شرق

سخن بودہ مہارتے شایان بدست آوردہ صاحب دیوان است این اشعار ازان التقاط یافت

ناتوانی سے مری دیکھو اے دست جنون / رہ گیا ہو نہ کوئی تار گریبان میں چھپا

بھرا نہ مثل نگین زخم یہ مرے دل کا / کرتا ہمیشہ ہے نام میرے قاتل کا

بیدار راہ عشق کسی سے نہ طے ہوئی / صحرا میں قیس کوہ میں فرہاد رہ گیا

کرون ہون شاد دل اپنا ترے تصور سے / اگر یہ شغل نہوتا تو کیا کیا کرتا

ترے رخسار و قد و چشم کے ہین عاشق زار / گل جدا سرو جدا نرگس بیمار جدا

ہوگیا گرتے ہی تیری چشم سے دامن کے پار / اشک تھا بیدار یہ یا آگ کا پرکالہ تھا

عکس اس کا پڑا جو دریا میں / آب حیرت زدہ ہو بہہ نہ سکا

واہ واہ ای دلبر کج فہم یونہی چاہیے / ہم سے ہونا آشنا غیروں سے ہونا آشنا

پھونک دی یہ آگ کس کے حسن بزم افروز نے / اور ہی کچھ سوختن ہے شمع ویرانہ میں آج

رکھتا ہے تو جس جا قدم ہوتا ہے لہو کا نشان / پامال کرتا ہے کوئی خون شہیدان ستقد

تھا یہی نور تری زلف دلآویز کا بس / نہ ہوئی لا اسکی تاب گرفتاری دل

نہ یہ پرواز ہے بیدار نہ فصل بہار / کس توقع پہ قفس سے ہوویں اب آزاد ہم

فتراک سے باندھ خواہ مت باندھ / اب تیرے شکار ہو گئے ہم

دامن کو ترے نہ پہونچے اب تک / ہرچند غبار ہو گئے ہم

جانیں مشتاقوں کی لب تک آئیان / بلبے ظالم تیری بے پروائیان

خرقہ رہن شراب کرتا ہون / دل زاہد کباب کرتا ہون

ہم تری خاطر نازک سے خطر کرتے ہین / ورنہ یہ نالے تو پتھر میں اثر کرتے ہین

جو ہم کلام اس لب جان بخش سے ہوتے / کس سے انھیں دماغ کہ پھر گفتگو کرین

یہان تو جی انکے ٹھہرا ہے یون پرا اپنا / آہ کیا جانیں وہان اسکو خبر ہے کہ نہین

کہان ہے طالع بیدار یہ کہ ایسا ہو / کہ سر دھرے مرے زانو پہ یار سوتا ہو

آج لگتی ہے کچھ بغل خالی / کون سینے سے لے گیا دل کو

ہو زمانے سے جدا روز و شب سوختگان / شام کہتے ہو جسے ہے سحر پروانہ

دیکھ اوس گیسوے مشکین کی ادائین شانہ
دونون ہاتھون سے یہ لیتا ہی بلائین شانہ

شکوہ کم نکلی آنکھون سے اس کی نکرو
گفتگو خوب نہین مردم بیمار کے ساتھ

آئنہ دیکھ تو اس منھ سے تجھے اے طوطی
دعوے ہم سخنی اس لب وگفتار کیساتھ

خواب مین ایک بھی شب یار نہ آیا بیدار
اس تمنا مین کئی دن ہوے سوتے سوتے

بیدار کیونکر آتش دل اشک سے بجھے
ظاہر کی آگ ہووے تو پانی بجھا سکے

زاہد اس راہ نہ آ مست ہین میخوار کئی
ابھی یان چھین لیئے جبہ و دستار کئی

جام و مینای مے و مطرب و ساقی ہمراہ
اس سرانجام سے بیدار کہان جاتا ہی

ربط جو چاہیے بیدار سو اس سے معلوم
مگر اتنا کہ ملاقات چلی جاتی ہی

نہ گئی تیری سرکشی ظالم
ہم نے ہرچند جبہ سائی کی

بیان تخلص خواجہ حسن اللہ دہلوی نژاد است از تلامذہ مرزا جان جانان مظہر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر بودہ بیعت طریقت بخدمت مولانا فخر الدین قدس اللہ سرہ نمودہ آخر الایام بحیدرآباد رفت و از آن جا راہے عدم آباد گشت حدیثش شیرین و دلاویز سخنش نمکین و شور انگیز از شعرہای اوست

قفس مین ہین رہائی کے لیئے کیا کیا نہین کرتا
تڑپتا ہون پھڑکتا ہون کوئی پروا نہین کرتا

کہتا نہین مین عرش پر اے نالہ جا پہونچ
کانون تلک تو اسکے تو اے نارسا پہونچ

باتون مین آہ کس نے لگایا اسے بیان
رکھتا تھا کان تک مری فریاد کیطرف

ہوویگا ذوق حسرت دیدار مین خلل
شیرین گذر نکیجیو فرہاد کی طرف

کافر ہون جو زیادہ کچھ اس سے آرزو ہو
اک بے خلل مکان ہو بس مین ہون اور تو ہو

جادو بھی کہ سحر بھی بلا تھی
ظالم یہ تری نگاہ کیا تھی

مت آئیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی
جس طرح کٹا روز گذر جاویگی شب بھی

بیان کون ہے اب تلک پوچھتے ہو
تغافل کے قربان تجاہل کے صدقے

وصل کی شب کا ماجرا کیا کہون تجھسے ہمنشین
شام سے لیکے صبح تک وہی نہین نہین ہی

پیام تخلص شرف الدین علیخان اکبرآبادی از مشاہیر شعراے فارسی است گاہی بریختہ سخن میکرد از وست

دلّی کے کجکلاہ لڑکون نے
کام عشاق کا تمام کیا

ایک عاشق نظر نہین آتا
ٹوپی والون نے قتل عام کیا

حرف التاء الفوقانی

تابان تخلص میر عبد الحی نام خمیر سرشتش از همین خاک جهان آباد بوده سلسلهٔ نسبش بحضرت علی موسی رضا علیه السلام میرسد با حسن یوسفی اندوه یعقوبی داشتی و با جمال خورشیدی داغ حسرت وصال مه رخان بر دل گذاشتی نه همین میرزا مظهر را از دل گرمی شوقش تنور سینه زبانه زن بل شعلهٔ عشق جهان سوزش باعث گرمی هنگامه سر عنصر باد بهر کو و برزن تا آنکه موزون میکرد بگوش سودا میرسانید و به نسبت شاگردیش جبین بر خویشتن می بالید بعنفوان جوانی از جهان گذران در گذشت و داغ حسرت بجگر عاشقانش گذاشت آزاد مردی بود چون روی خویش طبع خوشی داشت صاحب دیوان هست و این اشعار انتخاب آن است

اوڑا دے صبا خاک میری اگر تو
تو کوچے مین اُس بیوفا کے ہی لیجا

تو پھر مجھ کو تربت مین مت گڑھیو میرے بعد
مجھ سے بہت ہین ایک نہ ہوگا تو کیا ہوا

کاکل کی طرح کیون نہ پریشان مجھے کرے
تو جانتا ہے دام مین میرے یہ آچکا

پنہائی خاک بھی تابان کی ہم نے اے ظالم
وہ ایک دم ہی ترے روبرو ہوا سو ہوا

دیتا نہین ہے ساقی اس ابر مین پیالہ
آتا ہے مجھ کو تابان بے اختیار رونا

ہے سوز عشق مجھ مین یہان تک کہ بعد مرگ
پروانہ مرغ روح ہے شمع مزار کا

کس کس طرح کی دل مین گذرتی ہین حسرتین
ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا

حرم کو چھوڑ رہون کیون نہ بتکدہ مین شیخ
کہ یان ہر ایک کو ہے مرتبہ خدائی کا

گل زمین سے جو نکلتے ہین برنگ شعلہ
کون جان سوختہ جلتا ہے تہ خاک ہنوز

دیکھ قاصد کو مرے یار نے پوچھا تابان
کیا مرے ہجر مین جیتا ہے وہ غمناک ہنوز

یہ زاہد بے خبر کیون عاشقون پر طعن کرتے ہین
کہ کہلاتا ہی پیغمبر کا ای تاباں خدا عاشق

آتا ہی فاتحہ کو وہ گل ور قیب ساتھ
لاتا ہے خار قسمت یہ میری بجاے گل

کہتے ہین اخر ہیگا رونے مین یہ ہین باتین
ایک دن بھی نہ یار آیا روتے ہی کٹتین راتین

غم وصل مین ہی ہجر کا ہجران مین وصل کا
ہرگز کسی طرح مجھے آرام ہی نہین

ہاتھ بیفائدہ زندان مین نہ توڑا ای جنون
طوق ہی میرے گلے مین یہ گریبان تو نہین

انجان ہو تو اس سے کوئی درد دل کہے
جو جانتا ہو مین اسے آگاہ کیا کرون

یان تک تپش ہی عشق کی سمجھین کہ بعد مرگ
گل بھی مرے مزار پہ گل کر گلاب ہو

کس سے فریاد کرون مین کہ وہ ہرجائی ہی
آہ اس بات مین میری بھی تو رسوائی ہی

ظالم وفا کا میری جو لیتا ہی تو حساب
اپنے جفا و ظلم کا بھی کچھ شمار ہی

بیان کیا کرون ناتوانی مین اپنی
مجھے بات کرنیکی طاقت کہان ہی

کرون دعوے خون مین قاتل سے اپنے
کب آئیگی یا رب قیامت کہان ہی

بہار ہے اس بسنتی پوش کے آنے سے مجلس مین
پڑی ہی دھوم تابان ہر طرح گویا بسنت آئے

تاب تخلص مہتاب راے نام اصلش از کشمیر و مولد و منشاایش ہمین معمورہ دلپذیر
این ابیات بنامش مشہور است

خو ہوئی ہمیشہ سے تمہاری اگر ایسی
تو کیا ہی گو بجتی مری اے فتنہ گر ایسی

یا تنگ نکر ناصح ناداں مجھے اتنا
یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

تپش تخلص مرزا محمد اسمعیل المعروف بمرزا جان فرزند مرزا یوسف بیگ بخاری الاصل است ولادتش در شاہجہان آباد اتفاق افتادہ سلسلہ نسب او بسید جلال بخاری منتہی میشود از تلامذہ خواجہ میر درد است در سنسکرت فی الجملہ مہارتی داشتہ صاحب آداب و اخلاق بودہ باضلاع شرقی رفتہ نام آور شدہ اوراست

آئے تو ہو کہین سے آخر بلے ولے تم
کیا ہوا گر مرے بھی لگ جاؤ پھر گلے تم

تم تو کہتے ہو کہ دم کے بعد آجاتا ہو مین
پر خدا جانے ہمین دم کا بھروسا کچھ نہین

کچھ تیرے سلیقے سے پھنسے ہم نہین صیاد
لائی ہی ہمین دام مین تقدیر ہماری

کس کی طرف سے آج تپش تجھکو یاس ہی — سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیون اوداس ہی
ہین تو شک کے قطرہ کا بھی ہی تھا سنا مشکل — بھلے وہ لوگ ہین جنکے تئین دل تھام آتا ہی

قطعہ

ہر طرف آج ہے بسنت کی دھوم — سینے مین ہی ہر اک تماشائی
کھلتے گلرو جو ہین بسنتی پوشش — جی مین کھلتے ہی جن کے رعنائی
کہتے ہین آنکے مجھے ہنس ہنس — دیکھ کر میری ناشکیبائی
ہو مبارک تمہین جنون تپش — پھر نئی رت نئی بہار آئی

تجلی تخلص سید محمد حسین المشتہر بحاجی ولد سید محمد حسن کلیم خواہر زادہ میر تقی میر در باغ بیگم واقع چاندنی چوک مسکنت داشت جوان حسین و خندان و ظریف و نکتہ دان بود مثنوی لیلے و مجنون بزبان ریختہ از خیالات او بنظر رسیدہ پذیرائے دل نشد او راست

مری وفا پہ تجھے روز شک تھا اے ظالم — یہ سر یہ تیغ ہی لے اب تو اعتبار آیا
آنکھین خدا نے دیکھنے کو دی ہین میری جان — دیکھا تری طرف جو کسی نے تو کیا ہوا
یہ شوق دیکھ پس مرگ بھی تجلی نے — کفن مین کھول دین آنکھین سنا جو یار آیا
عشق مین کرتے ہین بدنام تجلی کو عبث — وہ بچارا کبھی اس کوچہ مین آیا نہ گیا
تر دامن آگیا جو مین روز حساب مین — کہنے لگے چھپاؤ اسے آفتاب مین
لوگ اس کی تو جفاؤن کی خبر رکھتے نہین — بیوفا مجھکو ہی کم ملنے سے ٹھہرانے لگے
حال تیرا اُن سے کیا کہتا تجلی مین بھلا — وہ تو تیرے نام ہی کو سنکے شرمانے لگے
جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی — ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی
وہ اب تو ہمین بھول گئے ہین یہ تجلی — جب ہم نہین ہونگے بہت یاد کرینگے

تجلی تخلص شاہ تجلی درویشی است از حیدر آباد از کلام اوست

دامن کا عکس کس کے پڑا ہی کہ آجتک — پھیلا رہا ہی سرو لب جویبار ہاتھ

تجلی تخلص محمد عظیم از شاگردان قلندر بخش جرأت است از کلام اوست

کتاب قصہ فرہاد و قصہ مجنون — یہ دو ورق ہین مرے عشق کی کہانی کے

تجمّل تخلص شخصے بوده از ارباب لکھنؤ از ناسش آگہی دست نداده آدمیانه سیرتیست از علم بہره داشت ازوست

جس کے جھگڑے کے بیچ یہ دیدۂ تر بیٹھ گیا ‎ ‎ اُٹھتے اُٹھتے مرے آخر کو وہ گھر بیٹھ گیا

تجرد تخلص میر عبد الله نام حقیقت حالش معلوم نیست این مطلع ازوست

اُس رخ میں لطف ہے سو ملک کو خبر نہیں ‎ ‎ خورشید کیا ہے اُس کی فلک کو خبر نہیں

تحیر تخلص مصطفیٰ نام فرزند حیات شاه رفیع الدین قدس الله سره العزیز نبالتش از شہرت محتاج شرح و بیان نیست عم بزرگوارش جناب مستطاب مولانا عبد العزیز طاب ثراه بفنون شتی یکتای زمان و وحید دوران بوده این کس اگرچه از علم بہره ندارد اما بفحوای الولد سر لابیه صاحب اوصاف حمیده و اخلاق پسندیده است مشوره سخن از انشا الله خان فراق کرده ازوست

فکر اطفال کو ہے سنگ اُٹھا لانے کی ‎ ‎ آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

ترقی تخلص مرزا تقی خان بہادر از رؤسای فیض آباد است و امیر عالی نہاد ازوست

ساکنان کعبہ نے کی بت پرستی اختیار ‎ ‎ وہ صنم نام خدا کیا اندنوں جوبن پہ ہے

اوس نے تو دکھ یہ دکھایا ہے کہ جی جانے ہے ‎ ‎ پر مزا ہم نے یہ پایا ہے کہ جی جانے ہے

تسلی تخلص ٹیکا رام خلف گوپال رای بخشی وزیر الممالک اصلش از اٹاوه و مولدش در لکھنؤ رو داده بروش پسندیده و خُلق گزیده زندگانی میکرد و در فارسی فخر تلمذ فاخر مکین دارد و در ریختہ مصحفی را از اساتذه می شمارد ازوست

آنکھیں سحر تلک مری در سے لگی رہیں ‎ ‎ کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا

گو دل میں خفا ہے تو پر اس بات کو ناداں ‎ ‎ کہہ بیٹھیو مت عاشق دلگیر کے منہ پر

اب بھی اس نیم جان میں کچھ ہے ‎ ‎ فائدہ امتحان میں کچھ ہے

تسکین تخلص سعادت علی نام شخصے از تلامذه میر قمر الدین منت است ازوست

کیا خاک ہو صفائی بھلا ہم میں یار میں ‎ ‎ خط بھی لکھا جو ہم کو تو خط غبار میں

تسکین تخلص میر حسین سلسلہ نسبش بمیر حیدر خان قاتل وزیر فرخ سیر میرسد

صاحب فکر بلند و اسلوب گفتارش دلپسند از حضرت مومن خان بدرستی اشعار پرداخته از احباب رقم است این اشعار زبدهٔ افکار اوست

دیکھیو خانہ خرابی غیر وان قابض ہوا
جسکے گھر کو ہم یہ سمجھے تھے کہ اپنا ہو چکا

ہم کو ہر دام مین لازم ہی پھنسانا دلکا
سیکھے ہین تیری لگاوٹ سے لگانا دلکا

بے بال و پری کھوتی ہی تو قید اسیری
صیاد کبھی لیکے یہان دام نہ آیا

ہر صبح وہ ڈھونڈھے ہی کوئی تازہ خریدار
صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچھا

چپ سے لگے مجھکو تو چرچا ہی پھر وہان ہوگا
راز اپنا نہ خموشی سے بھی پنہان ہوگا

اُس در سے نجاؤنگا کبھی لاکھ کہو تم
دشمن ہی سہی تابع فرمان تمھارا

یان آنے سے کس واسطے جلتا ہی ہمارے
عاشق تو نہین ہی کہین دربان تمھارا

تم کو بھی تو غیرون سے یہ اخلاص نہین ہی
جو ربط کہ اس دست و گریبان مین دیکھا

گیا مجنون بحل صحرا کو یہ دیوانگی دیکھو
فضائے کوچہ لیلی کو اس نے تنگ ٹھہرایا

وحشت اب لاش کو لے جائے گی
تنگی گور سے گھر یاد آیا

بھول جائینگے وہ اغیار کو مین
مر گئے پر بھی اگر یاد آیا

کوچۂ یار مین ہین نے تسکین
پاؤن رکھا تھا کہ سر یاد آیا

خوبصورت نہو کوئی تو نہ ہو بدنامی
سچ تو یہ ہی کہ برا ہوتا ہی اچھا ہونا

غیرون کو اشارا ہی مرے قتل پہ ناحق
جنبش ابرو ہی تو سرکا ہیکو ہوگا

سہل سمجھے ہو اُس کا آجانا
تم نے تسکین دل کو کیا جانا

اُس گلی مین اژدہام اغیار کا یاد آگیا
دل مین جوش حسرت و یاس تمنا دیکھکر

گر مرکے چھٹے دل کی تپش سے تو عزیزو
تا حشر نہ نکلین گے کبھی گور سے باہر

اس کو مین مجھکو جانے سے کرتا ہی منع ہای
ناصح کو کوئی جا کے کرے پاسبان غیر

ای چشم سرمہ گین تری گردش نے کیا کیا
راحت پذیر تھے ستم آسمان سے ہم

روئے ہی مجھکو ڈبو کر چشم تر کو کیا کہون
وہ ہی آتا تھا پسند اپنی نظر کو کیا کہون

دیکھون تو لے ہی جان ملک الموت کسطرح
تم وقت مرگ پاس سے اوٹھنا ذرا نہین

زلف پر پیچ کو کھولا ہی یہ کسنے یارب / کہ مرے پاؤن کی زنجیر کیے دیتے ہین
ایسی ہی غیر کی خاطر کہ مرے حال پہ ہین / دل مین روتے ہین یہ ظاہر مین ہنسی دیتے ہین
یہ تو سچ ہی کہ جو تم چاہو گے کر گذرو گے / پر یہ ممکن نہین ہم پر کبھی بیداد نہو
مجھ بیگنہ کے قتل پہ گر ہی خوشی غیر / ظالم تو میرے واسطے اندوہگین نہو
کر سکے دفن نہ اُس کو مین جو احباب مجھے / خاک مین دل کی کدورت نے دبا دیا مجھے
قاصد آیا ہی وہان سے تو ذرا تھم تو سہی / بات تو کرنے دے اُس سے دل بیتاب مجھے
ہجر مین پاس نہ ہی زہر نہ خنجر افسوس / نہ دیے موت کے بھی چرخ نے اسباب مجھے
نامہ تسکین و یہ مضمون تپش نازیبا / تھا تخلص جو سزاوار تو بیتاب مجھے
کس کو جی جانے سے ناصح تو ڈرا جاتا ہی / یہی جاتا ہی محبت مین تو کیا جاتا ہی
دل کے جاتے ہی چلی جان یہ جلدی کیسی / صبر بھی چند قدم پیچھے رہا جاتا ہی
عشق اور حسن مین ہی ربط ستم مجھ پہ ہی / جون جون مین اُسکو چھپاتا ہون وہ نہان ہوتا ہی
وہ مسیحا لب اگر آئے تو جی اُٹھون ابھی / ہاتھ اوٹھایا چارہ ساز و تم نے کیون تدبیر سے
دیکھتے ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار / حال دل کہنے لگے ہم یار کی تصویر سے
چین سے بیٹھے رہے محفل مین تسکین رات بھر / اُس نے پہچانا نہ ہمکو رنگ کی تغییر سے
اب یہ حالت ہی کہ آن سا بیدرد / میرے بخشنے کی دعا مانگے ہی
کیون پڑا ہون پہ جنگ سگان سر کو ہی / وارث ہین یہ کیا عاشق مسکین کے تمہارے

تصور تخلص سید حیدر حسن خان ساکن قصبہ نیکوڑ از اولاد امام زید شہید رحمہ اللہ علیہ شاگرد جرأت است اور بست

رونا کوئی موقوف کرے ہین مری آنکھین / جب تک نہ تسلی کو دل آئے جگر آئے
تصور گر خوشی یار کی مجھکو رولائے گی / بہت گریہ کا ہونا مینہ برسنے کی علامت ہی
لے گئے یون ترے کوچے سے تصور کو لگ / جون اوٹھا دین کسی بدمست کو میخانے سے

تعشق تخلص میر سید محمد نسبت تلمذ و خویشی با حکیم میر عزت اللہ خان عشق دارد کتب درسی خوانده است بالفعل مدرس مدرسہ انگریزی واقع شاہجہان آباد است

فقیر او را تبقاریب دیده است گمانم آنکه درین ایام سری بدین فن نداشته باشد او راست

سامنے دیکھوا آتا ہے تعشق وہ کون … بار ہی کہہ اٹھو ہوا خوش دل محزون تیرا

تمکین تخلص صلاح الدین آزادانہ زندگانی میکرد و از آمیزش جہانیان کراہتے داشت او راست

عشق اور حسن کو جس روز کہ ایجاد کیا … مجھکو دیوانہ کیا تجھکو پریزاد کیا

تمنا تخلص محمد اسحاق خان گویند بسیار عاشق پیشہ بود نگاہش پیوستہ الف ابرو دو ہمدوش خیالش مدام خط سبز نگار مشکین مو ہو سہا در پردۂ عاشقے مے باخت و صحبت نازنینان سنگدل بسر میساخت اتفاقاً نوبتے طبعش از منہج قدیم و صراط مستقیم اعتدال بگردید اطبا منعش از وقاع کردند او در انحال شعری گفت کہ بسیار ملایم است و ہو ہذا

اپنی تو یہ صورت ہے کہ جون بلبل تصویر … پرواز کی طاقت نہین اور پاس چمن ہے
جسکے غم مین ہم کبھی آرام سے واقف نہین … کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہین

تنہا تخلص محمد عیسیٰ نژادش از شاہجہان آباد دہلی و نشو نما در لکھنؤ یافتہ کسب سخن از غلام ہمدانی مصحفی کردہ از کلام اوست

تجھ کے بوجھ تڑپتے نہین بسمل تیرے … آب خنجر سے یہ رہ رہ کے مزا لیتے ہین
اندنون چاک ہے پیراہن گل اے تنہا … ہم کوئی اپنے گریبان کو سلا سکتے ہین
غیر سے شکوہ مرا بس دیکھی دانائی تری … مین ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری
حشر مین کس لیے ہم آہ بھٹکتے پھرتے … اپنا منہ ہم سے یہان گر نہ چھپاتا کوئی
مین جو روٹھا تو منا کر مجھے وہ یون بولا … تجھے کیا کرتے جو تجھکو نہ مناتا کوئی

حرف الثاء المثلثہ

ثابت تخلص مرزا معز الدین کہین برادر مرزا حسن بخت بہادر از حافظ عبد الرحمن احسان بہ تہذیب سخن پرداختہ از ایشان است

سحر ہو نیکے دھڑکے سے ہمارا ہے بدن ٹھنڈا … اگر تیرا ہار موتی کا ہوا ہے سیمتن ٹھنڈا

مین کسی چشم مفتن کا ہون مائل ثابت — کیونکہ مجھکو ہم مرا ابلق ایام سے ہو
اس قدر او بیمروت مجھ سے استغنا تجھے — جان دینی تھی مجھے پر دل نہ دینا تھا تجھے

ثابت تخلص احا تنجان یکی از تلامذۂ مرزا بچھو فدوی تخلص عظیم آبادی است از وست

وقت مرنے کے مرے پاس وہ موجود ہوا — اپنے ہی جی کا زیان اپنے تئین سود ہوا

ثاقب تخلص شاہ شمس الدین از پاستانیانست بے نیازانہ زیستی شاگرد شاہ مبارک آبروست از وست

مرے ادب نے رکھا مجھکو یان تلک محروم — کہ بعد قتل بھی دامن تلک لہو نہ اڑا

ثبات تخلص سید درویش علی نظر بناہش باین تخلص گردیدن لطفی دارد مرد شوریدہ سر بود شعرے ازو بدست فتاد

قابل نہ تھے جفا کے اوٹھانے کے ہم ذرا — ثروت پناہ ہے یہ اوس آفت پناہ کی

ثنا تخلص میر شمس الدین عظیم آبادی اصلش از کشمیر ست شاگرد شاہ مشتاق طلب نوشتہ اند از وست

چمن ہے خندۂ گل ہے مے مینا ہے اور تو ہے — فغان ہے نالہ ہے فریاد ہے زاری ہے اور مین ہون

حرف الجیم

جام تخلص کنور سین از مردم بڈھولے است شرف الدین مسرور فرزند غلام محی الدین اورا از تلامذۂ خود نوشتہ او راست

چڑھی ہے باد کے گھوڑے پہ گو موج ہوا لیکن — نہ دعوی کر سکے گلگون سے تیری ہم عنانی کا

جان تخلص جان علی از مردم جہان آباد است با نواب بیرم خان مغفور واسطۂ قرابت دارد و نسبت تلمذ با میر تقی میر آزادانہ بسر میبرد از وست

ذکر اُس زلف کی درازی کا — صبح سے تا بشام ہوتا ہے

جانی تخلص بیگم جان نام المشتہر بہو بیگم بنت نواب قمر الدین خان مرحوم ست کہ نسبت زوجیت با نواب آصف الدولہ بہادر داشت آوردہ اند در حالتیکہ بیگم

سابق الذکر از کثرت علل و امراض دلریش و خستہ خاطر بود ہمدم نام خواجہ سرا بہ پرسش آمدوے بدیہہ این مطلع برخواند فرد

کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسم ناتوان کی ‌ ‌ ہر رگ میں نیش غم ہے کیجیے کہان کہان کی
دل جس سے لگا یادہ ہوا دشمن جانی (اوست) ‌ ‌ کچھ دل کا لگانا ہی ہمیں راس نہیں ہے

جذب تخلص میر عزت اللہ خان المعروف بمیر بھکارے از اعزہ بریلی است شخص مودب و حلیم صاحب فطرت سلیم از علوم رسمیہ آگاہ و دستش در ہر فن دراز و عمرش کوتاہ اکثر بلاد را بگام سیاحت پیمودہ و قریب بخارا ہوس سفر آخرت نمودہ او راست

وان صفائی و خودنمائی ہے ‌ ‌ یان مری جان کی صفائی ہے
جو کہ حلقہ بگوش تجھ کے ہین ‌ ‌ ناک میں ان کی جان آئی ہے

جراح تخلص غلام ناصر اصلش از کشمیر و وے درین معمورہ از عدم بوجود آمدہ نظر بہ پیشہ این تخلص پذیرفتہ بود والحق درین فن دستگاہے نیکو داشتہ گاہ گاہ بہ پیشم آمدی مرد خوشی بود سالے چند است کہ این جہان گذران را پدرود نمود اللہم اغفر این بیتش جہت ثبت نامش درین مجالہ بناچارہ حوالۂ قلم شد

جراح ٹانکے دینے میں مت کر درنگ تو ‌ ‌ اس واسطے کہ زخم مرے یار گرم ہی

جرات تخلص قلندر بخش نام سلسلۂ نسبش برایان محمد شاہی کہ بدست جلادان نادرے گرفتار آمدہ مردانہ جان داد میرسد بعلم موسیقی لاف نکتہ دانی میزد و میرسید دستش ستار نیکو نواختے و نجومے از احکام نجوم نیز شناختے نیک و بد زمانہ کمتر دیدہ چشم از نظارہ بربست روی نیکوان بیشتر نتوانست دید بصحبت مہ لقایان و نغمہ سرایان سرے داشت روزگارے از خوان نوال مرزا سلیمان شکوہ بہادر کامیاب و بہرہ مند بود و آنجا با انشا و مصحفی مطارحہ کردے و بیک ردیف و قوافی سخن گفتی امروز عمر دلش را زیادہ از بست سال گذشتہ

سخن بمضامینے کہ میان عاشق و معشوق می گذرد می کرد طبعے رسا داشت و حسرت از
شاگردیش نازہا دیوان ضخیمی مشحون بانواع سخن ترتیب دادہ چون از اصول و قوانین
این فن بہرہ نداشتہ نغماے خارج از آہنگ می سرودہ و آوازہ اش کہ چون طبل دو تر
رفتہ از انست کہ پذیرائی خاطر و گوارائی طبع او باش و الواط حرف میزدہ و معہذا
بعض ابیاتش بغایت خوش ادا و دلربا آمدہ بالجملہ ہر انچہ از دیوانش بطریقہ اہل فن
بود انتخاب و درین اوراق ثبت افتاد

محمد ہی نبی ممدوح ذات کبریائی کا
رتبہ گل بازی کا دلا کاشش تو پاتا
سنیو شوخی کہ یہ کہتا ہی وہ قاصد سے مرے
جرأت انبوہ ہی درکار اگر لیوے فنا
ناتوانی سے بنایا جب مجھے صیاد نے
لگاؤن چھاتی سے جرأت نکیونکہ اسکو کہ یہ
در تک اب چھوڑ دیا گھر سے نکل کر آنا
کلیجہ پھرے ترا جسے دیکھے تو پھر نظر
چھپکے اجل سے کیونکہ مری آنکھ وقت نزع
نہ آنے کی جب مین شنانے لگا۔
کون دیکھے گا بھلا اس مین ہی رسوائی کیا
تماشے کو نکل آتا ہی وہ رشک پری گھر سے
روٹھے سو بار کیے ہم نے سفر بھی اکثر
کاش یوسف کی مین اوس کو نہ کھاتا تصویر
سٹکے مین عزم سفر مری گیا
بحتا ہی دھڑکا خدا جانے کہ کیا لائے پیام
فکر کچھ میرے قتل کا کیجے

سکے بندہ گر اسکی مدح دعوٰی ہی خدائی کا
ہاتھون سے جو گرتا تو وہ آنکھون سے اٹھاتا
نامہ لے پر ابھی وہان جانے مین تاخیر لگا
دیکھو اس کی مرے تابوت پہ تصویر لگا
بول اٹھا ہی قفس کا کسطرح در کھل گیا
وہ ہاتھ ہی کہ کسی کے گلے کا ہار رہا
یاد ہ راتون کو سدا بھیس بدلکر آنا
کافر اثر ہی پہ تری کافر نگاہ کا
بسمل ہوا ہون مین کسی بانکی نگاہ کا
وہ آئینہ مجھکو دکھانے لگا
خواب مین آنے کی بھی تم نے قسم کھائی کیا
مزا دکھلا رہا ہی اندنون دیوانہ پن اپنا
پہ گلے ہم سے کبھی آکے نہ دلدار لپٹے
اب ہوا اور بھی دعوے اوسے یکتائی کا
تم تو گھر سے گئے یہان گھر ہی آتا کوئی
جاکے وان سے جو نہ آنا تھا تو منھ ڈھانک کر آئے
نہین پھر آ
ن رہتے لب و دندان ہمارے

ناصحو آپ مین جرأت نہ رہا
بلائین ہاتھون نے میری جو لین تمھاری ہے
جرأت مین پوچھتا ہون کہ یہ اضطراب دل
دور سے کل ہم نے اُسکے آستان کو دیکھکر
ہردم کی اُٹھا کون سکے رنجش بیجا
حیران ہون مین وہ کون ہے جو عین وصل مین
وان ہے یہ بدگمانی جانے حجاب کیونکر
دور سے دیکھ نہین سکتے ہین جرأت اور رہی
عید قربان کو بھی وے گھر سے ہمین یار نکال
روز کہتے ہین وہ آئے تو کہین عمر جرأت
نہ دیکھا جو نصیبون مین ہے تو وصل مین بھی
اپنے پہلو سے وہ جب اُٹھکے چلا اے جرأت
حیران مجھے دیکھ کے بولا وہ ہنسی سے
کل واقف کار اپنے سے کہتا تھا وہ یہ بات
کیا جانیے کم بخت نے کیا ہم پہ کیا سحر
ضبط وحشت ہے مجھے اے دل دیوانہ ضرور
گو وہ نہ بوسہ دیوے لیکن اس آرزو مین
لاونش سے اسکے اب اعضا تمام جلتے ہین
نیشترسا لگے مرتے ہین اک سبز رنگ پر جرأت
نتوانست بدم دیکھ ہم کو روتا ہے
مرزا سلیمان اٹان سے جاتے ہین پہ جا سکتے نہین
دیباک ردیف ہو ہی جرأت نہ پیے یار سے
سے وحشت کاہے کو آتے

اب سمجھ کر اُوسے سمجھائیے گا
بلائین ہاتھون کی لیتا رہا مین ساری رات
جائیے نہ وصل مین بھی تو پھر اسکا کیا علاج
رو دیا کن حسرتون سے آسمان کو دیکھکر
اِس واسطے پھر پھر کے یہ غصہ ہے ہمین پر
کہتے ہو تم کہ جیسے اُسی کو تو پیار کر
دو دن کے واسطے ہو کوئی خراب کیونکر
جی یہ چاہے ہے کہ دن رات رہین یار کے پاس
جی مین آتا ہے گلا کاٹیے تلوار نکال
جب وہ آتا ہے تو اُس وقت نہین ہوتے ہم
اٹھا کے آنکھ نہین دیکھتے حجاب سے ہم
اُس کا منھ دیکھ کے بس رہ گئے مجبور سے ہم
ہو آج تو جرأت پہ بھی تصویر کا عالم
جرأت کے جو گھر رات کو مہمان گئے ہم
جو بات نہ تھی ماننے کی مان گئے ہم
اتنا آنا بھی نہ وہ چھوڑ دے جھنجھلا کہین
کس کس مزے کی باتین اپنی زبان پہ ہین
جو ہم سے دل کوئی بدلے تو ہم بدلتے ہین
یہ شعر کہتے نہین زہر ہم اگلتے ہین
مارے ڈالے ہے ہمنشین تو ہمین
گو اوٹھاتے ہین قدم پر دل اٹھا سکتے نہین
پر سمجھ کر دل مین کچھ سوگند کھا سکتے نہین
اٹھکے ہونے نہ لگے یہ حسرت قربان کہین

قدم مین ناتوان جب اُسکے کوچے سے اُٹھاتا ہون
برنگ مہر ہی گردش ہی ہم کو سارے دن
وصل مین جسکے نہ تھا چین سو جرأت فہون
کاش رونے سے ہی یان اُس کو خبر ہو کہ نہو
کھل گیا اپنا جو نوشتہ تھا
عیاری تو دیکھو نہ ملانے کے لیئے آنکھ
کچھ لگاوٹ کا سبب اور نہین پر جرأت
جتاؤن درد محبت تو کس ادا سے کہے
مالوف جس سے طبع ہی یارب حبیب کی
روداد اُس سے کہیئے تو منھ پھیر مسکرا
جرأت اب بندھی تنخواہ تو کہتے ہین ہم
اجل گر اپنی خیال جمال یار مین آئے
وعدہ پہ آیا نہ وہ اور مین رہا جیتا اب آہ
جواب نامہ کی کیا پوچھتے ہو وہان سے پھر آکر
دم آخر نہ پوچھو وضع اُس ظالم کے آنے کی
دل وحشی کو خواہش ہی تمھارے در پہ آنیکی
غم سے گھٹنا یہ مرا سب مین پڑا تا ہی آسے
گھر کو جاتا ہی ترے کوچے سے جرأت تو یون
لیکے دل کہتے ہوئے ملنے مین ہو رسوائی واہ
وہ نہ آئے تو یہ ہو جائے غلط
کھڑا تھا بام پہ وہ اور نظر مین نے جو اُسپر کی
اُس پردہ نشین سے کوئی کس شکل بر آئے
گذرے ہی جبکے لب و دندان کا تصور

تو شکل نقش پا ہر ہر قدم پہ بیٹھ جاتا ہون
جو تم پھر آؤ تو پیارے پھرین بہار کے دن
وہ گیا پاس سے اور موت نہ آئی مجھکو
گریہ جون ابر ہی خلقت مین اثر ہو کہ نہو
دور سے شکل نامہ بر کو دیکھ
دیوانہ کیا ہی ہمین مشہور کسی نے
یہ وہ چاہے ہی کہ اِس کو بھی لگا آنکھ
کرو نہ مجھ سے یہ باتین دوانہ پن کی سی
ہو جائے کاش شکل مری اُس رقیب کی
کیا چھپکے سے کہے ہی وہ شامت نصیب کی
کہ خدا دیوے نہ جبتک تو سلیمان کب دے
تو پھر بجائے فرشتہ پری مزار مین آئے
اُس سے شرماتا ہون مین اور مجھسے وہ شرماتا ہی
بمنت مصلحت دیتا ہی قاصد باز آنے کی
کہا کر نقش پر کہنے لگا خوبی نہانے کی
دوانہ ہی ولیکن بات کہتا ہی ٹھکانے کی
جو مجھے دیکھے ہی سو دیکھے جاتا ہے اُسے
جانے ہی جیسے کہ رستا نہین آتا ہی اُسے
آپ ہشیار بنے مجھکو دوانہ کر کے
کہ بن آئے نہین مرتا کوئی
نظر آنے لگی گویا مجھے تیلی سکندر کی
جو خواب مین بھی آئے تو منھ ڈھانک کر آئے
نچلے نہین رہتے لب و دندان ہمارے

ناصح مین اور ہم مین بھی ہی طرفہ صحبت آہ
ہم کچھ نہین سمجھتے وہ سمجھائے جاتے ہی

قاتل نہ مجھ سے موڑیو منھہ وقت قتل تو
ٹک شرم کیجیو مرے گردن جھکانے کی

پہ تو مین کیونکہ کہون کچھ نہین بھاتا مجھکو
کچھ تو بھایا ہی کہ اب کچھ نہین بھاتا ہی مجھے

زخم تازہ کی طرح چرخ کہن ای جرأت
ٹک ہنسا تا ہی تو پھر خوب رلاتا ہی مجھے

یاد آتی ہے بدی ہم نے بمنت کتنی بوسے
ہارے بھی تو کیا ہار مزے دار نکالی

چھوڑا اپنے گرفتارون کو صیاد سمجھ کر
جاتی نہ رہے جان رہائی مین کسی کی

کیا صلح کو جی چاہنے لگتا ہی وہین بس
لڑجاتے ہی جب آنکھ لڑائی مین کسی کی

یاد جب آتا ہی یہ کہنا تو اڑجاتی ہی نیند
اپنی ہٹ تو رکھ چکے بس اب تو ہٹ کر سوئیے

پوچھا یہان تلک کہ ہوا تنگ نامہ بر
لذت ملی جو یار کے پیغام سے مجھے

جی خاک مین ملایا تمھارے ملاپ نے
اچھا عوض سلوک کیا ہم سے آپ نے

آج بھی اس کے جو آنے کی نہ ٹھہری تو بس
ہم وہ کر بیٹھین گے جو جی مین ہین ٹھہرائے ہوئے

جعفری تخلص میر باقر علی پوسر میر قمر الدین منت کوچک برادر میر نظام الدین ممنون است و تربیت از ایشان یافتہ در گذشتہ سال ہنگام بازگشت از سفر حجاز در گذشت او راست

آرام وعدہ کی شب ایک دم کبھو نہ آیا
آیا نہ چین دل کو جب تک کہ تو نہ آیا

تیغ یون دل پہ خیال نگہ یار نہ کھینچ
ناخدا ترس تو کعبے مین تو تلوار نہ کھینچ

جلال تخلص شخصی در فیض آباد بودہ جز این حالش معلوم نگشت او راست ۔

تنگ احوال ہوا اب تو تری شیدائی کا
آنکھ ٹک دیکھ تماشا تو تماشائی کا

قتل کرتے تھے وہ عالم کو بیک چشم زدن
چشم بد دور وہ اب باندھنے ہتھیار لگے

کیا ہوا مین نے جو ٹک جانب ابرو دیکھا
اتنی سی بات پہ تم کھینچنے تلوار لگے

جنون تخلص مرزا نجف علی خان خلف مرزا محمد علی خان دیوانہ تخلص است کہ پدر و پسر ہر دو از بنارس اند مرزا محمد علی خان پدرش را ہنگامیکہ وارد دہلی بود و بسر رشتہ داری لورڈ ماسور با من ملاقات ہا رو دادہ علاقہ تحصیلداری و

وسررشتہ داری وغیرہ کہ مناصب جلیلہ سرکار انگریزیست بیشتر بادی ماندہ ودرین ہنگام ندانم کہ کجا است از کلام اوست

اپنے چہرہ سے ست لفت با الٹ ۔ دیکھ جاوے گا آفتاب الٹ
دل کو شاید کوئی ستاتا ہے ۔ قاصد رشک تیز آتا ہے

جنون تخلص فخر الاسلام نام از خانوادہ پیر ترک است ودر زمرہ مشایخ ولی معدود از تلامذہ ممنون است اوراست

اوٹھی جو شرم تو دونون ہی دل ملے نکلے ۔ بجز حجاب بیان کچھ نہ فاصلے نکلے

جنون تخلص شاہ غلام مرتضے از برگزیدگان الہ آباد است بورع وتقوے مشہور و بتصوف ودرا عدا وعرفا معدود ومعروف تخلصے زعنیش باشعر است از فکرت اوست

ترچھی چشم مست سے ساقیا یہ سیاہ مست جنون تھا ۔ کرمی دو آتشہ طاق پر جو دھری تھی وہین دھری رہی

جوہر تخلص مرزا احمد علے تخلص از طایفہ قزلباش است این مطلع از فکر نگاشتہ شد

آتش ہو وہ چمن ہو یا برق آشیان ہو ۔ اے مرغ نالہ کچھ ہوا کہ شب تو پریشان ہو

جوشش تخلص محمد عابد اصحاب تذکرہ اورا از ابناے جسونت نگر عظیم آبادی نوشتہ انداز وست

جون آئینہ یہ ستم رسیدہ ۔ رہتا ہے مدام آبدیدہ
تمہارے در پہ جو دربان نے آستین پکڑی ۔ بہ رنگ نقش قدم ہمنے بھی زمین پکڑی

جوشش تخلص شیخ محمد روشن از تازہ خیالان عظیم آباد است شعرش صاف وتیغش فکرش دلپذیر ودلکش شیوہ گزیدہ اش گزیدہ طرز پسندیدہ اش پسندیدہ ودر فن عروض بسیار مہارت دلخواہ داشت از خیالات اوست

وہ زمانہ کیا ہوا جو مری گریہ میں اثر تھا ۔ یہی چشم خونفشان تھی یہی دل یہی جگر تھا
گردون ہی یہ دل در پئے آزار رہیگا ۔ ایک روز نہ ایک روز مجھے مار رہے گا
جیسا کہ دل پہ زخم ہی اسکے خدنگ کا ۔ گلشن مین ایک گل نہین ہی آب ورنگ کا
اس کا خدنگ داغ جگر سے گذر گیا ۔ ایک تیر تھا کہ صاف سپر سے گذر گیا

دیکھکر ایک ستم تیری جفا کاری کا
اُس کی آنکھون کو دیکھین ای جوشش
چشم بتان میکدہ وہرین جوشش
اُسکی رنجش کا مجھے خوف عبث ہی جوشش
یار کو قاصد مرے جاکے اگر دیکھینا
کل جو اُسے دیکھکر ہوگئے ہم بیخبر
قیس پھرتا جو رہا دشت مین دیوانہ تھا
مدعی سمجھون ہون جن جن کو مین اب تیرے لیے
مزا دکھاؤن مجھے تیری بے وفائی کا
حیران ہون کس طرح ہے وہ انسان مین جو بگر
ہماری آہ کے صدمے نہین اُٹھانے کا
نہ پھولتے ہین شگوفے نہ غنچے کھلتے ہین
بشکل شیشہ آتی ہے نظر جام کی صورت
چھپاتے ہین سبھی صیاد دام اور بیمراؤ خط
ہمین تو رونے نے آخر یہ رنگ دکھلایا
رو سکنے کے لیے ہون آشفتہ
ہمارے حال پر اُس کو نظر نہین ہرگز
دیکھتے ہم ہین اور ان آنکھون مین کیا ہوتی ہے
وود کی طرح مین دلسوختہ جاتا ہون جدھر
عمر عزیز گذری ہے رنج و ملال مین
لیے ڈر عس کا ہے ہمین نہ خوف محتسب
کیسے ہین جور کا تیرے ہی شکوہ یار ہین
آج ہے عزم شکار اُس کا یہ معلوم نہین

کوہکن ہو تو نہ دم مارے وفاداری کا
منھ تو دیکھون شراب خوارون کا
ہم نے تو کسی مست کو ہشیار نہ پایا
ہو چکا ہے وہ اسی طرح سے سو بار فنا
میری طرف سے کبھی تو ایک نظر دیکھنا
سن سکے وہ کہنے لگا پھر کبھی ادھر دیکھنا
اُسکو لیلی ہی کی دروازے پہ مر جاتا تھا
دوست اپنے ہی تھے سب کیا کوئی بیگانا تھا
اگر نہو وے مجھے پاس آشنائی کا
جلوہ سے اُسکے طور تو جل خاک ہوگیا
یہ حسن باصم کہن ہے کسی زمانے کا
چمن مین شور پڑا اُس کے مسکرانے کا
رہی زیر فلک پھرون سی آرام کی صورت
دلون کو صید کرتا ہے دکھا کر دام گیسوت
سفید ہوگئین آنکھین ہوا گریبان سرخ
ماتم کدہ جہان مین جون ابر ہ
کسی کے دل کی کسی کو خبر نہین ہرگز
لہو کے پیاسے ہین وہ تشنہ دیدار ہین ہم
اپنے احوال پہ عالم کو نہ لا آتا ہون
عاشق کہان ہوئے کہ پڑے اس زوال مین
رہتے ہین مست شام و سحر اپنے حال مین
جہان مل بیٹھتے ہین آشنا دو چار آپس مین
خون سے مر گئے یا صید حرم جیتے ہین

بیکسی سے یہی گلا ہو مجھے
تھام لیتی ہی دست قاتل کو

راغب نہ ہو طبیعت گر جور رو بہ رو ہو
اپنی یہ آرزو ہی دیتا ہو اور تو ہو

توانائی تو کر بیٹھی جدا آغوش سے مجھکو
گراست و یجواسے ناتوانی دوش سے مجھکو

دم بدم بزم مین کاہیدہ ہوئی جاتی ہی
لگ گئی شمع کو شاید نظر پروانہ

جی مین جس وقت کہ مضمون کمر آتا ہی
بسکہ نازک ہی مجھے یا نہ سنتے ڈر آتا ہی

شبنم کی طرح سامنے اس آفتاب کے
ہونے کو تو ہوئے تھے ولیکن نہو سکے

جوش تخلص رحیم اللہ از سوقیان دہلی بودہ بتقلید بینوایان اشعار در بحیات میخواند نسبت تلمذ او مصحفی بخود کردہ او راست

مین نے جو کہا تجھ بن کیا کیا نہ الم گذرا
بولا کہ اجی تیرا رونے ہی جنم گذرا

دریا مری آنکھون سے ایک جاری لہو کا ہی
بیدرد تو کیا جانے کیا حال کسو کا ہی

جوان تخلص مرزا نعیم بیگ جہان آبادی از منتسبان مرشد زادہ والا تبار مرزا سلیمان شکوہ بہادر است مدتے شد کہ ازین دار فانی رخت حیات بعالم جاودانی بربست از وست

پہلو مین دل اپنے کو کبھی غمخوار نہ پایا
یہ خوبی قسمت کہ کوئی یار نہ پایا

از بسکہ ہی استقدر گرمی خورشید قیامت
کوچے مین ترے سایۂ دیوار نہ پایا

ظلم و ستم و جور سبھی ہمنے اٹھائے
جب اور کوئی تجھ سا طرحدار نہ پایا

دیوار و در کی چھاتی سوراخ ہو گئی ہی
کیا روزنون سے اسنے آنکھین لڑائیان ہین

کسی کو اپنی سفارش کیواسطے اس پاس
جو لیکے جاؤن تو اس کا وہ آشنا نکلے

جیتا نہین پھرتا ہی کوئی اس کی گلی سے
مجھ تک میرے دلدار کی کیونکر خبر آوے

جوان تخلص میر بہادر علی از مردم این دیار است بہ تیر اندازی مشہور عہد خود بودہ از وست

کنج قفس مین دیکھ کے بے بال و پر مجھے
اے ہم صفیر چھوڑ گئے تم کدھر مجھے

جولان تخلص میر حسن علی خان از سکنائے دکن است این بیت از وست

اب ایسے جام مین ساقی شراب رکھوائی بھر
کہ جسکو دیکھکر زاہد کے منھ مین آئے پانی بھر

جہانگیر تخلص جہانگیر بیگ نام اصلش از دہلی زمانہا بہ لکھنؤ بسر بردہ شورش در سر داشت بتہا زدہ و زغم ہا برداشتہ آخر عمر بوطن مالوف رسیدہ بمالیخولیا مبتلا شد روز وعظ مولانا عبد العزیز میر شاہ علی را کہ درویش تخلص داشت زخمی زدہ بزندان بردند در حبس شہید تیغ اجل شد او راست

وہ کافر مرا درد کیا جانتا ہی	جو گذرے ہی مجھپر خدا جانتا ہی

جہاندار تخلص مرشد زادہ جہان مرزا جہاندار شاہ عرف مرزا جوان بخت بہادر ولیعہد حضرت شاہ عالم بادشاہ بفہم و فراست و عقل و کیاست ممتاز اقران و امثال خود بودہ از انجا بلکھنؤ و از ان جا بہ بنارس رفت و در سال ہزار و دو صد و یک ہجری انجا بملا اعلے پیوست نقل و سکونتش را داستان دراز است کہ این عجالہ بان نمی سازد او راست

مرکس کے انتظار ہین یہ بے اجل گیا	آنکھین جو یون کھلی رہین اور دم نکل گیا
ٹھان لیتے ہین وہ پہلے ہی سر اپنا دینا	تیرے کوچے مین جو اہی شوخ قدم رکھتے ہین
آخر گل اپنی صرف در میکدہ ہوئی	پہونچے وہان ہی خاک جہان کا خمیر ہو
کونسی بات تری ہم سے اٹھائی نہ گئی	پر جفا جو تری ناحق کی لڑائی نہ گئی

جوہن تخلص جوہن ناتھ نام از مردم دہلی است تازہ مشکر و کہن مشق انوال ریختہ

دل جون سپند عشق کی آتش سے جل گیا	ایک آہ کھینچتے ہی مرا دم نکل گیا

جھمنا بیگم جانش چون جانش در پردۂ اختفا ماندہ بہا نا اقتضای کمال قسمت وست داد است

یہ کس کی آتش غم نے جگر جلایا ہی	کہ تا فلک مرے شعلے نے سر اٹھایا ہی

حرف الحاء المہملہ

حاتم تخلص شیخ ظہور الدین نام المعروف بشاہ حاتم از تازہ خیالان قدیم است در بدو شباب سپاہی پیشہ بودہ عاقبت تبتل و توکل شیوہ کردہ در جہان آباد آزادانہ میزیست اکثر شعرا بابت کرا از بہرہ یافتہ اند از انجملہ مرزا رفیع سودا است

دراول حال فکرش مقصور بر تتبع قدما مانند ولی دغیرآن بود چون طرز متاخرین طراز جیب و دامان شہرت گشت وے نیز دست بدامان ایشان زدہ بنائے دیوان ثانی برین طریقہ نہادہ بہدرین معمورۂ بعمرے کہ ہمدوش عمر طبیعی شدہ بود دامان ہستی از کف سپرداین اشعار از وست

اس قدر کی صرف تسخیر پریرویان مین عمر	رفتہ رفتہ ناصح سراب پیر جوان ہو گیا
ہجر کی زندگی سے مرگ بھلی	کہ جہان سب کہین وصال ہوا
تو او بیتا ہیشہ دشمن ہو بغل مین دل نہین	دور ہو پہلو سے صحبت کے مری قابل نہین
تم تو بیٹھے ہوئے یہ آفت ہو	اٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہے
مفلسی اور دماغ اے حاتم	کیا قیامت کرے جو دولت ہو
کرین ہین قمریان تعریف سروا و رہم تری قد کی	جو تو آوے چمن مین تو ہمارا بول بالا ہو
آتا ہے آب نشہ کی طرف جی کبھو کبھو	ساقی نگاہ مست ادھر بھی کبھی کبھی
پیری مین آج یار مرا ہمکنار ہے +	ساقی شتاب آ کہ خزان مین بہار ہے
ہجو اس دور مین ہین سب حاتم	اندنون کیا شراب سستی ہے
دیکھ جراح تیرے مرہم کو	میرے سینے کا داغ ہنستا ہے
وہ وحشی اسقدر بھڑکا ہی صورت سے مری یارو	کہ اپنے دیکھ سایہ کو مجھے ہمراہ جانے ہے

حافظ تخلص محمد اشرف از دہلویان است در فن موسیقی خود را یگانہ میداند شعرے ممتاز از ایشان در میان نیست لاجرم این بیت ثبت گشت

ابر مین مہ کی طرح زلف کے پردے مین آہ	تو نے گو منھ کو چھپایا پہ مجھے معلوم ہوا

حالی تخلص میر محب علے از مردم مرشد آباد است او راست

عوض مین بوسے کے دی ہے گالی سوال دیگر جواب دیگر	یہ طرز تو نے نئی نکالی سوال دیگر جواب دیگر

حبیب وطنش معلوم شد کہ مراد آباد است اما مشرب دریافت نگشت کہ چیست از وست

خانہ ویرانی مری گرچہ کی اس دل نے حبیب	پر خدا حشر تک آباد رکھے خانۂ دل

حجام تخلص عنایت اللہ نام عرف کلو از مردم سہارنپور است بہ پیشہ حجامی

کہ مجازاً موتراشش را حجام گویند کسب معاش میساخت و بفکر تلمذ میرزا رفیع سودا ہم بفلک می افراخت مولانا فخر الدین را علیہ الرحمۃ دست ارادت بدامن زدہ فکرش بدل میبازد و لختے از اشعار او می طرازد

روز رخسار کے لیتا ہون مزے خوبون کے
بہتر اس شغل سے حجام ہنر کیا ہوگا

جیسا نظر اپنا تو ستمگر نہین آتا
بے وصل ترے سو یہ میسر نہین آتا

خط آنے سے بھی اپنی رسائی نہین ہے وہان
حجام کس طرح سے بلین کیا ہنر کرین

دیکھ عاشق کی تری رسوائیان
عشق کی لوگون نے قسمین کھائیان

ایک روز نصیبون سے کہین وان نہین پہچون
پتھر سے ہے سر میرا اور در و دیوار تمہاری

ہی جی مین کہ اک روز مین ان آنکھون سے پوچھون
سمجھتے نہین کس واسطے بیمار تمہارے

اس کاوش مژگان کا گلہ مجھسے عبث ہے
ای آنکھ پہ تلوے لیے ہوتے ہین خار تمہارے

مثال ناقہ لیلے کی ایک دو گام غلط
خدا کرے کہ ادہر بھی ترا سمند کرے

حزین از حالش این قدر معلوم است کہ باین تخلص شخصے بودہ در آوان فردوس آرامگاہ محمد شاہ از وست

ویران ہوا خزان سے چمن یان تلک کہ ہم
چاہین کہ جل مرین تو کہین خار و خس نہین

حسرت تخلص جعفر علی نام خلف ابو الخیر از مردم لکھنو است آبایش عطار پیشہ بودند وے نیز یک چند برین شغل مشغول بودہ و نظر بفطرت اصلی برین قناعت نکردہ در زمرہ منتسبان میرزا جہاندار شاہ مرحوم جا گزید آخر بہمت بلند سشش باین ہم نساختہ ترک دنیا گفتہ از پست و بلند عالم و نشیب و فراز روزگار بیکران بودہ در گوشہ عافیت میگذرانید و در فن نظم از تلامذہ میرب سنگھ دیوانہ است و بیضا است عبارت و سلاست فکر مشہور زمانہ قلندر بخش جرأت از شاگردان اوست اما از استاد قصب السبق ربودہ اوراست

گیا دل سو گیا رونے سے کچھ حاصل نہین ہوتا
اگر رو رو کے جی کھو دین تو پیدا دل نہین ہوتا

جو شیان چھوڑ چلے ای چمن آرا ہم تو
تو ہی لیجا ہو سر پہ گلستان اٹھا

درس تھا مکتب مین مجھکو آہ کا | یہ سبق تھا پہلے بسم اللہ کا

ہی غبار آلودہ یان تک شک اس غمناک کا | دست مژگان مین سدا رہتا ہی بیجہ خاک کا

کل کو تھے خوش کہ نہین ہم آج خوش | ہم نے تو ایک دن بھی نہ پایا مزاج خوش

ق

حسرت ہزار رنگ سے بولا مین جھوٹ سچ | یعنی کہ نوبت آوے سخن کی ہم تلک

لیکن سمجھے بات کو جس نے اڑا دیا | پہونچاتے ورنہ ہاتھ ہم اس کے قدم تلک

ساقی مے دے کہ اہل مجلس | پانی پانی پکارتے ہین

ہے منظور رکھنا یون تلخ تجھے زندگانیکو | ولے کیا کیجے حسرت بلا سے ناگہانی کو

نازک دلون کے جسم کو مرہم چھو نہو | پیراہن حیات سے پیٹے نور تو نہ ہو

کس کا ہی جگر جس پہ یہ بیداد کروگے | لو دل تمہین ہم دیتے ہین کیا یاد کروگے

بزم مین بیٹھے تھے گل چننے پر دور سے | دیکھکر اس کو لگے لینے بلائین دور سے

مجھکو تجھ سے خدا جدا نہ کرے | مین ہون تجھ سے جدا خدا نہ کرے

فسانا وصل کا جس سے دل بیتاب کہتا ہی | وہ کہتا ہی کہ افسانہ نہین یہ خواب کہتا ہی

یہ بھی یا ستم تھا کہ خواب مین مجھے شکل آکے دکھا گئے | کبھی نیند بہر سو نہین آئی تھی سو اس طرح سے جگا گئے

حسرت تخلص دوقی رام نام صلاش از جہان آباد است وے در فرخ آباد بسر می بردہ از وست

برنگ آبلہ ای وای یہ کیا زندگانی ہی | کہ جس کے پانون پڑتا ہون اٹھکے بسر گرانی ہی

این بیت را بنام جعفر علی حسرت ہم نگاشتہ اند

حسرت تخلص ہیبت قلیخان نام از اہل عظیم آباد است کسب سخن از مرزا مظہر کردہ اور است

شمشاد سے ہمسری کرے کون | اس کس کا ہیرا ہی یون مرے کون

حسن تخلص سید غلام حسن نام خلف میر غلام حسین ضاحک تخلص است کہ مرزا رفیع سودا ہاجے رکیک برای او نظم کردہ نژادش از ہرات است وے بدہلی از عدم بوجود آمدہ در ریعان جوانی بجانب مشرق رفتہ در فیض آباد از خوان فیض نواب سردار جنگ خلف نواب سالار جنگ بہادر کامیاب بود

از تلامذہ میر ضیاء الدین ضیا است سالم فطرت سلیم فکرت است در اصناف سخن فی الجملہ قدرتی داشت لاسیما مثنوی نیکو میگفتہ مثنوی سحر البیان کہ مشہور است پدر تخییر است شہرت تمام دارد قطع نظر از پالغزہاے شاعری بہ محاورہ عوام بد شگفتہ بلکہ داد بلاغت دادہ اور است

گر تجھے رشتہ کچھ تری وحدت کے بیان کا
تو چاہیے خامہ بھی اسی ایک زبان کا

اظہار خموشی مین ہی سو طرح کی فریاد
ظاہر کا یہ پردا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

تا اشارہ کو سمجھ لے نہ لگے غیر کے وہ
مین نے اس ڈر سے کبھی اُس کو اشارا نہ کیا

چھوڑ دے کوئی کسی کے لیے جس طرح سے گھر
ہم نے مدت مین تری کون و مکان چھوڑ دیا

بے وجہ تو نہین یہ چمن اُس گلی مین روز
جا جا کے بات کرتی ہر اک سے پکار کر

مین حشر کو کیا روؤن کہ اُٹھ جاتے ہی تیرے
پیدا ہوئی ایک مجھ پہ قیامت تو نہین اور

دامن صحرا سے اُٹھنے کو حسن کا جی نہین
پاؤن دیوانے نے پھیلائے بیابان دیکھکر

دروازہ گو کھلا ہی اجابت کا پر حسن
ہم کس کس آرزو کو خدا سے طلب کرین

جو کوئی آوے ہی نزدیک ہی بیٹھے ہی ترے
ہم کہان تک ترے پہلو سے سرکتے جائین

اس کی جب بزم سے ہم ہو کے تنگ اُٹھتے ہین
اپنے ساتھ آپ ہی کرتے ہم ہو لیے جنگ آتے ہین

کہتا ہی تو کہ تجھسے مین ہی بنا ہنتا ہون
تو ہی کہین ہو چکا مین یہی چاہتا ہون

روٹھا کرے وہ کیون نہ کسی اور سے حسن
یہ سب بگاڑ چاہ کا ہی اور کچھ نہین

دل کو کھویا ہی کل جہان جا کر
جی مین ہی آج جی بھی کھو آؤن

غیر کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو
کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو

تیرے ہمنام کو جب کوئی پکارے ہی کہین
جی دھڑک جاتا ہی میرا کہ کہین تو ہی نہو

دی تھی یہ دعا کس نے مرے دل کو الٰہی
اُجڑے ہے یہ گھر ایسا کہ پھر آباد نہوئے

پھر پھر آئینے کو وہ دیکھنے لگتا ہی حسن
ایک دم آپ مین وہ شوخ جو پاتا ہی مجھے

شب وصل صنم ہی آج ای ہمدم کسی ڈھب سے
گریبان سحر کو تا ک رکھنا دامن شب سے

پڑی رات داد وستد کچھ عجب
جو لوٹے کو اُس شوخ سی جا لڑکے

لگاتے ہی لب لب سے بس جی دیا
کہنے کی ہین یہ باتین کس بن نہین گذرتی
ساتھ دیکھون ہون کسی کے جو کسی دلبر کو
آجا کہین شتاب کہ مانند نقش پا

حسن اور لینے کے دینے پڑے
پر ایک جان تو ہی جس بن نہین گذرتی
ہین بھی جی رکھتا ہون مجھکو بھی ہوس آتی ہے
تکتے ہین راہ تیری سر راہ ہین پڑے

حسن تخلص خواجہ حسن نام خلف خواجہ ابراہیم از نبائر خواجہ غیاث الدین مودودی است رحمہ اللہ علیہ نظر بود دانشش از طریق تصوف آگاہ و در علم موسیقی سلیقہ اش دلخواہ مرد شوریدہ و دردمند است و شخص فرخندہ دار جہد در فنون نظم از تلامذہ جعفر علی حسرت است و بسبب خواجہ تاشی با قلندر بخش جرأت ربط بمعقول محبت مقبول داشتہ و در لکھنؤ با یکی از نسوان السوق بخشی نام علاقہ خاطرے پیدا کردہ نامش بطریق التزام در مقاطع غزلیات می آورد و بعلت درویشی باعتبار ہیچ نیست
از نتائج طبع اوست

امنڈ کے آنکھون سے یکبارہ چلے آنسو
وقت نظارہ نہ روکے کتنے ای چشم تجھکے
کیا قتل اور جان بخشی بھی کی
وہ تو آیا نہ تماشے کو مرے نزع کے بیچ
وقت وداع یار دل بیقرار نے
دل دلاسون سے کرے ہی بیقراری بیشتر
ہین آرام زیر خاک بھی کیا خاک ہووےگا
بھلا ہین دوانہ بھی پر یہ ناصح
آہ کس بیوفائی کا ترے کیجے شمار
اس نے کس کس طرح ٹالا ہمکو اپنے در سے پر

ہنسی ہنسی مین جو ذکر وداع یار ہوا
شدت گریہ سے خاک نہ سوجھا دیکھا
حسن اس نے احسان دوبارا کیا
ہم نے اسوقت مین بھی اس کا تماشا دیکھا
یہ آہ کی کہ عرش سے ہلا دیا
خانۂ ماتم مین ہو پرسے سے زاری بیشتر
لیے پہلو مین یہ ایسا دل پر شور رہا ہی مین
مرے ساتھ بکتا ہی جا تو ساتھ دل کو دیکھو
اور تو سب یکطرف تجھے بھی دکھانے سے رہے
دیکھے تو ہم بھی حسن کس کس بہانے سے رہے

حسن تخلص مولوی ابوالحسن فرزند مولوی الٰہی بخش المتخلص بہ نشاط از عدم توجہ تمام خاطر بودہ بسیر نظم کم میگزراندہ از وست

جواب لائیو قاصد شتاب نامے کا	جواب نامہ نہووے جواب نامے کا
منفعل ہون دستہ دیا بھی مار نیسے وقت بیچ	کیون ہین تڑپا جو ترے دامن پہ چھینٹا پڑ گیا
گو تو نے لپٹ کر نہ کیا ہمکو ذرا گرم	رہتی تھی ترے عشق ہین چھاتی پہ سدا گرم

حسن تخلص حسن علی خان جزانیکہ از مردم کشمیر است دیگر از حالش وقوف نشد اورا ست

آنکھون مین مری قطرۂ خوناب نہ ٹھہرا	ہرچند کیا ضبط یہ سیماب نہ ٹھہرا

حسن تخلص مرزا حسن خلف الصدق سیف الدولہ سید رضی خان بہادر این بیتش از تذکرہ نواب اعظم الدولہ سرور تخلص نوشتہ شد ٭

دل کو دے کہ اس بت کا فرکو ہنسی اے حسن	جس قدر ناحق پہ کھینچی ہی ندامت کیا کہون

حسین تخلص سید غلام حسین دہلوی بن سید عبد اللہ در بد و حال تخلص بھر بزبو دیکچند در میرٹھ یکی از اہل فرنگ را درس دادہ بکلکتہ ہم گذارش افتادہ اوراست

تھا عرش سے بڑھکر جو دماغ اپنا دہی ہی	یون چرخ نے گو کر دیا مجبور کسی کا

حسین تخلص نواب غلام حسین خان از طائفہ افاغنہ و رؤسای شاہجہان پور ہست نوشتہ اند کہ آداب و اخلاق درست داشت این ابیات از وی است ٭

مین تو تیرہ بس تھا زخم جگر کی مصروف	دل بھی پہلو مین نہان تھا مجھے معلوم نہ تھا
آگے ملنے کی کوئی راہ نکل آئیگی ٭	بیقرار ہی تو مجھے اس کے تو در تک پہونچا
تشنۂ آب دم خنجر ہی بسمل اور بھی	دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل اور بھی

حشمت تخلص میر محتشم علی خان خلف میر باقی بدخشانی نژاد است و مولدش شاہ جہان آباد در زبان پارسی خیالاتش رنگین تر از لعل بدخشانی و یاقوت رمانی بودہ و با میر محمد افضل ثابت و شیخ عبد الرضا متین صحبتہا داشتہ و مطارحات نمودہ در سنہ یک ہزار و یک صد و شصت و سہ بمفاجات درگذشت اللہم احفظنا از وست ٭

گور کے سوتے دوانون کو جگاتی ہی بہار	شور ہی غل ہی قیامت ست آتی ہی بہار

حشمت تخلص میر محمد علی از پیشنیان است از افکار اوست

خط نے ترے حسن سب گنوایا
یہ سبزہ قدم کہان سے آیا

حضور تخلص لالہ بال مکند کھتری دہلوی تلمیذ خواجہ میر درد فی الجملہ در عربی بہرہ داشتہ از اوست

نہ پاؤن کو جنبش نہ ہاتھون مین طاقت
جو اٹھ کھینچین مین دامن اس دلربا کا

سر راہ بیٹھے صدا ہی یہ اپنی
کہ اللہ باور ہو بیدست و پا کا

یہ جو چشم پر آب ہین دونون
ایک خانہ خراب ہین دونون

یہان مجھ مین نہین ہی جان باقی
وہان اب بھی ہی امتحان باقی

جفا کو تم وفا سمجھے ستم کو ہم کرم سمجھے
اُدھر کچھ دل مین تم سمجھے اِدھر کچھ دل مین ہم سمجھے

حفیظ تخلص محمد حفیظ نام از دہلویانست اصلاح شعر از حکیم قدرت اللہ خان قاسم گرفتہ بخواندن مراثے لطرز دلپذیر شہرہ شہر بودہ کمتر از سال است کہ زیر خاک شد از اوست

محبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکھاتی ہی
اگر اک دم ہنساتی ہی تو پھر پہرون رولاتی ہی

روبرو غیرون کے شکوہ کیا کرون مین آپ کا
ہو رہین گی پھر کبھو باتین ہمارے آپ کے

حقیقت تخلص میر شاہ حسین اصلش از بلخ و وے در بریلی متولد شدہ نشو و نما در لکھنؤ یافتہ کسب سخن از قلندر بخش جرأت نمودہ وہم تتبع اشعارش بوے متعلق بودہ از اوست

کیا ترے عشق مین ای عربدہ جو ہاتھ لگا
زیست سے ہاتھ بھی دھو بیٹھے نہ تو ہاتھ لگا

دلا اب دونون مل کاٹینگے اوقات آہ و زاری مین
ہوئے بیمار ہم بھی لے تری بیمارداری مین

حکیم تخلص محمد اشرف خان خلف حکیم شریف مانند پدر خویش از اطبای بیمثل زمانہ است در چارہ سازی یگانہ و از علو متعارف ہم بیگانہ نمودہ زمانے بیش نیست کہ جہان گذران را پدرود کردہ از کلام اوست

میرے رونے نے مجھکو اس سے کھویا
مجھے اس دیدہ تر نے ڈبویا +

کھون میں کیا بزنگ زخم ناسور
ہنسا یکبار گر سو بار رویا

حکیم تخلص محمد پناه خان فرزند رشید سید محمد شریف خان المشهور بزر بخش شاگرد خواجه میر علیه الرحمه المتخلص بدرد بوده در اوائل فکر اشعار تخلص بیکر و آخر بتقاضای بهار رقی که در فن طب داشته تغیر تخلص بحکیم نموده گویند که در تاریخ و موسیقی آگاهی دلپسند و در فنون آخر نیز سلیقه بلند داشت از تاریخ طبع اوست

پوچھتے کیا ہو حکیم جگر افکار کا گھر
ایک تکیہ سا ہے اس شوخ کی دیوار کے پاس

کہتے ہیں حکیم آیا میخانے سے مسجد میں
ہم کو تو تعجب ہے وہ کب سے مسلمان ہوا

تیرے لیے خلق در بدر ہے
اے خانہ خراب تو کدھر ہے

ہم ہی صنم کے غم میں نہ ایمان سے گئے
کتنے ہی بندگان خدا جان سے گئے

ہم تو کیونکر کہیں کہ بوسہ دو
گر عنایت کرو عنایت ہے

ہے رشک دستہ گل کیوں نہ آستین تیری
سرشک خون تپاکسی اس سے پاک ہوئی

حقیر تخلص میر امام الدین نام المعروف بمیر کلو از سکنای جهان آباد مردی بود حریف و ظریف اوراست

ہوں ہست و نیست عالم تصور کی طرح
گویا ہوں اور خموش ہوں زنجیر کی طرح

دل میں ہے بیٹھ رہیں در پہ صنم ہی کے حقیر
راہ کعبہ کی تو آتی ہے نظر دور ہمیں

یاد میں اس بت کافر کی ہوں ایسا مصروف
کہ خودی بھول گئی بلکہ خدائی مجھکو

پامال ہوئے ہم تو حقیر اس جہاں میں
جوں نقش قدم یار کے قدموں سے بچھڑ کے

حیرت تخلص الموسوم بمیر مراد علی از باشندگان مراد آباد است پی تجارت کوهستان رفته بود هم در آنجا در گذشت از وست

کہاں ہے شیشہ مے محتسب خدا سے تو ڈر
بھری بغل میں چھلکتا ہے آبلہ دل کا

حیرت تخلص غلام فخر الدین نبیره نواب میر منو خلف الصدق مرحوم اعتماد الدوله قمر الدین خان در کابلی شب برادر زمی آورد این دو بیت از و بر گرفته شد

ہم اس بزم سے یوں تیرا ارمان نکلے
جوانی میں جس طرح سے جان نکلے

بستم دیکھون کن آنکھون سے مین اے غیرت عشق ‖ ایک عالم اسی کوچے کا تماشائی ہے

حیرت تخلص پنڈت اجودھیا پرشاد کشمیری لکھنوی از شاگردان قلندر بخش جرأت ست دیوانے مختصر و چند مثنوی دارد کہ بنظر نرسیدہ در فن موسیقی مسلم و بہ تیر اندازی عالم بودہ بیشتر بہ لکھنو و کمتر بجہان آباد گذرانیدہ در سی و پنج سالگی فی سنہ ہزار و دو صد و سی و چار بساط ہستی در نوشت از وست

برنگ نقش پا اس کی گلی سے اٹھ نہین سکتا ‖ ہوا ممنون احسان خوب اپنی ناتوانی کا

حیران تخلص نامش میر حیدر علی مولدش جہان آباد و بیشتر در ممالک شرقی شب بروز آوردہ از تلامذہ سرب سنگھ دیوانہ است گویند غرور بشاعری داشت اختلال کردہ بود و نظر بہ تخلص استاد جا دارد در ضلع بہار کشتہ شد و قاتل را ہم ہمراہ بردا ز افکار اوست

دم نکلتا ہے اب کوئی دم مین ‖ بیٹھ جا کچھ نہین رہا ہم مین
مین نے حیران کو جو دیکھا روتے ‖ بن گئی دو دیکھنے کی گھات مری
اُن کی خدمت مین ادب سے مین نے ‖ عرض کی دیکھی کرامات مری
مین نہ کہتا تھا کہ دل آپ نہ دین ‖ بندگی قبلۂ حاجات مری
گذر کرتا ہے بھولے سے ہمارے خاک پر گرؤ ‖ کھڑا ہوا اس سے دو دو پھر دامن جھٹکتا ہے
جب کہا مین نے مرے گھر چلیے ‖ اس مین کچھ کم ہوئی محبوبی
تیوری کو چڑھا لگا کہنے ‖ رسم و راہ ادب تو سب ڈوبی
مجھ سے کہتا ہے مرے گھر چلیے ‖ دیکھو اختلاط کی خوبی

حیدر تخلص نامش حسام الدین این بیت از وثبت گشتہ

ملک خصال پری وش فرشتہ خو کہتا ‖ مجال تھی کہ سگ یار کو مین تو کہتا

حیدر تخلص میر حیدر علی خان لاہوری نژاد است و خوشش رنگ سلوک تخت ریختہ از اولاد شیخ عبد القادر گیلانی است رحمۃ اللہ علیہ او را است

ارادہ ہے بیٹھ سب کچھ اس چشم تر کا ‖ خدا حافظ آج اپنے دیوار و در کا

لے سنگ و خشت مجھ پہ ہر خاص و عام نکلا ۔۔۔ بارے جنون کی دولت اپنا یہ نام نکلا

حنیف تخلص میر چراغ علے نام از ارباب لکھنؤ و تلامذہ میر شیر علی افسوس است از دست

جس کی ہر اک امید سبدل بہ یاس ہو ۔۔۔ کیا اُس مریض عشق کے جینے کی آس ہو
ہو اپنے تو نزدیک وفا خوب ولیکن ۔۔۔ ہو لطف جو تیری بھی طبیعت ادہر آوے

حرف الخاء المعجمہ

خاکسار تخلص محمد یار در مقامیکہ شہرہ لقدم شریف دارد خانہ از نے بنا کردہ در نہایت انقطاع میگزرانید سید لیست وردمند و درویشی است مستمند گویند کہ در ریعان جوانے باما ردسری و بجانب سادہ رویان نظرے داشت و ہر کہ در نظر او می بود تعلقات دنیوی می گذشت از معاصرین میر تقی است از وست

ترے باغبان کا یہ دیکھا سلیقہ ۔۔۔ کہ نرگس کو بویا تو ہیں یہ آنکھین
تیغ قاتل سے رہے محروم بے تقصیر ہم ۔۔۔ روز محشر کو اٹھین گے اس لیے دلگیر ہم

خاکی تخلص حیدر بیگ نام نژادش از بدخشان است تعلقش از ین کان بر خاستہ روزہا شد کہ بدکن رفتہ سپاہی پیشہ ہست از وست

ہم عشق بھی سیکھین اگر استاد ہو کوئی ۔۔۔ دل تو ہی بتا دے تجھے گر یاد ہو کوئی

خادم تخلص شخصی از مردم کیتھل بن مضافات صوبہ سرہند است از نامش نشانی یافتہ نشد او راست

عاشق ہوا ہون ایک بت بالا بلند پر ۔۔۔ صد آفرین ہے میری بھی عالی پسند پر
اس کے ہاتھون اک جہان ویران ہے ۔۔۔ چشم بھی میری کوئی طوفان ہے

خادم تخلص یکے از باشندگان پانی پت است اہل تذکرہ باسمش ننوشتہ اند و این بیت بنامش نوشتہ اند

رات بھر ماتم پروانہ مین روتی ہے شمع ۔۔۔ اشک سے داغ جگر اپنے کو دھوتی ہے شمع

خادم تخلص خادم علی خان از اہل فرخ آباد است و استاد نواب

ناصر جنگ تخلص که از حکام آن بلده بوده امتیاز داشت گویند که در فارسی صاحب دیوان است
ملاحظه نشد او راست

مجھ کو کہتے ہو کہ چل باہر ہو ‖ آپ کے کہنے سے کب باہر ہوں

خان تخلص محمدی خان از دکنیان است انتساب سخنیت را به دهلی گزارش افتاده بود
از شاگردان سعادت یارخان است که تخلص رنگین انیست

یاد جس وقت تری آتی ہے ‖ مجھکو ہچکی وہیں آ جاتی ہے

خان تخلص اشرف خان دهلوی الاصل است به لکهنو رفته در زمان اقامت این یار
رنگ مشاعره سیر تخته از شاگردان غلام همدانی مصحفی است او راست

اے خان غم فراق میں تم زہر کھا مرو ‖ اسکے سوا نہیں کوئی تدبیر دوسری

خرد تخلص نواب فخر الدین محمد خان خلف الصدق نواب شرف الدین محمد خان که خدمت
بخشیگری تن جاه افزای الشان بود بمکارم شیم و محاسن خصال آراسته
با دلی وارسته و خاطری از همه گسسته بخوشی بال و نکوئی حال زندگانی می کند
مرولیت پیچ خرسند صاحب همت بلند تشریف زرین و خرقهٔ پشمین در نظرش
یکیست و گوهر شاهوار بخشش از دانهٔ اشک گران ارز نیست در عنفوان عمر بین فن
سری داشت اکنون عمریست که شاهدان اشعار را در حجله گاه ضمیرش بار نیست
باصرار راقم از گفته های پیشین ابیاتی چند آورده بود که دل انتخاب پسند بدو بیت
از آن قناعت کرد تاریخ دیوان فقیر بانمایه خوبی گفته که خامه نتواندش ستود و
هم برین تذکره تاریخی دلپسند دارد و آن بجای خود مذکور شود اما تاریخ دیوان
ریخته نظم عالم پسند گفته است و تبییض مسودات من علاقه بایشان دارد مختصر
سخن آن دو بیت اینست

ہماری اُن کی صحبت آہ ابر و برق کی سی ہے لبوں پہ جان ہے جلدی پہونچ کہیں ظالم	ہم انکو دیکھ کے روتے ہیں اور وہ ہم پہ ہنستے ہیں یہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

خسته تخلص محمد عبد الله خان که بمیر جیون معروف است کشمیری الاصل بوده

و مولد و منشا ایشان شاہجہان آباد است والدش از منتسبان مجد الدولہ عبد الاحد خان مرحوم بودہ او راست

سایہ سان ہوئیے تو تھے پانوؤن تلک گر پڑ کر
اُس نے دامن کو بھی پر ہاتھ لگانے نہ دیا

خستہ تخلص غلام قطب کہ از اولاد سید محمد ربانی است قدس اللہ سرہ العزیز در زمرہ خدام مزار کثیر الانوار سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ در شمار می آید از مہور بخان شفتہ کسب سخن کردہ او میگوید

جلوہ اُس مہ نے جو ناگاہ لب بام کیا
روز خورشید درخشان کا وہین شام کیا

خشنود تخلص از حال وے اطلاعی نیست این بیت بنامش دیدہ شد

ہو غریق رحمت پروردگار
آج ساقی کا پیالہ ہو گیا

خلق تخلص الموسوم بمیر احسن بن میر حسن صاحب مثنوی سحر البیان کہ شہرہ بدر منیر است کسب سخن از پدرش کردہ او راست

عجب عالم میں بیہوشی کے وہ مجھکو نظر آیا
کہ اتنا بھی نہ آیا ہوش جو پوچھون کدہر آیا
بیقراری میں کٹی رات تو یان اپنے تئین
چین سے زلف میں دل کیونکہ رہا ہووےگا
دل لگانے تو لگا یا یہ نہ تھا کچھ معلوم
جی پہ کیا گزرےگی اور جان پہ کیا ہووےگا

خلیق تخلص میر مستحسن کہین برادر میر حسن خلیق است و درین فن برادر بزرگتر آمدہ مصحفی نسبت تلمذ بسوے خویشتن کردہ است اکثر گریہ رگ کلکش مراثی واقع کربلا است او راست

اشک جو چشم خون فشان سے گرا
تھا ستارا کہ آسمان سے گرا
ہنس دیا یار نے جو رات خلیق
کھا کے ٹھوکر اُس آستان سے گرا
غفلت میں غرق اپنے تجھ بن کبھو نہ آیا
ہم آپ میں نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا
کہا میں نے جو اسے گل کچھ وفا کر
تو وہین ہنس پڑا وہ کھل کھلا کر
کس کے خرام ناز کا پامال ہون خلیق
لگتی ہے چوٹ دل کو مرے ہر قدم کیساتھ

خندان یکے از شعرا بودہ از خیالات طبع اوست

گردش میں چشم پر تری جیسا نگاہ کیجیے
خانۂ دل کو اپنے ہاتھ آپ تباہ کیجیے

خود غرض تخلص شاعری از فرخ آباد است از افکار اوست

بند قبا کو کھول کے گلشن میں تو نہ جا
ہووے نہ گل گلے کا کہین ہار دیکھنا

خیال تخلص غلام حسن خان آبالیش صاحب اعتبار بوده از برکت الله خان برکت تخلص که از موزونان فارسی است عم او بشود خیال ورستی خیالات خویش به برکت مصلاح برکت نموده نوشته اند که دو دیوان دارد مشتمل بر پانصد هزار بیت واینجا ما از وی برگزیده ایم اینست

تجھے تو غیر کو منظور تھا دکھانا تھا ۔ نقاب کھولنا گر تھی سے ایک بہانا تھا
جھلک ایسی کوئی دکھلا گیا ہے پارہ غرفہ مین ۔ کہ جون چلمن سے شب بیدار و گیا انتظار و غرفہ مین
پھرنے سے کے ہوا خانہ مجنون آباد ۔ پاؤن جب ہم نے دھرا آنگن ویرانے مین
حاضر ہین ہم تو آؤ شمشیر کین نکالو ۔ جو دل کی آرزو ہو اس کو نہین نکالو
جرعہ افشان ہو ہماری خاک پر غافل کبھی ۔ ہم بھی ای ساقی تری مجلس کے میخوارون مین تھے
مژگان کی یہ کاوش نہین ناوک فگنی ہے ۔ ابرو کی اشارت نہین شمشیر زنی ہے
تیرا شگفتگی پہ دل آیا ہے ای خیال ۔ ای غنچہ فسردہ تجھے بھی ہوا لگی

حرف الدال المهملة

داغ تخلص میر مهدی نام فرزند میر سوز جوانیست نیکو روی وزیبا شمایل وباوجود دلربایی به بیدلی مائل تشبیه گل باو بچند وجه درست است که هم سینه چاک است وهم سینه‌ها بدریدن میدهد و شباهت لاله باوی بهر دو صورت موافق که هم پیش داغ است وهم داغ بر دلهامی نهد بالجمله وربست سالگی عندلیب گلروئی شده یک چند بصد عشرت چون بلبل بفصل گل بوصل آن نوبهار حسن بسر برد آخر ایام هجران آمد بیطاقتی دل کار بروتنگ کرده نزدیک بود که رشته حیاتش بگسلد یاران سعی در آزادی آن گرفتار قفس فراق بجا آوردند وآن سرو ناز را تکلیف رفتار کردند چون هنگام جلوه نیامده بود گل خود را نتوانست عرصه داد و بابی تسکین شورش دیوانه خویش منهیه مرکب از وعده زده وآمدن فرستاد عاشق ناشکیب گو هم وعده فردا بود وعده فردای حشر دانسته تاب انتظار نیاورده بر امید آنکه ازین کشمکش رهائی

یاربند هستی در گسلاند آیا دانست که در گور از رنج هجران می توان رست حال آنکه دل شدگانرا کمال غمگینی است وتخیل که صادق باشد بهر حال وهم جاندادن این بیت بر عنوان مکتوبش نوشت از وست

از جان رفتی بود که مکتوب تو آمد
دیگر چه نویسم خبرم خوب گرفتی

اسی کے پاس تھا دل کیا ہوا ای ہمنشین دیکھو
ادھر دیکھو ادھر دیکھو یہین دیکھو کہین دیکھو

اسی کے پاس ہر رہ رہ کے یہ جو مسکراتا ہی
اسی کی جیب دیکھو ہاتھ دیکھو آستین دیکھو

پکڑنا چور کا مشکل نہین گر کچھ سمجھ ہووے
ہوائی رنگ دیکھو ماہتابی سی جبین دیکھو

دارا تخلص مرزا دارا بخت بهادر فرزند ارجمند مرزا ولیعهد بهادر ظفر تخلص است از دست

کسی کی چشم میگون کا تصور ہم کو ہی دارا
قدم اٹھتا نہین ہی لغزش مستانہ رکھتی ہین

دانا تخلص میر فضل علی از مردم دہلی شاگرد میر شرف الدین مضمون بوده اوراست

دل مین ہر ایک کے سودا ہی خریداری کا
یوسف مصر مگر تو ہی ہے اے یار عزیز

واقف یکے از پیشینیان است شاید تخلص باسم باشد اوراست

چاندنی کی سیر کو کس طور سے نکلے وہ صنم
دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہین

دردمند تخلص کریم الله خان از خویشان عمدة الملک است بعصر شاه عالم بادشاه بوقعت میزیست از وست

کنارے سے کنارا کب ملے ہی ہجر کا یارو
پلک لگنے کا مضمون دیدۂ پر آب کیا جانے

درد تخلص خواجه میر علیه الرحمة خلف الرشید خواجه محمد ناصر المتخلص بعندلیب که از احفاد شیخ بهاء الدین نقشبند بوده قدس الله سرہما العزیز از طبقۂ صافیۂ صوفیه است حد فضایل صوری و کمالات معنوی وی خارج از حد رقم و بیرون از نیروی قلم است یارب از وارستگی وانقطاع الیشان شرح دهد یا بذکر ورع وتقوی پردازد یا از تهذیب باطن و تزکیۂ نفس حرف زند یا از گداختگی دل و برشتگی جگر و دردمندی خاطر باز گوید معهذا حوصلۂ این عجاله ذکر این مقدمات را بر نمی تابد اگر یاد دراک سرے داری مصنفاتش که درین فن همانا ریختۂ قلم قدرت است مطالعه کن و دریاب که سخنم از خطا و اغراق بر کران است

از لطافت طبع و شستگی نظم و رشاقت مضمون پیداست که خواجه را درین فن نیز مانند کمالات
اخروی ملکهٔ ارجمند و دستگاهی بلند است فکرش صحیح و نظمش فصیح گفتارش از رکاکت
و اغلاط پاک و در جنب گلهای خیالش گلهای چمن هم از خس و خاشاک دیوانش از نظر
گذشت از اشعار رکیک خالی است و اکثر ابیات با علو معانی و سمو مضامین دلکش و حالی فن
موسیقی را نیکو میدانست تاریخ آدینه بیست چهارم صفر ندای یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی
الی ربک راضیة مرضیة بسمع رضا اصغا نموده و کان ذالک فی سنه تسعه و تسعین و مائة بعد الف من ہجرة خیر الانام
علیه الوف الصلوٰة و السلام این اشعار از دیوانش منتخب درین بیاض ثبت افتاد

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر تری عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا

بھول جا چپ رہ عبث وہ سابقے مت یاد کر
ذکر یہ مذکور کیا وہ آشنا تھا یا نہ تھا

ان لبون نے نہ کی مسیحائی
ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا

تو اپنے دل سے غیر کی الفت نکھو سکا
مین چاہون اور کو تو یہ مجھسے نہو سکا

گو نالہ نارسا ہو نہ ہو آہ مین اثر
مین نے تو درگذر نہ کی جو مجھسے ہو سکا

سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا
بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

ہی کو تھی اجل کی طرف سے ہی ورنہ مین
اک عمر سے اسیر ہون زلف دراز کا

نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا دردبس
جی مین نہ رہجاے یہ آہ بھی کر دیکھنا

کی تو تھی تاثیر آہ آتشین نے اسکو بھی
جب تلک پہونچے ہی پہونچے راکھ کا یان ڈھیر تھا

جفا سے غرض امتحان وفا ہے
تو کہہ کب تلک آزماتا رہے گا

اس نے قصداً ابھی میرے نالے کو
نہ سنا ہوگا گر سنا ہوگا

ہے کچھ خبر تجھے بھی کہ اوٹھ اوٹھ کے رات کو
عاشق تری گلی مین کئی بار ہو گیا

پھرتی ہے میری خاک صبا دربدر لیے
اے چشم اشکبار یہ کیا تجھکو ہو گیا

گر ہین یہی ڈھنگ تیرے ظلم
دیکھین گے کوئی وفا کرے گا

مثل نگین جو ہم سے ہوا کام رہ گیا
ہم روسیاہ جاتے رہے نام رہ گیا

کھینچی ہے دور آپ کو میری فروتنی
افتادہ ہون پہ سایۂ قد کشیدہ ہون

ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں
تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جا ابھی
دامن دشت ہی بھرا لالہ و گل سے یارب
نزع میں تو ہوں ولی تیرا گلہ کرتا نہیں
کرتا ہوں پیش مرگ بھی حل مشکل عالم
تو مجھ سے نہ رکھ غبار جی میں
ہر چند نہیں صبر تجھے درد و لیکن
نہیں شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز
ہر طرح زمانے کے ہاتھوں ہوں ستم دیدہ
کاش تا شمع نہ ہوتا گذر پروانہ
اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے
یارو مرا شکوہ ہی بھلا کیجے اس سے
خدا جانے کیا ہوگا انجام اس کا
ساقیا پان لگ رہا ہے چل چلاؤ
کبھو ہنسنا کبھو رونا کبھو حیران ہو رہنا
دل بھی تیرے ہی ڈھنگ سیکھا ہے
نہیں گے اگر کہے گا تو
کب ترا دیوانہ آئے قید میں تدبیر سے
سب برا کہتے ہیں تو کہنے دو
اگلے معاملے کو اگر سمجھے معاف
درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے
اس طرح سے یک لخت جو آنسو نہیں تھمتے
تیری گلی میں میں نہ چلوں اور صبا چلے

دل ہی نہیں رہا ہے کہ کچھ آرزو کریں
دامن نچوڑ دیجئے تو فرشتے وضو کریں
خون عاشق بھی کہیں ہووے بہاروں ان
دل میں ہے وہی وفا پر جی وفا کرتا نہیں
جیسے ہوں پیر ناخن کی طرح عقدہ کشا ہوں
آئے بھی اگر ہزار جی میں
اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بدنام کہیں ہو
گلہ تب ہے اگر تو نے کسی سے بھی نباہی ہو
گر دل ہوں تو آرزدہ خاطر ہوں تو رنجیدہ
تم نے کیا [illegible] کیا پامال دیر پروانہ
لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
مذکور کسی طرح تو چاہئے اس سے
ہیں بے صبر اتنا ہوں وہ تند خو ہی
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے
محبت کیا بھلے چنگے کو دیوانہ بناتی ہے
آن میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے
تیری خاطر ہمیں مقدم ہے
جوں صدا نکلا ہی جاوے خانۂ زنجیر سے
بات لاتے ہو تم بھلی ایسی
لگ جاؤں اب گلے سے مکافات کے لئے
جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے
معلوم ہوا درد کہیں آنکھ لڑے ہو
یونہی خدا جو چاہے تو بندے کا کیا چلے

کہہ بیٹھیو نہ درد کہ اہل وفا ہوتین
اُس بیوفا کے آگے جو ذکر وفا چلے

دل بھلا ایسے کو اے درد نہ دیجے کیونکر
ایک تو یار ہے اور تس پہ طرح دار بھی ہے

یہی پیغام درد کا کہنا
گر صبا کوئے یار میں گزرے

کون سی رات آن ملیے گا
دن بہت انتظار میں گزرے

روندے ہے مثل نقش قدم خلق یان مجھے
اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے

دریغ تخلص سید زین العابدین از بنائر سیف الدولہ سید رضی خان بہادر است صلاح سخن از شاہ نصیر گرفتہ از خیالات اوست

یوں وہ [illegible] او دیدۂ تر دیکھے ... دوچار کیے
ڈوبتے مجھکو نظر آئے ہیں گھر دو چار کے

درویش تخلص میر شاہ علی نام نسبش بشاہ الہ دیا کہ از مشائخ عالی مقام است و مشہور خواص و عوام میر سید تحصیل از فنون رسمیہ کسب کردہ و کتب متداولہ بر استاد خواندہ بعنفوان شباب شعر میگفت و مشورہ سخن با میر نظام الدین ممنون میکردہ اوست

درویش کو مجنون بھی لکھا کرتا تھا عرضی
اِس مملکت عشق میں سلطان سمجھ کر

ایک شب بیٹھے تھے جس گھر میں کبھی یار سے مل
روز روتے ہیں وہاں کے در و دیوار سے مل

دل تخلص مولوی شمس الدین از صابران شکور است و با و اعمر مالوف و از مناہی نفور درین بلدۂ خجستہ می بودہ اوست

صبح ہو آئی ہے اور رات چلی جاتی ہے
تیری اب تک بھی وہی بات چلی جاتی ہے

دل تخلص زور آور خان از باشندگان سرکار کول است دیوان ضخیم و مثنوی ہاے شعر دارد کہ بنظر رسیدہ نوبتے عنایت حسین خان فرزند الیشان داستان ایک مثنوی الیشان روبروے تصنیف میر خواندہ بود این اشعار از تذکرہ ہا انتخاب یافت

مت پھرا سر مرا اے ناصح جاہل اگر
پھر بھی جاتا ہے نصیحت سے کہیں دل آ کر

کیا سینے کو داغ نے لگائی آگ گلشن میں
عیاں ہیں داغ حسرت لالۂ حمرا کی چھاتی پر

فاتحہ کو غریبستان سے جو زوار آئے
لائے تربت پہ مرے وادی مجنوں کی گل

ساقی نے جو پلایا مجھے میں نے پی لیا
زاہد تجھے خبر ہے حلال و حرام کی

دل تخلص آزاد خان بذریعہ قبول اسلام از آتش جہنم آزاد گشتہ او راست

یہ تماشا ہو کہ قاصد کو ملی ہو دشنام ❊ خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا

دل تخلص ویبی پرشاد از ساکنان مرشد آباد است از افکار اوست

امید وصل اس سے عبث تو رکھے ہو دل ❊ جس سے کہ رسم نامہ و پیغام بھی نہو

دلخوش تخلص بہادر سنگھ کہتری نبیرۂ راجہ خوشحال رائے کہ در عہد محمد شاہ بادشاہ از اہل ثروت بود او راست

ہوں تری تجسس میں جوں دیدۂ نرگس حیران ❊ چشم پوشی نکر آ اپنے گنہگار سے [illegible]

دلیر تخلص دلیر شاہ نام درویشی بود در عظیم آباد بود است

[illegible] یار ب وہ کبھو دن رات ہو ❊ یار ہو سے ہو گلے میں ہاتھ ہو

دلسوز تخلص خیراتی خان نام از گروہ افاغنہ و باشندگان قصبہ ٹٹل و تلامذہ شاہ نصیر جہان آباد یست و در خدمت نواب مظفر یار خان میگذاردی و مدام بشغل مدام بسر بردی نقل کردہ اند کہ درجے بود از ین عالم نقل کردہ او راست

ارادہ پاے بوسی کا تھا اے سیداد گر اپنا ❊ گرا قدموں ہی پہ تیرے کٹا جو وقت سر اپنا

جگر فراق کے صدموں سے لالہ زار رہا ❊ یہاں خزاں میں صدا موسم بہار رہا

تپ فراق کے بیمار کی جو دیکھی نبض ❊ طبیب کو بھی کئی دن تلک بخار رہا

وہ تو کہتے ہیں راز دل اپنا ❊ مت کسی اپنے یار سے کہنا

اور یاں دل کی بیقراری سے ❊ زور دو تین چار سے کہنا

وہ منھ زلفوں سے ڈھانکے ہیں تو ہم آنسو بہاتے ہیں ❊ وہ دن کو رات کہتے ہیں تو ہم تارے دکھاتے ہیں

سب سہیں گے ہم اگر لاکھ برائی ہو گی ❊ پر کہیں آنکھ لڑائی تو لڑائی ہو گی ❊

رات تم اُس طرف جو آن پھرے ❊ دن مرے کچھ تو میری جان پھرے

دلگیر تخلص میر حیات اللہ خان خلف الصدق عالم خان آبا عن جد بدار ونگی نعمتیانہ فالا سر فراز است و در فہم و فراست از اقران ممتاز در فن رمل مہارت خوشی دارد و [illegible] بنظم هم می رسد روزی نیکہ طرح مشاعرہ می افگندہ ای را

ہم تکلیف می نمود این اشعار از افکار او ست

جس طرح ناک میں دم لایا ہے میرا یہ شیخ ڈالیے پیچھے تم چھکے سے گران کے ہستے	یا ہو اس کے بھی پیچھے یوں ہی شیطان پڑے رسوائی شہر کوچہ و بازار نہ ہووے

دولہن بیگم جانش بیان روش در نقاب است این دو بیت از ان عصمت مآب است

بہا ہے پھوٹ کے آنکھوں سے آبلہ دل کا جہان کے باغ میں ہم بھی بہار رکھتے ہیں	تری کی راہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا مثال لالہ کے دل داغدار رکھتے ہیں

دوست تخلص نامش معلوم نشد مظہر الدولہ را از اہل فرخ آباد نوشتہ از او ست

روش گریہ مری چشم سے سیلاب نے لی	بیقراری دل بیتاب سے سیماب نے لی

دیوانہ تخلص مرزا محمد علی خان نام از مردم بنارس است بمناصب ممتاز انگریزی سرفراز ماندہ در ایامیکہ ہمراہی روشن الدولہ کولبرک ناظم جہان آباد بجہان آباد آمدہ بود با فقیر ہم در خوردہ این ابیات از و ست

اُس کا آخر ادھر کلام ہوا	اپنا قصہ ادھر تمام ہوا
بتاؤ تو دوست جنون کیا کروگے	گریبان میں جس دم نہ اک تار ہوئیگا
چلتے چلتے ایکدن دیوانہ بس اُٹھ جائیں گے	جون چراغ صبحدم ہم سینہ سوزان سمیت
آیا نہ بعد مرنے کے بھی وہ مزار پر	خاک اُس کے پیچھے آپ کو ہم نے کیا عبث
مری سرگشتگی کو دیوانہ	پہونچے کب آسمان کی گردش

دیوانہ تخلص اسے سرب سنگھ از مشاہیر شعر است اکثر موزونان بلاد شرقیہ کسب سخن بازو کردہ از جعفر علی حسرت میر حیدر علی حیران از انجملہ اند اکثر میل طبعش بپارسی بودہ گاہے ریختہ ہم موزون مینمود این اشعار از او ست

جان پر آ بنی ہے ہم مری خاموشی سے دل ہو کے تیری تیغ کے آگے سے ٹل نجائے	بات کچھ بن نہیں آتی ہے اب اظہار بغیر رستم کا کب جگر ہے جو زہرہ پگھل نجائے

حرف الذال المعجمہ

ذاکر تخلص مرزا احمد بیگ شاگرد مرزا رستم بیگ تخلص است از جہان آباد او ست

چھوڑا اسلام کو اور کھینچ کے قشقہ ذاکر ‖ طالب کفر ہوا اُس بت عیار سے مل

ذرہ تخلص مرزا رام ناتھ بہادر بمنصب پیشکاری نظارت حضور والا ممتاز بوده او راست

ترے کوچے میں روز و شب پڑا پھرتا ہی یہ ذرہ ‖ بجا ہی ایسے دیوانے کے مطلب کو روا کرنا

ذکا تخلص ذکاء اللہ خان نام لکھنوی از اولاد نواب محبت خان بن حافظ رحمت خان مرحوم است که جلائل مآثر ایشان از غایت اشتہار بے نیاز اظہار نیست او راست

آہ کس طرح سے اُس پردہ نشین کو دیکھوں ‖ اُس کے گھر میں تو کوئی روزن دیوار نہیں

ذکا تخلص خوب چند کایتھ دہلوی شاگرد شاہ نصیر است روزے با فقیر برخورده بود میگفت که تذکره در ریختہ نوشتہ ام ملاحظه نشد از و ست

آسیا جب کہ چلے سر پہ ذکا نیند کہاں ‖ ہاتھ سے چرخ کے ڈھونڈھے ہی تو آرام کہیں
ہلی ہی ابروے دلدار دیکھیے کیا ہو ‖ کہاں کہاں چلے تلوار دیکھیے کیا ہو
نقش پا خالق گیتی نے بنایا ہمکو ‖ جسکے قدموں سے لگے اُس نے مٹایا ہمکو
شرم سے ہوگئی پانی تری دولت سے خون ‖ موج دریا بھی مری پانوں کی زنجیر کو دیکھ

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم دہلوی المخاطب بخاقانی ہندی آئینہ طوطی بلاغت است و طوطی شکرستان فصاحت جامہ سحر بیانی ببالایش راست و دامن آتش زبانی از باد نفسش شعلہ افزا است رنگینی خیالش جلوه لاله و گل بنظر می فزاید و شمع فکرتش پروانه وار دل می رباید اگر لفظ بنشیند در کلامش آید جان افزا تر از قم عیسی است و اگر حرف بر و در سخنش گذر د دلکش تر از خوش آمدی شاہد زیبا ہر مصرعش تیریست از ترکش کمان ابروان برجستہ و ہر بیتش و شنه ایست دلہا خراشیده و سرہا شکستہ از مدت سی سال بمشق سخن می پرداز د و در سرکار شاہزاده آفاق مرزا ولیعہد بہادر علم امتیاز می افرازد قوت مشقی که او راست دیگرے را دیده نشد و سہندار طب و یابس که شیوه بسیار گویان است در کلامش کمتر و بر جمیع اصناف سخن قدرت تمام دارد و بالجملہ از شعراے مسلم و متقر است و با این ہمہ کثرت فکر و ہجوم اشعار ہنوز بہ ترتیب دیوان نپرداختہ صحبتش گاه گاه اتفاق می افتد از منتخبات زمان و مغتنمات دوران است

چاندنی نے شب تجھ بن روپ یہ دکھایا تھا
مجھکو ماہتابی پر دھوپ مین بٹھایا تھا

ہم ہین اور سایہ ترے کوچے کی دیوار و نکا
کام جنت مین ہی کیا ہم سے گنہگار و نکا

مجھکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روز حشر
مجھ سے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا

مذکور تری بزم مین کس کا نہین آتا
پہ ذکر ہمارا نہین آتا نہین آتا

کہے ہی خنجر قاتل سے یہ گلو میرا
کبھی جو مجھ سے کرے تو سبیل لہو میرا

لبون پر جان عبث ہی منتظر وہ شوخ کب آیا
اگر چہلم کو بھی آیا تو ہم جانینگے آب آیا

تامل کیجو ذوق تپیدن دیکھیے کیا ہو
کہ آپ آک نہ پہچ کر نہیگا نہین قاتل کو دھوکا

ہاتھ تو ہلکا پڑا تھا یار کی شمشیر کا ٭
زخم پر قسمت سے میری کارگر اچھا ہوا

لکھے اسے خط مین کہ ستم اٹھ نہین سکتا
پر ضعف سے ہاتھ نہین قلم اٹھ نہین سکتا

دل تو لگتے ہی لگیگا حوریان عدن سے
باغ ہستی سے چلا ہون ہاے پریان چھوڑ کر

ٹھہری ہو اُن کی آنکھے بیمار کل یہ صلاح
اے جان برلب آمدہ تیری ہے کیا صلاح

مجھ مین کیا باقی ہی جو دیکھیگا تو اُن کے پاس
بدگمان وہم کی دارو نہین لقمان کے پاس

نہین تدبیر کچھ بنتی پڑے سر کو پٹکتے ہین
نہ دل چھوڑے ہے انکو اور نہ ہم دل چھوڑ سکتے ہین

مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے مین
بیوفا پوچھے ہی کیا دیر لیجانے مین

خط پڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین
کیا جانے لکھدیا اُسے کیا اضطراب مین

وہ جفا زرے پر مرے کس وقت آنے دیکھنا
جب کہ اذن عام میرے اقربا کہنے کو ہین

ہان تامل دم ناوک فگنی خوب نہین
ابھی چھاتی میرے تیر ونسے چھنی خوب نہین

اُس حور وش کا گھر مجھے جنت سے ہے سوا
پروا ان رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین

دیکھا دم نزع دل آرام کو ٭
عید ہوئی ذوق وے لے شام کو

عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو
وہ لب پر آئی ہنسی دیکھو مسکراتے ہو

کھانے پینے کی قسم کھائی ہے تجھ بن ہم نے
ورنہ ہی زہر تو ہر طرح گوارا ہم کو

تو جان ہے ہماری اور جان ہے تو سب کچھ
ایمان کی کہینگے ایمان ہے تو سب کچھ

رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکا ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا کھجلاے ہی

کون وقت ای وای گذرا جی کو گھبراتے ہوئے
وہ نہ جاگے رات ہمکو ضد سے بخت خفتہ کی
قطرہ قطرہ آنسو جس کی طوفان شدت ہی
قسمت برگشتہ دیکھو ایک نگہ کی تھی ادہر
زخمی مین ہوا ہون تری دزدیدہ نظر سے
وہ اپنے سینہ مین ہی آہ آتشین ای ذوق
تنگ کا وار تھا دل پہ پھر گئے جان لگی
الفت کا نشہ جب کوئی مر جاتے تو جائے
کہتے ہین لوگ موت تو سب جا سے جاے ہی
ذکر کچھ چاک جگر سینے کا سن سن اپنے
زخم دل پر کیون مرے مرہم کا استعمال ہی
جوشش گریہ کا مرے تم کچھ نپوچھو ماجرا
زبان پیدا کرون جون آسیا سینہ مین پیسی
فلک کیا فتنہ ساز ہین ہو ہمسر چشم فتان سی
یہان تک ناتوان ہین ہم گذر جائین اگر جان سے
اسی باعث سے دایہ طفل کو افیون دیتی ہی
صراط عشق پر از بسکہ ہی ثابت قدم میرا
مژون کو حق نہ دے انکھین کہ تا لاوین بلا
ای غم مجھے تمام شب ہجر مین نہ کھا
بل بے غرور حسن زمین پر رکھے نہ پانون
نہ ہوا آب شہادت سے گلو تر نہ ہوا
پھلکے مین خاک ہوا تو بھی رہا دل مضطر
ذوق بیمار محبت ہی خدا خیر کرے

موت پڑتی ہی اجل کو یان تلک آتے ہوئے
بچ گیا آخر گجر زنجیر کھڑکاتے ہوئے
پارہ پارہ دل ہی جس مین تو وہ شمشیر ہی
سو بھی آکر تا سر مژگان حیا سے پھر گئی
جانے کا نہین جو رمرے زخم جگر سے
کہ برق دیکھے تو قنا النار والسقر ہو جائے
چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی
یہ درد سر ایسا ہی کہ سر جائے تو جائے
پر میرے پاس او سے بھی کوئی لگا ہے جا ہے ہی
کر کے مین ضبط ہنسی دیکھون ہون ناخن اپنے
مشک اگر مہنگا ہی تو کیا نون کا بھی کال ہی
چادر آب روان منہ پر مرے رومال ہی
دہن کا ذکر کیا یان سر بھی غائب ہی گریبان سے
گرا اٹھا یہ بھی اشک سرمہ آلود اسکی مژگان نے
اٹھائے مور لاشہ کو ہمارے دست مژگان نے
کہ تا ہو جائے لذت آشنا تلخی دوران سے
دم شمشیر قاتل پر بھی خون جاتا ہی تھم میرا
عین حکمت تھی کہ معدوم البصر عقرب نے
رہنے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے
مانند آفتاب وہ بے نقش پا چلے
مستعد جب وہ ہوا ہاے تو خنجر نہ ہوا
یہ وہ سیماب ہی کشتہ نہ ہوا پر نہ ہوا
کہ یہ آزار ہوا جسکو وہ جان بر نہ ہوا

اوس نے مارا رخ روشن کی دکھا تاب مجھے
کل جہان سے کر اُٹھا لائے تھے احباب مجھے

مین وہ مجنون ہون کہ مجنون بھی ہمیشہ خط مین
بے یار روز عید شب غم سے کم نہین

دیتا ہی دور چرخ کسے فرصت نشاط
پی بھی جا ذوق نکر پیش وپس جام شراب

مجھکو اُس بوسۂ دندان نے پس از بوسۂ لب
تری کوچہ کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے

نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونون کو بلا سمجھے
ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے

ہر اک گردش مین سوا انداز ناز فتنہ زا سمجھے
تری رخصت نظر کو میری جانب کیون تغافل سے

حساب اصلا نہ پوچھے مجھسے میرے دلکی زخمونکا
سمجھ ہی مین نہین آتی ہی کوئی بات ذوق اُسکی

تصور کس طرح بھولے ترا اس چشم گریان کو
نکالون کس طرح سینہ سے اپنے تیر جانان کو

دانہ خرمن ہی ہمین قطرہ ہی دریا ہمکو
اس بلندی پہ دیا عشق نے پہونچا ہم کو

ہم وہ مجنون ہین کہ دل اپنا ہی صحرا ہم کو
کس سے تدبیر درستی ہو ہماری جون زلف

جا بجا نام تو جون نقش قدم چھوڑ گیا
اثر کفر ہی طاعت سے بھی اپنے پیدا

اپنا ہی کعبۂ مقصود فقط گھر دل
چاہیئے جامۂ کفن چادر مہتاب مجھے

لے چلا آج وہین پھر دل بیتاب مجھے
قبلہ و کعبہ لکھا کرتا ہے القاب مجھے

جام شراب دیدۂ پر نم سے کم نہین
ہو جس کے پاس جام وہ اب جم سے کم نہین

لب پہ تو ہے ترے دل مین ہوس جام شراب
دیے نقل نمکین چپ لیں جام شراب

اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے
اسے تیر قضا اُس کو پر تیر قضا سمجھے

اور اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اُس بت سے خدا سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے

اسے بھی آپ کیا میرا ہی بخت نارسا سمجھے
حساب دوستان در دل اگر وہ دل ربا سمجھے

کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
نکالے منہ پھیرتے ہین کوئی کیا گھر سے مہمان کو

نہ پیکان دل کو چھوڑے ہی نہ دل چھوڑے ہی پیکانکو
آئے ہی چمن مین نظر کل کا تماشا ہمکو

کہ فلک آیا نظر خال سے چھوٹا ہمکو
اور جون خیمۂ لیلا ہی سویدا ہمکو

سر شکستون سے بنا یا ہی سراپا ہمکو
خاک گم ہو کے گیا ڈھونڈھنے عنقا ہمکو

نقش سجدہ کا ہی پیشانی پہ ٹیکا ہمکو
طوف گرداب صفت چاہیئے اپنا ہمکو

ایک دم عمر طبیعی ہی یہان مثل حباب
اک حلاوت ہی عداوت مین بھی اُس ظالم کی
ذوق بازی کہ طفلان ہی سراسر یہ زمین
مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ
گھبرانا جو یاد آیا ترا ہو کے ہم آغوش
اُس زلف کے مارے کی اگر خاک کو چاٹے
ہین ترے رشک خط رخسار سے
شرح فرط حسرت دیدار سے
بعد مردن بھی خیال چشم فتان ہی رہا
مین ہمیشہ عاشق پیچیدہ مویان ہی رہا
پانون کب نکلا رکاب حلقۂ زنجیر سے
کب لباس دنیوی مین چھپتے ہین روشن ضمیر
آدمیت اور شئی ہی علم ہی کچھ اور چیز
سبکو دیکھا اُس سے اور اسکو نہ دیکھا جون نگاہ
آگے زلفین رہین لپٹی تھین اور اب آنکھین تھی
حلقۂ گیسو مین دیکھی کس کے رخسارہ کی تاب
مجھ مین اُس مین ربط ہی گویا ہی رنگ بوے گل
دین و ایمان ڈھونڈتا ہی ذوق کیا ہو قت مین
مے ملا کر ساقیان سامری فن آب مین
زلف فہمی وش کو دھووے گردہ پرفن آب مین
چشمہ آئینہ مین کب تہ ہوا پاسے نگاہ
پھرتا ہی سیل حوادث سے کوئی مرد و مجاہد
صحبت صافی دلون سے ہون مکدر تیرہ دل

فکر امروز ہی دی ہی غم فردا ہمکو
کر دیا زہر بھی جو اُس نے تو میٹھا ہمکو
ساتھ لڑکون کے پڑا کھیلنا گویا ہمکو
تو لطف مین کرتا ہی ستم اور زیادہ
گھبرانے لگا سینہ مین دم اور زیادہ
پیدا لب افعی سے ہو سم اور زیادہ
دل مین آئینہ کے جو ہر خار سے
جو نکھر ہی کم نہین تلوار سے
سبزۂ تربت میرا وقف غزالان ہی رہا
خاک پر روئیدہ میرے عشق پیچان ہی رہا
توسن وحشت ہمارا گرم جولان ہی رہا
جامۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا
کتنا طوطے کو پڑھایا پردہ حیوان ہی رہا
وہ رہا آنکھون مین اور آنکھون سے پنہان ہی رہا
ملک دل اپنا ہمیشہ کافرستان ہی رہا
شب مہ ہالہ نشین سر در گریبان ہی رہا
وہ رہا آغوش مین لیکن گریزان ہی رہا
اب کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا
کرتی ہین جادو سے اپنی آگ روشن آب مین
ہو وے جاسے موج پیدا مار رہزن آب مین
اس طرح جاتے ہین دیکھا پاک دامن آب مین
شیر سیپھا تیرتا ہی وقت فن آب مین
زنگ سے آلودہ ہو جاتا ہی آہن آب مین

اب بھی گریہ سے نہین فرصت مجھے فوارہ وار
طاس قلیان مین رکھا ہی اُس نے ابر مردہ کو
دیکھنا آنکھ ڈوبتا ہے حقہ پہ اُس کے وقت خواب
مین وہ ہون تفتیدہ دل کرجاے اک جا کو جدا
یون رہا مین زندگی بھر تشنۂ دیدار یار
سایۂ سرو چمن تجھ بن ڈراتا ہے مجھے
وعدہ ہی آنیکا اُس کے ابر کھل جائے تو آئے
خط کو ہم لکھنے جو بیٹھے آنکھ سے آنسو ہے پیشک
تیر چٹکی مین لیا اُس نے لی جان عدو
نام میرا اُس کے مجنون کو جو بھائی آگئی ؛
مجھ کو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روز حشر
لے کے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنے بہار
حسن سے ہوتا دل آہن بھی گرم اختلاط
سوت اُس کو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گور
رات کو ہے ذوق اُس کی نوک مژگان کا خیال
زندہ تو ڈوبے ہی اور تیرے ہی مردہ آب مین
مت لگا ہی عشق دل کے آبلہ پر نقش غم
باندھ دے ناقہ کی گردن مین دل نالان قیس
کہان تلک کہون ساقی کہ لا شراب تو دے
کھلے ہی ناز سے گلشن مین غنچۂ نرگس
بلا سے آپ نہ آئین پر آدمی اُن کا ؛
صبا بگولے مین ہو کشتگان زلف کی خاک
بلا سے کم نہو گریہ سے میرا سوز جگر

گو کہ مین ڈوبا کھڑا ہون تا بگردن آب مین
ڈوب مر رو رو کے تو ای ابر بہمن آب مین
برج آبی مین ہی سہ یا مہر روشن آب مین
گر پڑی گر ذرہ میری خاک مدفن آب مین
جیسے مستسقی کا دم ہوتا ہی روزن آب مین
اژدہا بن نکلے شب ای رشک گلشن آب مین
ڈالتا ہون دم بدم آٹھ آٹھ کے روغن آب مین
بہ گیا خط لکھتے لکھتے مشتق سن آب مین
رشک میرے دل مین کیا کیا چٹکیان لینے لگا
بید مجنون دیکھ کر انگڑائیان لینے لگا
مجھ سے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا
اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دہان لینے لگا
شمع کی گلگیر جب منھ مین زبان لینے لگا
یون ترا بیمار غم جو ہچکیان لینے لگا
تن پہ ہر موے مژہ کا نشان لینے لگا
بوجھ شاید جسم کا کم ہی نفس کے بوجھ سے
ٹوٹ جائیگا یہ گنبد اُس کلس کے بوجھ سے
بوجھ کم ہی اُس کا ای لیلی جرس کے بوجھ سے
نہ دے تو جام ڈبو کر کوئی کباب تو دے
ذرا دکھا اسے تو چشم نیم خواب تو دے
تسلی آ کے مجھے وقت اضطراب تو دے
کہ بعد مرگ بھی معلوم پیچ و تاب تو دے
بجھا پر اُس کی ذرا آتش عتاب تو دے

نشہ مین ہوش کسی جو گئے حساب کرے
جواب نامہ نہین گر تو رکھ دو نامۂ یار
رکھے ہی حوصلہ دریا کب اہل ہمت کا
خنک دلون کی اگر مشت خاک دوزخ مین
پہونچ رہون گا سر منزل فنا ای ذوق
کب حق پرست زاہد جنت پرست ہی
دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو
دولت کی رکھ نہ بار سر گنج سے امید
عنقا سے گم نشان کیا نام کے لیے
بیذوق سے پرست ہی یا ہی صنم پرست
شوق نظارہ ہی جب سے اس رخ پرنور کا
نزع مین بھی دہیان تھا اس نرگس مخمور کا
وادی ظلمت مین اپنے دخل ہی کب نور کا
[illegible]
اسکے کوچہ مین ہن لاغر تیرے رنجور کا
مین وہ ہون نخچیر جس کو دیکھتا ہی وقت ذبح
اس نزاکت پر نظر کرنا کہ وہ رشک پری
دل کا یہ احوال ہی غم مین ترے ای مست ناز
حق تو یون ہی یہ انانیت عجب غماز ہے
عشق کے مکتب مین ہو فرہاد سب ہی تیز تر مین
جھانکتے ہین وہ جس روزن دیوار سے
کھنچے مانی اس پری کی کیون کر تصویر کفک
تو ہو بعد از مرگ بھی گر ای محبت دستگیر
عشق نے ڈالی تھی جب قصر محبت کی بنا

جو تجھ کو دیتے ہین بوسے بلا حساب تو دے
جو پوچھین قبر مین عاشق سے کچھ جواب تو دے
نہین یہ اتنا کہ تجھ کاسہ حباب تو دے
پڑے تو واقعی ایک بار آگ داب تو دے
مثال نقش قدم کرنے پا تراب تو دے
حورون پہ مر رہا ہی یہ شہوت پرست ہی
آئینہ خاک صاف ہی صورت پرست ہی
سوزی وہ دے گا کیا کہ جو دولت پرست ہی
گمگشتہ کون کہتا ہی شہرت پرست ہی
کچھ ہی بلا سے لیک محبت پرست ہی
ہی مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا
مجھکو شربت مین مزا آیا ہی انگور کا
ہو بہ ایک شعلہ سا ہی سو بھی چراغ دور کا
ایک غبار ناتوان ہی کا روان مور کا
دیدۂ حسرت سے حلقہ جوہر ساطور کا
بال بھی باندھے جو تیرے تو زلف حور کا
جیسے مرجھایا ہوا دانہ کوئی انگور کا
قصہ پہونچا یا زبان دار پر منصور کا
تین دن چاٹے اگر تعویذ میری گور کا
وا ہے قسمت ہو اسی روزن مین گھر زنبور کا
جمع ہو جب تک نہ رنگ سرخ روی حور کا
استخوان سے ہو مرے دستہ تری ساطور کا
لکھ دیا تھا کوہ کن بھی نام ایک مزدور کا

بل بے وحشت اب تلک بھی شاخ آہو کی طرح
ذوق راہ عشق وہ کوچہ ہی جس کی خاک مین
شمع نازان نہ ہو اک رات بہا آنسو گرم
مہر وشش بل پہ تیرے حسن جہانتاب کی تاب
دست خورشید کی رعشہ سے سپر جا کے چھوٹ
دل عاشق کے جلانے کا ہی سارا سامان
کونسا سوختہ جان صبح سے ہی گرم فغان
ہم تو سنتے تھے سدا کل تھی خموشی یارو
قبر مین عاشق جو تیرا مضطرب احوال ہی
ہم نے جانا تھا کف پا مین تمھارے خال ہی
ابر برسون رو چکا پر سوز غم سے اب تلک
میرے دود آہ سے یان تک زمانہ ہی سیاہ
دل مین شکل یار کب آئے نظر بے اضطراب
مین وہ مجنون ہون کہ میرا کاغذ تصویر بھی
جیسے ہی دل مین کسی کی نوک مژگان کی خلش
دل پہ ہون گر داغ سوزان عشق مین ایک کہن
کھاؤن مین بیڑا جو اس پر کیونکر دل بگڑے نہو
ہین جہان مدفن تمھارے کشتگان لطف کی
تیغ قاتل کو مرے کیا چاہیے ہی زنگ یان
بسکہ ہی نوروز اپنا آفتاب بادہ سے
کھل گیا مضمون شکست دل کا بن خط کے پڑھے
ہی اسیران محبت کی بلا سے سینہ تنگ
روز محشر سے کئی دن دیکھنے کو جا ہمین

پیچ کھاتا ہی دھوان میرے چراغ گور کا
ہی در تاج سلیمان بیضہ بیضہ مور کا
برسون یان چشم سے ٹپکا ہی مری لہو گرم
رخ سے گرم آئنہ ہوا آئنہ سے زانو گرم
کھینچ کر تیغ کو جب ہو وہ ہلال ابرو گرم
بنی شعلہ ہی تری رنگ بھبوکا رو گرم
کہ ہوا آتی ہی کوچے سے ترے گلرو گرم
ذوق ہوتا ہی وہ کیون ہوکے ترش ابرو گرم
لوح بالین پہ بھی لکھا سورۂ زلزال ہی
لیکن اب دیکھا سو بیدا دل پامال ہی
خاک میرے ڈھیر کی اڑنے مین جیسی رال ہی
آفتاب آسمان رنگی کے منہ کا خال ہی
قلعی سیماب بن آئینہ بے تمثال ہی
شکل عید ہی باعث خوشنودی اطفال ہی
نشتر زنبور ہی تن پر مرے جو بال ہی
پھر تو خسرو کا بھی گنج سوختہ کیا مال ہی
جو رگ پان ہی وہ مجھکو شیر کا سا بال ہی
مشکل کیجا بید مجنون ہی وہان یا جال ہی
خون اعجاز مسیحا سے لب اس کا لال ہی
دور ساغر ہمکو ساقی گردش یکسال ہی
نامہ بر کا اس قدر اپنے شکستہ حال ہی
شعلۂ جوالہ سان طوق گلو تک لال ہی
گر یہی اے ذوق طول نامۂ اعمال ہی

ہوئے سرداران سیہ کا ایک سراسر لشکر ہی
مانگ جو ہی ایک مار سفید اس لشکر کا سر لشکر ہی

آبلہ ہائے سینہ جو خیمہ سے دکھائی دیتے ہین
مزرع دل پر میری پڑا کیا غم کا اگر لشکر ہی

ہووے دل مظلوم ہمارا کیون نہ شہید دشت بلا
در پی اسکے شامیون کا وہ زلف عنبر لشکر ہی

کعبہ تو بہ خدا ہی رکھے آج کہ جوش بر نہین
ایک صحاب الفیل کا سایہ دوش ہوا پر لشکر ہی

ہین وہ شاہ کشور غم ہون یار و جنکے ساتھ سدا
جوش اشک کی دولت سے جون موج سمندر لشکر ہی

گاہ ہجوم یاس ہین ہی دل گاہ ہجوم حسرت ہین
ہی یہ مرد سپاہی پیشہ پھرتا لشکر لشکر ہی

خال چشم جانان کا مژگان سے تحمل دیکھو تو
اوترا پشت پہ مچھلی کی کیا لیکے سکندر لشکر ہی

ہووے امام بر حق پیدا ذوق اگر تو دیکھا ابھی
ہوتا گر دو اسلامیون کا جون سیہ گوہر لشکر ہی

مین ہجر سے مرنے کے قریب ہو ہی چکا تھا
تم وقت پر آپہونچے نہین ہو ہی چکا تھا

جینا نظر اپنا ہمین اصلا نہین آتا
گر آج بھی وہ رشک مسیحا نہین آتا

وہ کون ہی جو مجھ پہ تاسف نہین کرتا
پر میرا جگر دیکھ کہ مین اف نہین کرتا

کیا قہر ہی وقفہ ہی ابھی آنے مین اسکے
اور دم مرا جانے مین توقف نہین کرتا

دل فقر کی دولت سے مرا اتنا غنی ہی
دنیا کے زر و مال پہ مین تف نہین کرتا

کرتے ہی شرع کا پاس نمک مدام شراب
حرام ہی نہین لیکن نمک حرام شراب

یہ ایسا ماہ مبارک یہ ایسا کا سعید
شروع دیکھ کے کیجے مہ صیام شراب

بیمار عشق کا جو نہ تجھ سے ہوا علاج
کہہ ای طبیب تو ہی کہ پھر تیرا کیا علاج

فرقت کی رات جی چکے ہم تا زمان صبح
ہو گی اذان گو رہا رہی اذان صبح

پر نور ہی ترا رخ سیمین لبان صبح
آنکھین ہین تیری مست صبوحی کشان صبح

اب میکدہ ہین شام کو ناقوس پھونکیے
مسجد مین مدتون رہے تسبیح خوان صبح

ریش سفید شیخ مین ہی ظلمت قریب
اس نکر چاندنی مین نکر نا گمان صبح

ہی زلف تیری سنبل صحن چمن کی شاخ
قطرون سے پر عرق کے بنی یاسمن کی شاخ

چمن سے بعد ہین جیسی سہی ہین تو آفت قفس
قفس مین بند ہین ہم مثل خانہ یاد قفس

پر کترنے کو جو صیاد نے چاہا مقراض
ہاتھ ملتی تھی مرے حال پہ کیا ہی مقراض

تمام فرقت سے ہوتے ہیں جگر کے ٹکڑے
ہجر و بر میں ہے ہر اک کو ہوس قطع و برید
پھر کرا دہر اُدھر بھی نہ اپنا گیا تعلق
عنقا کی طرح خلق سے عزلت گزین ہون مین
اس در پہ شوق سجدہ سے فرش زمین ہو نہین
مین وہ نہین کہ تم ہو کہین اور کہین ہون مین
مین وہ شکستہ دل ہون نہ دو رنج مین تنگ ہون
جو ہے سو پہلے میرے اُٹھانے کی فکر مین
مرے جو موت کے عاشق بیان کبھو کرتے
غرض تھی کیا ترے تیرون کو آب پیکان سے
اگر یہ جانتے چن چن کے ہم کو توڑین گے
نہ رہتی یوسف کنعان کی خوبی بازار
یقین ہے صبح قیامت کو بھی صبوحی کش
سراغ عمر گذشتہ کا کیجیے گر ذوق
جس ہاتھ مین خاتم لعل کی ہو گر آستین لف سرکش ہو
پوشاک آبی آپ کو گر دل پسند ہو
لگی اس شعلہ خو کے کون مجھ سا زار دامن سے
لگا ہے اس تمنا مین میری ہر خار دامن سے

ہوتا ہے حق مین مری مطلع آہ مقراض
ناخن شیر ہے خنجر دم ماہی مقراض
لفظ قلق کی طرح سے یون ہین رہا قلق
ہون اس طرح جہان مین کہ گویا نہین ہو نہین
مانند سایہ سر سے قدم تک جبین ہون مین
مین ہون تمھارا سایہ جہان تم وہان ہو نہین
آہن کی طرح آگ مین بھی لال رنگ ہون
محفل مین اُس کی مین کوئی جو سنگ رنگ ہون
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
نگر زیارت دل کیون کہ بے وضو کرتے
تو گل کبھو نہ تمنائے رنگ و بو کرتے
مقابلہ مین جو ہم تجھکو رو برو کرتے
اُٹھین گے خواب سے ساقی سبو سبو کرتے
تمام عمر گذر جائے جستجو کرتے
پھر زلف بستہ وہ دست ہوسی جبین انگر آتش ہو
دریا مین ہی حباب کے شیشہ مین بند ہو
اُولجھ سکتا ہے کوئی برق کیسے بھی خار دامن سے
کرون وس تار مین گر ہو عطا ایک تار دامن سے

ذوقا تخلص ذوقا شاہ نام از اہل بنارس درویشی است سر و پا برہنہ رخت بہ میر کتھ
ہم کشیدہ او را ست

ستے بام کی ہین زیب نہ زینت کسی در کے
ہم باٹ کے روڑے ہین ادہر کے نہ اُودھر کے

ذوقی تخلص ذوقی رام نام از مراد آباد است نسبت شاگردے بندگی مہدی علی وارد
بسر برد او وقاتش بعطر فروختن است گویند در موسم ہولی کہ زمان عشرت ہندیان است

بتقلید فرقهٔ بی نوایان در کوچه و بازار اشعار می خواند او راست

ملنے سے تصور میں کچھ کم نہ مزا دیکھا ۔ گر وہ نہ ہوا اُس کی تصویر ہی اور میں ہوں

ذوقی تخلص المعروف بشاه ذوقی درویشی است از لکھنؤ او راست

اپنی یہ چاہ اُس کی وہ صورت ۔ ای عزیزو نگاہ کیجیے گا
رکھ ہاتھ وہ قبضے پہ برہم ہو لگا کہنے ۔ اب تو ہی ترا سر ہی شمشیر ہی اور میں ہوں

حرف الراء المهملة

راقم تخلص غلام محمد در اکثر خطوط دستگاهی وارد بنارسی دانی هم معروف از وست

بس کر چکے عاشقی مری جان ۔ غصے سے ترے جو ڈر گئے ہم
جب میں نے کہا تم نے ملاقات اڑا دی ۔ تو اوس نے ہنسی میں یہ مری بات اُڑا دی

رقم تخلص بندرابن نام بعضے او را از باشندگان متھرا و بعضے از سکنائے جہان آباد نوشته اند و نظر بر اسم و رسمش می توان پذیرفت که از اهل متھرا باشد تلمذے اختلاف کرده اند یکے شاگرد مرزا مظهر و یکے تلمیذ مرزا رفیع سودا نوشته بهر حال اشعار گوش کنید و این قصهٔ بحث فراموش

مری بد شرابیوں سے کریں توبہ میگساران ۔ رہے وہ عمل کہ ہووے سبب نجات یاران
یاں تلک قبول خاطر کیجے تری جفا کو ۔ تا سب کہیں کہ راقم رحمت تری وفا کو

راغب تخلص مرزا سبحان قلی بیگ نام ایرانی نژاد است و مولدش جهان آباد در زمانی با انشاء الله خان بر طرف افتاده و اہاجے رکیک گفته از یاران سعادت یار خان رنگین است او راست

رشک چمن جو اُٹھ گیا آج ہمارے پاس سے ۔ پینے بہ رنگ گل یہاں آ رگئے کچھ حواس سے
منھ دوپٹے میں چھپایا اُس نے ۔ دل کو پردے میں لبھایا اُس نے

رافت تخلص رؤف احمد نام سلسله نسبش بشیخ احمد مشهور به مجدد الف ثانی قدس الله سره العزیز میرسد و مولدش لکھنؤ و مسکنش رام پور شاگرد قلندر بخش جرأت

بارہا بدہلی رسیدہ و طریقہ رضیہ صوفیہ از غلام علی شاہ یاد گرفتہ در صنائع لفظی بسیار سعی کوشید اوراست

کسکی مژگان کی آہ یارب چبھے ہین برہن ہمارے
کہ شکل غربال پڑ گئے ہین ہزارون روزن دل جگر مین

راسخ تخلص غلام علی نام در ویشانہ میزیست در سنہ یکہزار و دوصد و پنجاہ فوت شد اوراست

دشمنی زیر پردہ کی اے واے تم نے کیا کیا
آپ تو پردہ مین بیٹھے اور ہمین رسوا کیا

اب اور لگا ہونے ایجاد گلستان مین
راتون کو لگا رہنے صیاد گلستان مین

راجہ تخلص راجہ بہادر فرزند راجہ تتاب راے ناظم صوبہ بنگالہ اوراست

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہونچے
ہم اون تلک نہ پہونچے وہ ہم تلک نہ پہونچے

رضا تخلص شخصی است مجہول الحال از کلام اوست

مہروں کی شب کو آنے کی یہان دھوم دھام ہے
بہتر ہزار صبح سے یہ اپنی شام ہے

رسا تخلص یکے از خانوادہ امیر تیمور است اوراست

ہم بھی ہین رسا وقت کے یان اپنے سلیمان
ہین قید مین ہر ایک پری زاد ہمارے

رسا تخلص مولوی علیم اللہ از سکناے ضلاع شرقی بودہ اوراست

کب حوصلہ تھا دل کو ستمگر کی چاہ کا
خانہ خراب ہو نگہ روسیاہ کا

رستم تخلص سید رستم علیخان متوطن جالندھر کہ من مضافات سرکار سہارنپور است از نبائر نواب عبداللہ خان فرخ سیری است اوراست

کب تلک ہجر کی دن دیکھیے ہم دیکھین گے
آستین اشک سے ہر رات کو ہم دیکھین گے

رسوا تخلص آفتاب راے نام جوہری لپسری بعہد محمد شاہ سر بسوداے برآوردہ کوچہ گرد بیابان نوردی بودہ و دمی بے شغل بادہ نمی آسود از بس رغبت دم مرگ حضار بالین را وصیت کردہ بود کہ از شراب شست و شویش کنند گویند چنان کردند و از جامہ اندامش بوے مے آمد العہدۃ علی الراوے اوراست

کوئی جا نہین زمین پہ کہ اشکون سے نم نہین
رسوا بھی اس زمانے مین مجنون سے کم نہین

وصل مین بیخود رہے اور ہجر مین بیتاب ہو
اس دوانے دل کو رسوا کسطرح سمجھائیے

رضا تخلص یکی از اہل رام پور است از وست

اب کوئی لحظہ مین مجنون پہ بلا آتی ہے ‌ ‌ جرس ناقۂ لیلے کی صدا آتی ہے

رضا تخلص میر رضا علی طغرا نویس از اہل لکھنؤ است از وست

ہدف ناز جو کل سینے کا صندوق ہوا ‌ ‌ تیر جو دل مین لگا سو لب معشوق ہوا
مت پوچھو رضا کا کچھ حال غم تنہائی ‌ ‌ ایک دل تھا سو کھو بیٹھا ایک سر ہے سو سودائی

رضا تخلص حمید الدین خلف حکیم کلوئی چاند پوری است از راست

آہ کیا دن تھی کہ ہم ساتھ تری اے گلرو ‌ ‌ دو قدم صحن خیابان مین چلے بیٹھ گئے
اب یہ حالت ہے کہین چھپ کے ترے کوچے مین ‌ ق ‌ ہین گنہگار جو دیوار تلے بیٹھ گئے

رضا تخلص میر محمد رضا از ساکنان عظیم آباد است پرتوی از میر ضیا یافتہ و در عنفوان جوانی بورع و زہد گرائیدہ از فکرت اوست

اس کا کچھ انجام بھی سمجھا کہ تونے اے فلک ‌ ‌ حسن روز افزون وہان یان عشق شور افزا دیا

رضا تخلص مرزا جیون ابن مرزا جان از تلامذہ میر نظام الدین ممنون از اہل این دیار است و صاحب دیوان با راقم تعارف داشتہ چند سالست کہ فوت کرد از راست

تمھارے وصف دندان مین یہ جو شعر موتی ہین ‌ ‌ کہ گویا رشتۂ مضمون مین موتی پروتے ہین
غیر سے گرم اختلاط ہے وہ ‌ ‌ ہم بھی سنتے ہین اور جلتے ہین
کون سے وحشی کی اسکو اسقدر ہے یاد آہ ‌ ‌ سنگ سے اب تک بھرا جو دامن کہسار ہے

رضا تخلص میر مہدی سید است از لکھنؤ و از تلامذہ میر ضیا است از راست

نقش شیرین کا مٹے پتھر سے پر اس کا خیال ‌ ‌ نہین ممکن کہ جا دے خاطر فرہاد سے

رضی تخلص سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ از اہل شاہجہان آباد و از امرائے والا نہاد بود افتگی مسائل اثنا عشریہ معروف بود چند روز است کہ این جہان گذران را گذاشت با حقیر ہم تعارفی داشت از اوست

مرے قتل کرنے مین دو فائدے ہین ‌ ‌ ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا ✤ ✤
بن عشق آدمی کی ذرا شان ہی نہین ‌ ‌ جسکو نہووے عشق وہ انسان ہی نہین

دیکھ ٹک شمع کو عاشق کے ستانے والے ۔ کس طرح جلتی ہین اورون کے جلانے والے

رضی تخلص مرزا رضی خان ہم از امراے لکھنؤ است و بواسطہ قرابت با نواب وزیر الممالک دارد مثنوی لیلی و مجنون بزبان ریختہ از خامہ اش تراویدہ بنظر نگذشتہ اوراست

دل کی طلب ہے اور تمنا ہے جان کی ۔ یہ ہم پہ مہربانی ہے اُس مہربان کی

رغبت تخلص میر ابو المعانی ساکن لکھنؤ است از فکرت اوست

یاد ہے یا تون کو چھپ چھپ کے وہ آنا اپنا ۔ چٹکیان میرے وہ لے لے کے جگانا اپنا

رغبت تخلص شخصی است از اہل مراد آباد از نامش اطلاع دست بہم نداد این بیت از وثبت افتاد

جسکو اپنی نہین پرواے جگر سوزی کچھ ۔ اوسکی ہر بات پہ کیون جیکو جلاتے پھرئیے

رفیق تخلص مرزا اسد بیگ از مرحوم دہلی و تلامذہ تمنا اللہ خان فراق است بزم مشاعرہ می آراست اوراست

روشن رہے گا داغ دل عاشقان مدام ۔ ہوگا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل
ہیہات گر کے ہم نہ اٹھے پھر زمین سے ۔ مانند نقش پا ترے کوچہ مین مر مٹے

رفیق تخلص امین اللہ از فکرت اوست

رہ عشق کی کج و پیچ مین جو رفیق تھے سو جدا ہوئے ۔ مگر ایک نالۂ آہ کو مری دم سے ہمسفری ہی

رفاقت تخلص مرزا امین نام از تلامذہ جرات است در آغاز شباب بانجام عمرش رسید از وست

وان کیونکر رہیے کہ منادی جہان پہ ہو ۔ زانو پہ سر کو دھر کے نہ بیٹھا کرے کوئی
برسون کی ایام مین رفاقت جو چھوڑ دی ۔ کیا ایسی زندگی کا بھروسا کرے کوئی

رفیع تخلص رفیع الدین خان از شیخ زادگان لکھنؤ است بہ مراد آباد آمدہ و بزیارت حرمین شریفین رفتہ اوراست

ناتوانون کے ستانے سے حذر کر ظالم ۔ عرش بھی آہ سے مظلوم کی ہل جاتا ہے

رفعت تخلص مرزا قاسم علی اصلش از مشہد مقدس و یکے از بزرگانش در کشمیر سکونت ورزیدہ و وی درین بلدہ متولد شدہ بہ لکھنؤ شتافتہ و کسب سخن از جرات ساختہ اوراست

خط وہ نہ بھیجے رقیب کا لکھا | یہ بھی اپنے نصیب کا لکھا

ہمارے سامنے مست ابر باربار برس | جو ہم سے ہو سکے تجھ سے تو ہزار برس

چھٹ جائے کسی سے نہ ملاقات کسی کی | اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسی کی

دیوار گلزار خان کا سایہ گر پڑا ہے | زاہد بتا تو مجھ کو طوبے میں شاخ کیا ہے

رنگین تخلص سعادت یار خان خلف محکم الدولہ طہماسپ بیگ خان تجھے از فنون سپاہگری آگاہ است اکثر بلاد را بکام سیاحت پیمودہ و در ایام جوانی عشقہا ورزیدہ مرد خوش صحبت و خوش اختلاط است با پیرانہ سالی ظرافت الطبع تلمیذ شاہ حاتم است چند دیوان با اصناف سخن نظم کردہ و آنرا در مجلدی فراہم آوردہ نورتن نام کرد چون دو دیوان دیگر مبنی بر ہزل و ریختی وغیرہ است کہ ایراد آن باین ذخیرہ نمی سازد بنا بران از دیوان ریختہ و بیختہ بدقت تمام این ابیات گزیدہ شد بعد بپایان آمدن این تذکرہ عمرش بسر آمد و کان ذلک فی شہر جمادی الثانی سنہ ہزار و دو صد و پنجاہ و یک ہشتاد و سال زندگانی کرد و از غرائب امور آنکہ می گفت و درین سال رخت بعدم آبادی کشم چون سبب پرسیدہ آمد گفت سالہا ست کہ بیجا است مصرع تاریخ فوت خود بر زبان آمدہ کہ درین سال از انجا سے نشدن من خبر میدہد قصہ شاہ حاتم کہ شاعر مشہور ہست و استاد او بود نقل کرد کہ ہمبرین نمط الیشان را اتفاق افتاد

خلاصہ ہمچنان دیدہ شد او را است

بوسہ تو بہت کو دیکر ثابت گناہ کیے | گر قتل تجھ کو قاتل منظور ہے ہمارا

غرضمند اپنے مطلب کے ہی کام اے رنگین | وہ آئے یا نہ آئے میں بلائے ہی نہیں ہنستا

کھینچ لائے ہی لعسا کشش دل یا تک | یارسے صد شکر کہ تجھکو بھی نہ مقدور ہوا

اُسے ہی شوق کہانی کا ان دونوں میں بہت | یہ طور خوب ہے احوال دل سنانے کا

کیا کرتے ہو ناصح تم نصیحت رات دن مجھکو | اُسے بھی ایک دن ہم کچھ جاکے سمجھاتے تو کیا ہوتا

پر نہ بیٹھا نہیں مقدور جو وان جاکے پر آئے | کیونکر گر ہمارا نہ ہو گا تو کیسا ہو گا

کر اپنے دل میں تو انصاف میں روٹھا ہوں کیونکر | اگلے میں خیال کرتا ہوں ستانا تیرا یاد آیا

قسم ہی ایک عالم کو رُلا دیتا ہی اے رنگین
وہ اُس کی جھڑکیاں کھا کر ترا مجبور ہو جانا

زاہد بتا تو کعبے مین کیا دیکھتا ہی تو
جاتے ہین دیر مین تو صنم دیکھتے ہین ہم

تو نہ گزرے گا جفا سے تو یار
جان سے اپنی گذر جائین گے ہم

گھر سے تیرے روٹھ مین جاتا ہون روتا اسطرح
جیسے تو مکتب کو جاتا تھا کسی ہنگام مین

جو پوچھتا ہون تغافل سے کیون جلاتے ہو
تو وہ کہے ہی تجھے جان کر جلاتا ہون

دیکھتے ہی اُن کو ہو جاتے ہین شادی مرگ ہم
اُن کو پاتے ہین تو پھر ہم آپ کو پاتے نہین

مسجد مین رہے کعبہ گئے دیر مین بیٹھے
اک چند سے اب سیر خرابات کو جی ہی

حورون کے عوض مجھے الٰہی
دنیا مین تو اک نازنین دے

کب مجھ کو بہشت کی ہی خواہش
دینا ہی جو کچھ سو یہین دے

یہی رونا جو ہے تو ہم رنگین
اُس کے کوچے سے آج کل نکلے

صلح کو تب آئے اپنے ہمنشین
مجھ مین اُس مین جب صفائی ہو چکی

اُسکے مین چھپ کے دیکھون بھلا وہ غیر کو دیکھے
بھلا یون دیکھنا دیکھو تو دیکھا جائے ہی مجھ سے

وہ نہ آئے تو تو ہی چل رنگین
اس مین کیا تیری شان جاتی ہے

یہ میرا جی ہی جانے ہی تری لکنت کے عالم کو
خدا شاہد ہے کچھ تقریر مجھسے ہو نہین سکتی

اس اپنے ہاتھ کی گل کی کہون کیا اک کہانی ہی
نشانی اُن کی چھلا تھا سو اُس کی یہ نشانی ہی

دم بدم بسکہ ترا حسن فزون ہی ظالم
روز جی مین ہی کہ کھینچوائیے تصویر نئی

قیامت پر رہا موقوف پھر تو دیکھنا اُس کا
اگر اک دم کے دم آنے مین وہ تاخیر کرتا ہی

بنے گی اُس سے صحبت کس طرح کچھ کہہ نہین سکتے
وہ ہرجائی ہی اور بن شغل ہم بیٹھ ہی نہین سکتے

رنگین تخلص پورن لعل کایستھ دہلوی از فکرت اوست

رنگین نہین ہین قطرۂ شبنم یہ باغ مین
باد صبا نے مے سے بھرا ہی ایاغ گل

رند تخلص گنگا پرشاد لکھنوی کشمیری از تلامذہ جرأت است اوراست

مل چکا مین خاک مین اور دل مین ہی تیرے غبار
جان مجھ سے اس قدر کس نے مکدر کر دیا

روتا ہون چپکے چپکے آتا ہی یاد جس دم
وہ دیکھنا کسی کا نظرین چرا چرا کر

جانتے ہو گر برا عشق کہنے سے تو جان
ہم تمھیں مشہور اپنا چاہنے والا کریں

دیکھیں جو کسی طرف تو رک جاوے
کیا کہیے اب ایسے بدگمان کو

وہی فغان ہے وہی آہ ہے وہی نالہ
خدا کے فضل سے اپنا جو حال ہے سو ہے

نکلا کبھی نہ گھر سے وہ بے رحم در تلک
چوکھٹ سے اسکے مر گئے سر مار مار کے

رند تخلص مہربان خان از متوسلان نواب احمد خان بنگش است کہ ناظم فرخ آباد بودہ و بعہد نواب ذوالفقار الدولہ مرحوم بر فاقت فراسیاب خان گذاردہ مرزا رفیع سودا از مدحت طرازان ہست تختی در فنون علم موسیقی نیز شناسائی داشت اوراست

جس کا تجھسا حبیب ہووے گا
اسکا عالم رقیب ہووے گا

دل کا گھبرانا کہوں یا کہ نفس کی تنگی
دیکھیے کیا کرے صیاد قفس کی تنگی

ہے مری جان کا یہی دشمن
رند اس دل کو خوار ہونے دے

دیتے ہیں عقد حسن میں عاشق عروس جان
آتا نہیں تو آپ تو تلوار کھینچ دے

سنج تخلص میر محمد نصیر نام نبیرہ و سجادہ نشین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ بہ اکثر صفات حسنہ موصوف و بفہم رموز موسیقی معروف صاحب تسلیم و رضا صحبتش دلکش و دلکشا دائمی نیز لوے برکت صحبت ایشان دریافتہ است و ندلو شعر و سخن در میان آمدہ در شناختن شعر سلیقہ خوشی دارد بالفعل نظم اشعار ہمی پرواز د ہنگام جمع این اوراق خیالات ایشان را از خدمت ایشان طلبیدہ پس از انتخاب ثبت شد

خط دیکھ کر ادھر تو مرا دم الٹ گیا
قاصد ادھر بدیدۂ پر نم الٹ گیا

یقین ہوگیا دیکھکر اس کا قامت
کہ بیشک قیامت میں دیدار ہوگا

کھڑکی نکال جانب دشمن نہ بام پر
کوٹھے چڑھی جو بات کھلی خاص و عام پر

یاد دلوا کے جو سبزی یار رلائے
سو وہ تصویر نہالی ہے بغل کا دشمن

دل جس کے لیے پہلو میں تپاں رہتا ہے
یوں سنا ہے کہ اسے بھی خفقان رہتا ہے

دیکھی نہیں حالت یہ جدائی میں کسی کی
ہے طور جدا اپنا جدائی میں کسی کی

رونق تخلص میر غلام حیدر خان از مردم عظیم آباد است اوراست

رحم کر ای دوست گاہی خاکساری پر مری / نقش پا کی طرح تیری راہ مین افتادہ ہون

روشن تخلص حالش روشن نشد از خیالات اوست

جی مین یہ تھا کہ جان کیجے نثار / ایک رحم بھی جو ہے وفا نہ رہا

روشن تخلص روشن شاہ نام از بریلی کہ مولد اوست نقل کردہ بمیرٹھ سکونت گزیدہ لباس علایق از بر کشیدہ بدامن ارباب تجرد چنگ در زدہ بفراغ خاطر و جمعیت باطن و ظاہر بسر می بردازفکرت اوست

دیکھ کے مجھکو منھ کو چھپایا اور حیا کا نام کیا / واہ ری تیری دانشمندی آپ نے اک کام کیا

غیر سے ہو وین یار کی باتین / ہین یہ پروردگار کی باتین

آپ کرتے ہین بار بار نہین / ہم کو ہان کا کبھی اعتبار نہین

کون سی جا ہی کہ جس جا نہ گزر اسکا ہی / مثل خورشید جہان دیکھیے گھر اسکا ہی

دل کی تپش سے گرمی خورشید سرد ہی / سینہ اگر یہی ہی تو دوزخ بھی گرد ہی

کوچے مین تیرے بیٹھ گئے جب کہ ہم ای یار / جون نقش قدم پھر نہین اٹھنے کے زمین سے

آنکھون مین ذرا ٹھہر ہوتا دیکھ لین اسکو / اقرار یہ ٹھہرا ہی دم باز پسین سے

تیرے کوچے کے اشتیاق مین یار / گھر سے ویران ہوئے وطن سے گیے

حرف الزا المعجمہ

زار تخلص برہان الدین خان نام از خدام بارگاہ سلطانی ہست و در خط شکستہ دستی معقول دارد او راست

کیونکہ اس بت کو یہ حال دل ناکام لکھون / کب وہ دیکھے ہی خدا کا بھی اگر نام لکھون

چرخ کے کیسے انقلاب ہوے / پر کبھی ہم نہ کامیاب ہوے

زار تخلص میر منظر علی در خدمت نواب احمد علی خان شوکت جنگ بو قعیت بسر بردہ او راست

اگر کچھ بس چلے اپنا تو کاہیکو یہ خواری ہو / بجا ہین اس کو ای ناصح جو الفت اختیاری ہو

اب رہائی نے کیا اور پریشان مجھکو
خوب تھا اس سے وہی گوشۂ زندان مجھکو

نزار تخلص میر جنون اصلش از کشمیر و مولدش این بلدۂ جنت نظیر است نوشته اند که در اوائل مرد شوریده بود آخر سودا بر مزاجش غالب آمد باز افاقت یافت و دو زیست جنون عشقش نبود که از الۂ آن محال بودی بالجمله این اشعار از خیالات اوست

ایک دن پہلے ہی دنیا سے اٹھانا ہم کو
یا الٰہی شب فرقت نہ دکھانا ہمکو

لیجاؤ گے تم اس کی گلی سے جہان مجھے
آرام جو یہان ہے نہوگا وہان مجھے

زکی شیخ مہدی علی از اہل مراد آباد است مدتہا در لکھنؤ بسر برده و با شعرای مشہور بر خورده چندی به پیشکاری تحصیل مضافات سہارنپور گذرانیده نوبتے بہوای دیدنم بدہلی آمده و از اتفاقات با وجود دلگرمی ہای شوق جا گرم ناکرده برگشته بار دگر وارد شده و روزے چند گذرانده تا مدت قیام شاہجہان آباد ہر روزه میخورده ہر روز که است می گفت که کتب تحصیلی را از علمای فرنگی محل که محله ایست از محالات لکھنؤ درس گرفته ام و در فن تاریخ دستگاہے تمام دارد و قصیده در مدح آصف جاه والی حیدرآباد مشتمل بر چندین صنایع گفته است چون حوصله این عجاله متحمل نبود نخواسته از ایرادش عنان برتافت صاحب دیوان است دیوانش ملاحظه شده این ابیات ازان ملتقط گشت

وحشت ہے آشکار زلیخا کے حال سے
آنکھیں بیان کرتی ہیں افسانہ خواب کا

آفتیں اتنی اٹھائیں عبث اے جان حزین
ہجر کا نام ہی سنکر تجھے مرجانا تھا

شعلۂ حسن کبھی برق جہان سوز نہو
آفت جان زکی دل ہی کا آجانا تھا

ترک ملاقات کی پوچھو نہ بات
ہم سے نہ ملنا اسے منظور تھا

جمال یار پہ ہم نے یہ ٹکٹکی باندھی
کہ اپنی آنکھ کا تل اسکے منھ کا خال ہوا

آتش عشق کہیں بھڑک اٹھے نہ زکی
اختلاط اس سے بہت گرم تمھارا دیکھا

سب لیچکا وہ جان و دل و طاقت و توان
کیون آئے اب یہان اسے کیا کام رہ گیا

ہوسے ساقی سے خجل واہ ری کمظرفی دل
بوسۂ لب کی طلب پہلے ہی پیمانہ پر

دھوم دیوانے اُڑاتے ہین پریزادون کے
شمع محفل کو لگا دیتے ہین پروانے پر

یہ جگر دل کا ہی ای سوز محبت ورنہ
پھینک دیتے ہین شرر سینے سے باہر

کب ہی یقین کہ عمر دو روزہ کرے وفا
کیا کیجیے زکی کسی دیرآشنا سے ربط

شب آتے ہین قاتل کے جو دیر گذری
تجھے اے اجل یاد کرتے رہے ہم

اُٹھائے بہت سے مزے زندگی کے
بہت تجھ پہ ای شوخ مرتے رہے ہم

ایک دن اور چاہتے ہین زکی
عاشق طرۂ دوتا ہین ہم

ہم گرفتار ہین بی بال و پری کے پابند
ہی نصیبون کا گلہ شکوۂ صیاد نہین

یوسف کا اپنے دھیان ہی تحریر خط کے وقت
ڈر ہی کہ انگلیان نہ قلم ہون قلم کے ساتھ

ماہتابی پہ جو وہ خورشید رو ہی بے حجاب
اپنے جامے سے ہوئی جاتی ہی باہر چاندنی

دل ہم سے رہا جدا ہمیشہ
گویا وہ ضمیر منفصل ہی

جب یہ سُنا کہ پانون کو مہندی لگی وہان
شعلہ بھڑک اُٹھا نگہ انتظار سے

حسرت ای تازہ اسیران قفس آتی ہے
دھوم سے فصل بہار اب کی برس آتی ہی

لگا ہے غم فراق کہے آرزوے وصل
کیا کیا ہو دل لگی جو کہین دل لگا رہے

حشر ہو جائیگا بیتابی دل سے لیکن
راہ پھر بھی تری ای عہدشکن دیکھین گے

زکی تخلص جعفر علی خان نام از امراے شاہ عالم بادشاہ بودہ از وست

عشق مین نسبت نہین بلبل کو پروانے کیساتھ
وصل مین وہ جان دے یہ ہجر مین جیتی رہے

زمان تخلص سید محمد زمان شخصے بود در امروہہ از فکرت اوست

عارض ہی گل کا صاف و لیکن جھلک نہین
نرگس کی چشم ہی پہ پتلی پلک نہین

زینت تخلص زنے است از شاہدان بازار رو معشوقہ ایست از ین دیار مشغلہ آثار با مرزا ابراہیم بیگ مقتول کہ کشتۂ نازش بود نظر بہ اسم وفاداری دوری از وطن و اصل وطن گوارا کردہ بہ لکھنؤ شتافت اوراست

شب مہتاب مین تا صبح زینت
خیال ماہ رو ہی اور ہم ہین

حرف السین المهمله

ساقی تخلص میرزا محمد جان بیگ اصلش از دست قپچاق پدرش در کشمیر رنگ سکونت ریخته وے بدہلی آمده دست ارادت بخواجه میردرد علیه الرحمه داده آورده اند که بزبان فارسی فکر خوشی داشت تاریخ نیکو می گفت قصیده در مدح خرم خان صوبه دار کشمیر باین صنعت که از هر مصرع دو تاریخ مے برآید و از پیشگاه شاه عالم بادشاه مامور بنظم شاهنامه مشتملبر وقایع ایام خلافت گشته و باتمام نرسانیده بود که سال عمرش باتمام رسید و آن قصیده و مثنوی ملاحظه نگشت و دو سه غزل حسب خواهش احباب خویش در ریخته گفته بود از یک غزل دو بیت نوشته شد باین علت که درین زبان این هم از وی غنیمت است

هم گھر مین تمھارے کھو کس راه سے پهونچین
دشمن هین همارے در و دیوار تمھارے

مرغان قفس دل کو پکڑ رکھتے هین و لیکن
دن رات تڑپتے هین گرفتار تمھارے

سائل تخلص میرزا محمد یار بیگ قوم ازبک ولادتش در جهان آباد رو داده ابتدا شاگرد شاه حاتم بوده آخر پسو دا گرویده او راست

وه جو سائل هو گیا دست شکسته کیطرح
آه اپنا جس کو مین نے توشہ بازو کیا

سامان تخلص میر محمد ناصر از باشندگان جونپور است بزمان محمد شاه بادشاه وارد دار الخلافه گشته بود او راست

رقیب اس طرح جلتے هین همین دیکھ
اگر رشتہ مین هین آتش شعر کے

سبحان تخلص به عبد السبحان از شاگردان آبرو است از وست

جان و دل هی قبول سب جانا
پر گلی مین تری همین آنا

سبقت تخلص میرزا اسمٰعیل فرزند میرزا علی اکبر اخوند از تلامذه جرأت است اصلش از ایران زمین و مولد و منشایش جهان آباد ارم تزئین کتب درسیه

مطالعہ کردہ فی الجملہ طبعش ہموار معلوم می شود و از وست

تا بکجا یہ اضطراب دل نہ ہوا ستم ہوا | جان کیون پر آگئی تو بھی قیامت نہ کم ہوا
مین ہی کچھ تنہا نہ اس کو دیکھ مفتون ہو گیا | ہر کوئی اس غیرت لیلے کا مجنون ہو گیا
ناقہ لیلی جو ٹھہرا دی مجنون نے آہ | بولی کیا تیر لگی ہان اے ساربان دل لگ گیا
کچھ فائدہ کی بات دلا اختیار کر | کیا فائدہ ہے گریہ بے اختیار کا
سبقت سناؤن کیونکہ خبر دل کو یاس کی | احوال جانتا ہون مین امیدوار کا
کس کس طرح سے اپنے تئین کرتے پائمال | افسوس اس کو ذوق نہین ترکتاز کا
قصد مجھ سے بیگنہ کے قتل کا جب وہ نہین ہو | کیون نہ پھر خنجر ترا قاتل سینے اور ٹوٹ جائے

سجاد تخلص میر سجاد از مردم اکبر آباد ہنگام ورود دہلی بزم مشاعرہ ترتیب میداد از تلامذہ آبرو است و متتبع طریقہ او از وست

شتابی سے دے لے کر جاتا ہے ابر | جو کچھ باقی ساقی رہی ہے شراب
ایک دل رکھتا ہون جو چاہے سو لیجاوے اسے | خواہ زلفین خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ چشم
جب ہم آغوش یار ہوتے ہین | سب مزے در کنار ہوتے ہین
لب شیرین پہ اس کے مرتا ہون | زندگی اپنی تلخ کرتا ہون
ہرگز آنے نہ دین گے غیر کو جان | ہون گے کیسے ہی ہم گئے گذرے

سخن تخلص حکیم مرزا محمد حسین اصلش از کشمیر و وی در جہان آباد متولد شدہ از فن طب آگاہ است گویند کہ دربار سے ہم اشعار دارد و از وست

جو ہین جان نکلی وہین آن نکلا | بھلا مرتے مرتے تو ارمان نکلا

سخنور تخلص دیوالی سنگھ نام کایتھ سرگروہ انشا پردازان دفتر شاہی است و از وست

گریان رکھے ہے مین ترے یہ چشم تر مجھے | طوفان نوح آئے ہے اب پھر نظر مجھے

سنجر تخلص مرزا زین العابدین خان فرزند رشید نواب سالار جنگ الکز مزا دولت کتب دینی و علم الیقینی داشتی و از ملاہی و مناہی علے الرغم دودمان خود بکلے محترز بودی بزرگانش بزمان دولت فرخ سیر بادشاہ بہند آمدہ دربارگار

سلطانی فنداول لقب داشتند صاحب دیوان ضخیم است مصحفی چهار سال در زمرهٔ شعرا بخدمتش شرف حضور داشته از افکار اوست

ہماری آہ پہنچتا ہے کیا تو
دکھا دینگے تجھے اس کا اثر ہم

کب خوش آتی ہے ہمین سیر گلستان تجھ بن
باغ آتا ہے نظر خانۂ زندان تجھ بن

مین روتا ہون سرسبز آتی ہے جب یاد
وہ صورت مجھے پیاری پیاری کسی کی

اس کے کوچے کی طرف مین تو نجاؤن سر سبز
کشش دل ہے کہ کھینچے لئے جاتی ہے مجھے

سراج تخلص سراج الدین علی سراج بزم علم و دانش است آورده اند که روزے در رہگذرے سراج پروانۂ شمع روی از طائفۂ ہنود گشت چون تخالف مذہب در میان بود مدتے آن شعلہ رخ بمن افتادہ بیہودہ می لبوخت آخر تاثیر عشق یکرنگے پسند و دلی سوز زخمی در دل مرشد پدر آن ماہوش انداخت کہ برائے وصلت آن ہر دو سوختہ آتش فراق پدرش را ہدایت ساخت و بے لحاظ بشرط اعتقاد اعتراض نتوانست کرد در دم شمع را بپروانہ داد یعنی دخترش را بسراج دیوانہ چون کام پروانہ از وصل جانان غیر از جان دادن نیست سراج پروانہ وار گرد آن چراغ محفل حسن گردیدہ جان بجان آفرین سپرد و دختر شمع کردار لختے بر سر نعش سوختہ خویش گریستہ مرد فرد تو ہم شب را بسر کی می بری ای شمع کم فرصت + گرفتم سوختے پروانہ آتش بجانی را + بالجملہ غزلے کہ شعری از آن ایراد کردہ مے شود از شہرت تمام دارد و جز این چیزی دیگر از و مسموع نگشتہ

چلی وحشت عشق مین وہ ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

سراج نامش معلوم نشد از اورنگ آباد است و معاصر آبرو از وست

نہین ہے تاب مجھے تیرے سامنے جانان
کہان سراج کہان آفتاب عالمتاب

نہ پوچھو خود بخود کرتا ہون تعریف کے راست کی
کہ یہ مضمون مجھ کو عالم بالا سے آتے ہین

سرور تخلص اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف الصدق نواب ابو القاسم خان

شاگرد محمد جان بیگ سامی از اجلۂ اراکین جہان آباد است و از اعاظم امرای عالی نہاد و بافن شعر در نہایت مرتبہ مالوف است و در ہر بزم مشاعرہ شریک مے شود و غزل در ہر طرح سر انجام می کند شاعر قدیم است و کلامش مستقیم است تذکرہ مبسوطی مشتمل بر اشعار ریختہ گویان متقدم و متاخر نوشتہ منظور سیدہ و صاحب دیوان است گاہ گاہ با راقم حروف ملاقات دست ہم میدہد الحق صاحب اوصاف گزیدہ و اخلاق پسندیدہ است بعد ضبط ترجمۂ وی پیش از آنکہ این تذکرہ بانجام رسد عمرش بانجام رسید و کان ذلک فی شہر شوال سنہ خمسین و مائتین بعد الف من ہجرت خیر الوری علیہ الوف التحیۃ والثنا اورا است کہ خدا ایشش

در بہشت برین جا دہد

ہم جانتے زمین سے تھے دور چرخ کو
دیکھا تو ایک عرصۂ جولان نالہ تھا

ہے وصل نکل جان حزین آج ہی تن سے
صدمے سے جدائی کے جو کل جائے تو اچھا

نامہ کس سوختہ جان کا یہ لیے جاتا ہے
بازوؤں سے جو ہلاتا ہے کبوتر پنکھا

ہاتھ اپنے رہے زیر بغل بعد فنا بھی
تھی بسکہ ہمیں آغوشی دلدار کی حسرت

میری آہ سرد کی تاثیر محفل میں ہے
جل نہیں سکتا ہے اصلا شمع سے پروانہ آج

میں رہوں محروم وہ دے بوسہ چشم یار پر
دیکھ کر یہ رشک آیا روزن دیوار پر

کوچۂ یار میں خوابیدہ اس آرام سے ہوں
شور محشر کو بھی ہووے گا جگانا مشکل

مجھ کو دکھاؤ آئینہ کوئی نہ وقت نزع
بالیں پہ لاؤ گر وہ رخ سادہ ہے کہیں

دیدۂ تر سے لگا خط کو نہ اس کے سرور
یار کے ہاتھ کا لکھا ہے مبادا مٹ جائے

گھبرا کے نہ لے یار کی سرور تو بلائیں
آسیب کہیں اس رخ روشن پہ نہ آ جائے

غیر لایا اسے یہاں پھر تا شادم نزع
دوستوں سے نہ ہوا وہ جو ہوا دشمن سے

عبث ہے نامہ و پیغام کی امید مجھے
ہزار مرتبہ قاصد جواب لایا ہے

سرور تخلص مرزا رجب علی بیگ شاگرد آغا نوازش حسین خان نوازش بودہ از خوشنویسی و موسیقی بہرہ داشتہ اورا است

ہے شوق سرور ایسا غالب کہ جو قاصد سے — کوسون ہی تلک حالت کہتے چلے جاتے ہین
ذرا دست جنون کی دیکھو جودت — لگیا ہی قبر مین ٹکڑے کفن کو

سعادت تخلص سعادتعلی از مردم امروہہ بعہد محمد شاہ بادشاہ بودہ ازوست

یار سے جو رقیب لڑتے ہین — یہ کبھی اپنے نصیب لڑتے ہین

سعید تخلص قاضی سعید الدین خان خلف الصدق قاضی القضات نجم الدین علیخان از اہل کاکوری کہ قصبہ ایست از لکھنو شخصی است ذیجاہ و ثروت صاحب اخلاق و مروت مدتے خدمت فتا با ایشان ماندہ بعیش و نشاط تمام وضع و وقار تمام بسر اوقات کردہ بتقریب دورہ بمعیت یکی از اہل فرنگ وار دین نواح شدہ بود باداعی ملاقاتش اتفاق افتادہ گویند کہ ایدون چشمش از حلیہ نور عاری شدہ لہذا چون مردمک چشم خانہ نشین ہست ازوست

بیدماغی اسے ملنے سے نہ ہو کیونکہ مری — کہ پری کو نہین خوش آتی ہی انسان کی بو

سکندر تخلص خلیفہ محمد علی صاحب مرالی مشہورہ از مردم پنجاب است مزاجش بمزاح غالب بودہ از تلامذۂ محمد شاکر ناجے شمردہ می شود بشرب شراب بیشتر پرداختے گویند کہ از وطن سفر دہلی کردہ ازینجا بحیدرآباد رفتہ در انجا درگذشت اہالی آن معمورہ استخوانش را بکربلا فرستادند ازوست

قیس صحرا مین رہا کوہ مین فرہاد رہا — مین بگولے کی طرح دشت مین برباد رہا
ندیکھا ہو جو کسی نے حباب دریا مین — وہ دیکھ لے مری چشم پرآب دریا مین
سحر گذرا چمن مین کو نسا خورشید رو یا رب — کہ شبنم گل کے منہ پر اب تلک پانی چھڑکتی ہے

سلطان تخلص مرشدزادہ آفاق مرزا ایزد بخش بہادر عرف مرزا نیلی از کلام اوست

دور رکھ دوران سر سے گردش دوران مجھے — مست رکھ اے دیر خراب آباد سرگردان نہ مجھے

سلطان تخلص نواب نصر اللہ خان مرحوم از طائفہ شریفہ افاغنہ است قرابت مصاہرت با نواب فیض اللہ خان مرحوم کہ والی رامپور بودہ داشتہ از خیالات اوست

اس لب سے کیا لعل کا جب تک برابر — دیکھا تو نہین اس کے یہ پاسنگ برابر

...سلیمان شکوه بهادر خلف الصدق حضرت شاه عالم بادشاه
لکهنو بوده اکثر شعرای آنجا از خوان نعمتش بهره ور و کامیاب بوده اند
...که بدهلی وارد شده بود الحال زینت فزای مستقر الخلافة اکبرآباد است

من نتائج افکاره

وہ تیرے دیوانے کا اس توقیر سے اٹھا	کہ شور نالہ ہر ایک خانہ زنجیر سے اٹھا
گالیاں سیکڑوں ہر بات میں اب دینے لگے	دیکھیو جھڑتے ہیں کیا منہ سے مرے یار کے پھول
کس طرح لوں میں بلائیں کروں کیونکر تعظیم	دست و پا اپنے گئے دیکھتے ہی یار کے بھول
رقم گر ایک شمہ اس کو اپنا وہ غم کیجے	تو پھر یہ چاہیے سارے نیستاں کو قلم کیجے
برقع نہ اٹھا بزم میں تو منہ سے وگرنہ	حالت ابھی ہو جائیگی تغییر کسو کی

سلیمان تخلص شخصی است مجهول الحال از کلام اوست

مجھ سے ظالم سے پلا دیکھیو طرّاری دل	کچھ بھی دھڑکا نہ کیا سب بلے جگرداری دل

سلام تخلص نجم الدین علی خان بن شرف الدین علی خان پیام از اکبرآباد است او راست

حدیث زلف و چشم یار سے پوچھ	درازی رات کی بیمار سے پوچھ

سودا تخلص سرخیل شعرای عالی مقام مرزا محمد رفیع نام صاحبش از کابل و مولد و منشایش جهان آباد است به سن شباب به لکهنو رفته همدران جا وفات یافت وفاتش را زمان بسیار آمده از مقربان بارگاه وزیر الممالک نواب آصف الدوله بهادر بود استاد مسلم است و در فنون سخنوری از همه پیش قدم لطف طبعش چون عشوهٔ دلداران سراپا ناز از هر رگ و پی نظمش می بارد و حلاوت کلامش چاشنی نوش لب شکرین شاهدان شیرین شمائل پیدا ر فکرش چمن جنت است که گلهای کس نچیده از آن می چیند و اندیشه اش چشمهٔ خلد است که جوی شیر از آن میریزد ذوق کلامش هم اثر شراب است اما نه شرابی که از رگ تاک بر آید و فروغ ضمیرش هم جلوهٔ آفتاب است اما نه آفتابی که بکسوت در آید طائر خیالش با نسر طائر هم پرواز است و همای فکرش بر ایوان کیوان سایه گستر و جلوه انداز بافته سیطرح

شاعری مناسبت تام دارد و براصناف سخن قدرت تمام و آنکہ بین الانام شہرت پذیر است کہ قصیدہ اش بہ از غزل است حرفیست مہمل بزعم فقیر غزلش بہ از قصیدہ است و قصیدہ اش بہ از غزل اگر گوئی کہ غزل از اشعار رنگین مملو است و قصیدہ از ان خالے زیادہ ازین چہ توان گفت کہ قباحت این تحقیق بہ نظارگیان دیوانش خالے و دخلۃ السر آنست کہ قدمارا مانند فصحاے متاخرین پیراہون خاطر و جا گزین دل نہ این بود کہ ہر شعر دلپذیر آید و ہر بیت خاطر نشین لہذا در کلام ایشان قصص الجمل واقع شدہ چہ در قصیدہ و چہ در غزل مع انہم اولون ولہو حسدون والا خاطر بجمیع فنون با متعذر للمتقدمین و للہ در من قال الفضل للمتاخرین پس بنا برین مقدما برین بزرگان دار وگیر زنہار سزا وار نیست و طعن و تعرض لائق نہ معہذا اشعار منتخب و منتخب ایشان باید نگریست کہ در چہ رتبت عالی و مکانت فخیم جلوۂ ظہور گرفتہ و یدل علی ذلک ما قال شرف الاصل فخر الاماثل قدوۃ المحققین مولانا محمد صدر الدین ادام اللہ تعالے ظلال العلی علی مفارق المستفیضین و حرسہ عن آفات یوم الدین المتخلص بہ آزردہ در تذکرۂ خود کہ با یجاز و اختصار تمام در حال ارباب النظم ریختہ نوشتہ است تحت ترجمہ میر تقی المتخلص بہ میر در شرح کلام وے حیث قال پستش اگرچہ اندک پست است اما بلندش بسیار بلند خلاف این سفینہ کیست خامہ لختی درین عرصہ بجولان آمد بہ کہ عطف عنان با صل مدعا سازیم مرزا از اقسام شاعری در مثنوی فکر معقول نداشت اما ریختہ بسیار گفتہ و بان شیوہ داشتہ و مضامین دلاویزی یافتہ بہ نوعش بنظر رسید و از ان انتخاب گردید

دامن صبا نہ چھو سکے جس شہسوار کا
پہونچے کب اس کو ہاتھ ہمارے غبار کا

دکھلائیے لیجا کے تجھے مصر کا بازار
لیکن نہیں خواہاں کوئی واں جنس گراں کا

ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل حباب کا
پانی بھی پھر پئیں تو مزا ہے شراب کا

اکڑوں گا ہاتھ سے جو نہ تو واعظ لیکے جام
ہوں میں ساغر کش کسی کی نرگس مخمور کا

زبان ہی شکر مین قاصر شکستہ بالی کے
کہ جس نے دل سے مٹایا خلش رہائی کا

چھیڑت باد بہاری کہ مین چون نکہت گل
پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤن گا

قطعہ
سودا قمار عشق مین شیرین سے کوہکن
بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا

کس منھ سے پھر تو آپ کو کہتا ہی عشق باز
ای روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

پرے رہ برق خار آشیان سے میرے کہتا ہون
اُڑے گا دھجیان ہو کر ترا دامن جہان اٹکا

بہنا پھر اپنی چشم کا دستور ہو گیا
دی تھی خدا نے آنکھ سو ناسور ہو گیا

بھٹکے پھرے ہی کب سے خدایا مری دعا
دروازہ کیا قبول کا معمور ہو گیا

سودا کو کہتے ہین کہ ہی اُس سے مصاحبت
کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا

اوروں کی نسبت ان دنون کچھ لگ چلا تھا ؟
دو چار چھیڑ لگیون مین بدستور ہو گیا

کر قطع ہاتھ پہلے تب فکر کر رفو کا
تا صبح جو یہ گریبان تو نے سیا تو پھر کیا

کچھ بن عجب معاش ہی سودا کی ان دنون
تو بھی ٹک اُس کو جا کے ستمگار دیکھنا

ق
نی حرف و نی حکایت و نی شعر و نے سخن
نی سیر باغ و نی گل و گلزار دیکھنا

خاموش اپنے کلبہ احزان مین روز و شب
تنہا پڑے ہوئے در و دیوار دیکھنا

یا جا کے اُس گلی مین جہان تھا ترا گذر
لے صبح تا بشام کئی بار دیکھنا

تسکین دل نہ اس مین بھی پائے تو بہر شغل
پڑھنا یہ شعر گر کبھی اشعار دیکھنا

کہتے تھے ہم نہ دیکھ سکین تجھ کو غیر پاس
پر جو خدا دکھائے سو لاچار دیکھنا

سب وا ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر
مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا

صحبتون کا ذکر و غیر کی مجھ سے اخفا
کونسی شب تھی کہ مین وان پس دیوار نہ تھا

اتنا ہی تو یوسف سے مشابہ کہ عدم کی
پردے مین چھپا اُس کی تئین تجھ کو نکالا

سودا جو ترا حال ہی ایسا تو نہین وہ
کیا جانیے تو نے اُسے کس آن مین دیکھا

یان پھر اس شرم سے عیسٰے نے گذارا نہ کیا
چشم خوبان کے جو بیمار کا چارا نہ کیا

اس قدر شیفتہ ہی شکل کا اپنی کہ سدا
ہاتھ مین آئنہ مشرق کو نظر آخر شب

یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گالی ہی پیام
کچھ بھی اے خانہ خراب اس دل کے سمجھانے کی طرح

ساقی گئی بہار رہی دل مین یہ ہوس
دل عشق کے شعلے سے جو بھڑکا تو رہا کیا
ای لالہ گو فلک نے دیے تجھکو چار داغ
سینے بھی پائے نہ لب سے ترے تو دشنام تمام
یکدست اگر زمانہ جہان نکلے لٹائے گل
ہی شرط دردیون کہ بجز جسکم عندلیب
قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام
بھری ہی دل مین ترے یان تلک محبت غیر
نہ زر نہ زور نہ طالع نہ تیرے دل مین رحم
عاشق تو نامراد ہی پر اس قدر کے ہم
کیا چاہیے تجھے سر انگشت پر حنا
تو نے سودا کے تئین قتل کیا کہتے ہین
کام ہی چشم کا نظارہ نہ بہنا شب روز
بوسہ ہنس کر نہ دیا اُس نے سوائے دشنام
کیفیت چشم اُس کی مجھے یاد ہی سودا
ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے مین
سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
کیا گلہ صیاد سے ہمکو یوہین گذری ہی عمر
کہتے ہی تو یہ زاہد کہ تجھکو دین تو نہین
ظاہر مین دیکھنے کا کچھ اسباب ہی نہین
جی تک تو دیکے لون کہ تو ہو کارگر کہین
ہوتی نہین ہی صبح نہ آتی ہی مجھکو نیند
ساقی ہی یک تبسم گل فرصت بہار

تو منتون سے جام دی اور مین کہون کہ بس
ای جان نکل جا کہ لگی متصل آتش
چھاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ
جنبش لب ہی سے اپنا تو کیا کام تمام
سر کو ہمارے خاک نہ دیوی چہ جای گل
کوئی کسی مزار پہ ہرگز نہ لائے گل
ذرہ بھی ہم تڑپنے نپائے کہ بس تمام
کہ چاہین مرے کینے کو مہر تو معلوم
جو چاہے تجھسے یہ دل کا مباسب سو معلوم
دل کو گنوا کے بیٹھ رہے صبر کرکے ہم
جس بیگنہ کے خون مین چاہین ڈبو لیان
یہ اگر سچ ہی تو ظالم اسے کیا کہتے ہین
آنکھ خالق نے رقیبون کو دی ناسور ہین
سو بھی یہ جب نہ ملا کوئی تو مجبور ہین
ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا مین
تڑپے ہی مرغ قبلہ نما آشیانے مین
اپنی تو نیند اُڑ گئی تیرے فسانے مین
اب اسیر دام ہین تب تھے گرفتار چمن
بجھا دے خم ہی مرے منہ سے چل نہین تو نہین
آئے مگر وہ خواب مین سو خواب ہی نہین
ای آہ کیا کرون نہین بکتا اثر کہین
جس کو پکارتا ہون سو کہتا ہی مر کہین
ظالم بھرے ہی جام تو جلد سے بھر کہین

کوئی جو پوچھتا ہو تو کس پر ہی دادخواہ
سخت مشکل ہی کہ ہر بات کنایہ سمجھو
لخت جگر آنکھون سے ہر آن نکلتے ہین
سونپون ہون جس کو منصفی رکھے ہی جرم میری سر
سن کے یہ کہتا ہی میرے نالۂ جان کاہ کو
اس کشمکش سے دام کے کیا کام تھا ہمین
احوال مرا کہہ کے مکرر کیا اُس کو
مقتل پہ مرے آکے انصاف لگا کرنے
جو طبیب اپنا تھا دل اُسکا کسی پہ زار ہی
اب تو مین چھوڑ ٹیکا نہین اُس کو ناصحا
پیغامبر نے دیر لگائی تو ہی ولے
مستی سے اُس نگاہ کی لے محتسب خبر
سودا کسی کو وہ تو ستاتے نہ بے سبب
مت پوچھ یہ کہ رات کٹے کیونکہ مجھ بغیر
سودا جہان مین آکے کوئی کچھ نہ لے گیا
یوسف مجھے کہہ بیٹھے زلیخا تو کہون کیا
انصاف کس کو سونپیے اپنا بجز خدا
ق ایک غماز نے اُس ترک پسر سے یہ کہا
سن کے بولا یہ کہو میری طرف سے اُسکو
دل لے کے ہمارا جو کوئی طالب جان ہی
عجب بیداد حسرت پہ مری صیاد کرتا ہی
عیان ہی شوق ملنے کا مرے نامے کے کاغذ سے
قاصد کو اپنے ظالم جو کچھ ہین دون نچا ہی

جون گل ہزار جا سے گریبان دریدہ ہون
ہی زبان میری بھی گفتار کرون یا نکرون
یا دل سے محبت کے ارمان نکلتے ہین
بسکہ ہوئی ہی تجھکو رہ خانہ بخانہ کو بکو
کیون نے مجھے ایسا بنایا کیا کہون اللہ کو
ای الفت چمن ترا خانہ خراب ہو
اغیار تو مجھے ہی ستے پر یار بہت تحفہ
تقصیر سے یان آگے تقدیر نظر آئی
مژدہ باد ای مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہی
ہوئی جو کچھ تھی قبلۂ حاجات ہو گئی
دھڑکے ہی دل کہ یہ نہ کہے رات ہو گئی
دنیا تمام بزم خرابات ہو گئی
کیا جانے کہ تجھ سے ہی کیا بات ہو گئی
اس گفتگو سے فائدہ پیارے گذر گئی
جاتا ہون ایک مین دل پر آرزو لیے
عاشق وہ ہوئی وان کہ جہان جا ادب ہی
منصف جو بولتے ہین سو تجھسے ڈرے مجھے
ہی جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتون ہی
باندھنا خون پہ کرانی نیا مضمون ہی
ہم بھی تو سمجھتے ہین کہ جی ہی تو جہان ہی
دکھاتا ہی مجھے اُس کو جیسے آزاد کرتا ہی
کہ جب کھولے ہی تو اُسکو تو وہ لپٹا ہی جاتا ہی
جیتا پھرے تو اُجرت وبدہ یہ خونبہا ہی

ترا عہد و مرا عجز تا کجا ظالم
گذرا ہی کس کی نعش پہ ظالم تو بجید
سودا چون شمع نہین گرمی بازار مجھے
ہی قسم تجھ کو فلک دے تو جہان تک چاہے
نہ ضرر کفر کو نی دین کا نقصان مجھ سے
تصور مین ترے کیسو صبا اُس لاؤبالی سے
ہزاروں نیش زن پاتا ہون مین یان کام مین اپنے
کیا ضد ہی مرے ساتھ خدا جانے وگرنہ
بے خوابی سے مرتا ہی شب ہجر مین سودا
مین بھی ہون ضعیف اسقدر اہی سو کہ وہ آب
بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے
قاتل ہماری نعش کی تشہیر ہی ضرور
کم بولنا ادا ہی ہر چند پر نہ اتنا
پیش از ظہور مرغ چمن خادمان عشق

ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہی
دامن کے ساتھ ساتھ ترے گرد بہر سو ہی
ہوون مین وہ جنس کہ آتش دے خرید لے مجھے
جلوۂ حسن اُسے حسرت دیدار مجھے
باعث دشمنی اُسے گبر و مسلمان مجھے
گلے آگ لگے ہین رو یا رات تصویر نہالی سے
ترے گھر سے تو ظالم خانۂ زنبور بہتر ہی
کافی ہی تسلی کو مرے ایک نظر بھی
اب کہنے کو افسانہ کوئی لوح گر آئے
گذرے مرے سر سے جو ترے تا کمر آئے
اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے
آئندہ تا کوئی نہ کسی سے وفا کرے
سی دیجائے چشم عاشق تو بھی و لب کھولے
ٹیتے تجھے رشتہ رگ گل دام کے لئے

سوز تخلص محمد میر نام لکھنوی در تیر اندازی دستگاہی داشت خط شفیعا و نستعلیق
زیبا می نگاشت بخواندن اشعار بطرز مطبوع مشہور جہان و کلامش از جادۂ
مستقیمہ بر کران اور است

اہل ایمان سوز کو کہتے ہین کافر ہو گیا
تڑپتی کیون ہی اے بلبل کمال اتنا تو پیدا کر
قاصد سے تو پوچھا تھا کہ بھیجا ہی تو کس کا
غیر سے مل کیونکہ ہم چشمون سے پھر ہوگے دو چار
قتل سے یہ بیگنہ راضی ہی اپنے اس لیے
کعبہ ہی کا اب قصد یہ گمراہ کرے گا

آہ یا رب راز دل اُن پر بھی ظاہر ہو گیا
کہ تیرا اشک جس جا گر پڑے گلزار ہو پیدا
وحشت سے اُسے یاد مرا نام نہ آیا
آئینہ تک منہ دکھانا تم کو مشکل ہوئیگا
ہاتھ مین ایک روز تو وان قاتل ہوئیگا
جو تم سے نہو ہوگا سو اللہ کرے گا

ہم اُس سے شب جو بگڑ گئی تو خفا ہو مجھکو رُلا دیا
ولے مین بھی کیا ہون کہ رونے مین بھی بنا یا منھ کہ ہنسا دیا

جن کے نامے ہوتے ہین تجھ تک
کاش مین اُن کا نامہ بر ہوتا

سوز کیون آیا عدم کو چھوڑ کر دنیا مین تو
وان تجھے کیا تھی کمی یان تجھکو کیا درکار تھا

یہ سب باتین ہین قاصد یار میرے گھر نہین آتا
نہ دیکھون جب تک آنکھون سے مجھے باور نہین آتا

رخصت جو دے تو مجھکو تو مین تیرے پانوںکا
بوسہ لون اس طرح کہ حنا کو نہو خبر

مین اگر قید حیا سے چھوٹون
ناصحا تیری بلا سے چھوٹون

الٰہی دل مین کسی دوست کے صفا نہ رہے
ہمارے عکس کی آئینہ مین بھی جا نہ رہے

کھینچ کر تیر مار بیٹھے بس
سوز ہے یا شکار ہے کیا ہے

لوگ کہتے ہین مجھے یہ شخص ہے عاشق کہین
عاشقی معلوم لیکن دل تو بے آرام ہے

اشک خون آنکھون مین آکر جم گئے
دور سے بھی دیکھنے سے ہم گئے

سر زانو پہ ہو اُسکے اور جان نکل جائے
مرنا تو مسلم ہے ارمان نکل جائے

منھ دیکھو آئینہ کا تری تاب لا سکے
خورشید سے پہلے آنکھ تو تجھسے ملا سکے

دامن تلک تو تیرے کہان دسترس مجھے
تیری گلی کی خاک بھی ہون تو ہے بس مجھے

سوزان تخلص مرزا احمد علی خان شوکت جنگ بن مرزا علیخان از بزرگ زادگان لکھنؤ است اوراست

فرقت مین اُسکی سوزان ناحق تو جان دے ہے
اُس بیوفا کو غم ہے مرنے سے کیا کسو کے

سہراب تخلص سہراب بیگ از سکنائے شاہ جہان آباد در فن رمل مہارت تمام دارد چندے اصلاح سخن از شاہ نصیر گرفتہ گاہ گاہ مے خورد از وست

نہ ہوئی کوئی شب وصل میسر ورنہ
دیکھتے شوق محبت سے مین کیا کیا کرتا

ہم آ گئے بتنگ زیست سے پر
اے خانہ خراب تو نہ آیا

تا عمر ہی تری چھوٹینگے ہم نہین
ہین سایہ وار ساتھ ترے گو ہم نہین

کسدن نہین خیال دہان و کمر مجھے
وہ روز کونسا ہے جو سیر عدم نہین

یہ عجب ہے کہ نہ تو بہر تماشا نکلے
ایک عالم ترے شیدا کا تماشائی ہے

سیادت تخلص میر مجاہد الدین از شاگردان میر نظام الدین ممنون است او راست

سنبل نسیم صبح پھرا مین تو ہر کہین | پر وہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہین

سید تخلص میر غلام رسول متخلص ہست از مشایخ مراد آباد او راست

خوبرویون سے کہ تو ملنے سے نہ باز آئیگا | یہ تو بدخو نہین جائیگی مگر جان کے ساتھ

سید تخلص میر قطب علی مشہور بہ قطب عالم از سکنائے سکندر آباد است
فی الجملہ کتب طب خوانده و در انجا بہ معالجہ مے پردازد او راست

جادو گری ہی شہر مین سید کا ریختہ | دیکھو سکندرہ سبھی بنگالہ بن گیا

سید تخلص میر غالب علیخان المخاطب بہ سید الشعرا سید یست جلیل النسب
سر گروه انشا پردازان دفتر شاہی بوده بخوش صحبتی مشہور دیر گاه است کہ
این جہان گذران را پدرود نمود تاریخ ایرمانشرا ئے کہ اکرام نام یکے از نقیبان
حضور والا بیرون دروازه لاہوری ساختہ بود و الحال از و نشانے باقی نماند
بسیار بہ لطافت و پاکیزگی گفتہ لللہ دره ع امشب کرمی کن بسرائے اکرام + او راست

نے غازه نہ گلگونہ ہو نے رنگ حنا تو | اے خون شده دل تو تو کسی کام نہ آیا
سبب کیا پوچھتے ہو مجھ سے میرے زار رونیکا | کسیکو کچھ مرض ہو مجھکو ہی آزار رونیکا
حبیب سے یہ عداوت اللہ رے کفر ایسی | چھٹتے جنازه اُسکا سب آ گئے تو نہ آیا
زلف و کاکل خط و خال ابرو چشم و گیسو | اِس دل زار کو کس کس نہ بلانے چاہا
نہ ہین گردون نہ سنگ آسیا ہم | وے رہتے ہین گردش مین سدا ہم
جب نہ تب شکل بتان اُسمین نظر آتی ہے | دل کو اللہ کا کس رو سے مکان کہتے ہین
یہ دھڑک دل کی جو ہی عشق مین کچھ اور ہی ہے | وه مرض اور ہی جسکو خفقان کہتے ہین
ہین اور ترک عشق یہ امکان ہی نہین | ناصح کی پند سننے کو یان کان ہی نہین
جدھر وه دور سے آ نکلے ہین لڑا جاتے ہین | تو ہم بھی کہین دل لگا جاتے ہین
یا بچھڑی بالین سے نہ آنکھو نہ جدا ہو | حالت مری اچھی نہین کیا جانیے کیا ہو
رشتۂ کفر و دین اک تار سے ہے | کہ سبحہ منعقد زنار سے ہے

تیغ قاتل کی مرے تن ہی نے لذت جانی ‌ ‌ ‌ کہ بھر آئے ہی ہر زخم کے منھ میں پانی
ابرو کے اشارے ترے لڑتے ہیں سبھی سے ‌ ‌ ‌ تلوار ابھی بزم میں چلتی ہو کسی سے

حرف الشین المعجمہ

شاد تخلص الہ یار بیگ نام کیانی نسب است از تلامذۂ غلام ہمدانی مصحفی اور است

اگر چاک سینے کا طلسم وا کریں ‌ ‌ ‌ تو ہنگامۂ حشر برپا کریں
گلعذاروں کی بیوفائی کا ‌ ‌ ‌ داغ دل پر مرے نشانی ہو

شاد تخلص یکے از برہمنان سکندرآباد است از فکرت اوست

اُس رنگ حنائی کا پڑا جس زمیں پر عکس ‌ ‌ ‌ چنپا کے پھول اُگتے ہیں واں نیچے پائیں

شاد تخلص متوطن بڈھانہ بودہ نامش معلوم نیست پر کلام ہم رفتۂ اوست

پاوے جو کہیں دل کی مرے تک خبر آتش ‌ ‌ ‌ پھر شاخ سے لو اگرے انگارہ ہو آتش
خون ٹپکے تھا آنکھوں سے لگے جھڑنے شرر بھی ‌ ‌ ‌ کامل ہوئے فن اپنے میں یہ دیدۂ تر بھی

شاد تخلص میر احمد حسین بزرگانش در عہد سلطان شمس الدین التمش از حجاز
بہند آمدہ بودند وے بالفعل در شکوہ آباد سکونت دارد از وست

لب ہلاؤ کبھی بس ایسی بھی رعنائی کیا ‌ ‌ ‌ کام آئیگی قیامت کو مسیحائی کیا

شاداب تخلص خوش وقت رائے نام از چاندپور است و از تلامذۂ قائم بودہ اور است

جب تلک ہو کام مژگاں سے تو ابرو مت ہلا ‌ ‌ ‌ تیر کے ہوتے کوئی کھینچے بھی ہو تلوار کو

شادان تخلص میر رجب علی نام از تلامذۂ بھورے خان آشفتہ تخلص است درویش از وست

دل نہ دیجے آہ شادان طفل ابتر کو کبھی ‌ ‌ ‌ یاد ہے نکتہ مجھے یہ حضرت استاد سے

شاکر تخلص شاہ شاکر علی از اہالی دہلی مردیست متقی درویشی است صاحبدل از وست

اسکی آنکھوں نے تو اک خلق کو بیمار کیا ‌ ‌ ‌ زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا

شاکر تخلص محمد شاکر جز اینکہ از شاگردان محمد علی حشمت است زیادہ
بر روداداش وقوف نشد از وست

کیا پوچھے ہے حال بلبلون کا / جو اُن پر گذرنی ہے گذرے
گلچین نے تجھے کیا تری بلا سے / گل توڑ کے تو تو گو دیکھے ق

شاہ تخلص شاہ سعد اللہ صاحب لے است درویش خستہ جانی است جگر ریش از وست

وابستہ ہے تجھ سے اپنی یان زیست / جب تو ہی نہین تو پھر کہان زیست
لکھی ہے اسقدر آنکھون نہین خوبصورت یار / کر رہ گیا نظر آنے سے خوب و زشت مجھے

شائق تخلص محمد ہاشم نام شاگرد میر عزت اللہ عشق بودہ بشغل خیاطے نان و جامہ بکسب میرسانید او میگوید

سراپا اُس پریرو مین لطافت ہے صفائی ہے / تصدق ہان ہم اُسکے جسنے یہ صورت بنائی ہے
موسم گل کی خبر سنتے ہی بس آنیکی / ہو گئی اور ہی صورت ترے دیوانے کی

شائق تخلص میر حاجی شاگرد میر ہدایت علی کیفی تخلص تخلصی است باوصاف نیک موصوف و بحامد پسندیدہ معروف در فن موسیقی کامل عیار بودہ از وست

نہ پوچھو یان کی آسائش کہ ہم اس بحر ہستی مین / حباب آسا کوئی دم کے یہان مہمان بیٹھے ہین
اُس سنگدل کے دلمین ذرا بھی نہ راہ کی / تاثیر ہمنے دیکھ لی بس اپنی آہ کی

شائق تخلص پیر محمد نام اولا شاگرد ہاشمی نام شاعرے بودہ آخر زانوی ادب بخدمت جرأت تہ کردہ او راست

تماشا دیکھ کر جراح کے مرہم لگانیکا / ہمارے زخم ٹانکے توڑ کر کھل کھل کے ہنستے ہین

شائق تخلص محمد نذیر الدین حسن ابن شاہ غلام محی الدین رومی سرہندی از شیخ زادگان بریلی است از وست

چین اس دل کو نہ اک آن ترے بن آیا / دن گیا رات ہوئی رات گئی دن آیا

شرف تخلص مرزا شرف الدین بیگ نام از سکنائے لکھنو بودہ او راست

مژگان اُسکے برچھی ہین یا خنجر ہین یا بھالے ہین / سینہ سپر یان ہم بھی ہین سب آئے دیکھے بھالے ہین

شرف شیخ شرف الدین در مقامیکہ شہرہ لقدم شریف است خانہ داشت دارو غگی کروڑ ہوئی متعلق بود بیشتر بفکر مراثی و مناقب می پرداخت از وست

اب دن پھرے ہمارے یہ ہم پر عیان ہوا	وہ مہ جبین جرأت کو پھر مہربان ہوا

شرف تخلص میر محمدی فرزند سید جعفر خان که صوبه دار مرشدآباد بوده از وست

پلک صفائی قلب بس ہے بہر تسخیر جہان	خاتم دست سلیمان ہے نگین آئینہ

شریف تخلص مرزا شریف بیگ از دودمان شریف است تخلص ظریف حریف اوست

شریف رونے پہ آجائین گریہ دیدۂ تر	تو ابر و بحر رہے پھر گھٹا برسنے کی

شرافت تخلص مرزا اشرف علی نبیرۂ میر مشرف که از امرائے مشهور است
ساکن لکھنؤ شاگرد ممنون او راست

چمک کے برق نے کی دل پہ شعلہ باری رات	نظر مین پھر گئی دامن کی وہ کناری رات
ضد ہے تجھے صید افگنی کی جب صنم چڑھ جائے ہے	سیل خون صید تا بام حرم چڑھ جائے ہے

شرر تخلص مرزا جعفر کہین برادر حکیم مرزا محمد المتخلص بعشق از مردم دہلی است
بمحمدآباد رفته عازم بہشت گشت یعنی ازین دار فنا رخت سفر بربست او راست

ای عشق جگر سوز شرر کی تجھے سوگند	ایک شعلۂ جانسوز کہ مشتاق فنا ہون

شررت تخلص مرزا صادق شخصی بوده که ترک دنیا نموده او راست

گئے دو کون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

شرر تخلص مرزا ابراہیم بیگ شاگرد نوازش حسین خان نوازش از وست

جھوٹی ہی محبت تم یان کسکو جتاتے ہو	تقریر مین لکنت ہے کیون باتین بناتے ہو
شربت کے سے گھونٹ اب تو پیتے ہو شرر ہر دم	یون اتنی شکرین لب کی اب گالیان کھاتے ہو
سامعین کا نہ فقط سننے سے دم رکتا ہے	سرگذشت اپنی جو لکھین تو قلم رکتا ہے

شکوری تخلص یکے از مردم جوالاپور است و از دورۂ سابقین او راست

پھرتا رہے ہے چار پہر مضطر آفتاب	روشن ہے یہ کہ محو ہوا تجھ پر آفتاب

شعلہ تخلص امرناتھ نام اصلش از کشمیر و مولد و منشا روے لکھنؤ است
طبع خوشے دارد از وست

جان دی شعلے نے حسن سبز سے پرہیز کر
حق میں اس بیمار کے پرہیز کرنا سم ہوا

تھے نہ سیماب ہوس قد طلا زر گرے ہم
کیا سمجھ کر چرخ نے اسکو ملایا خاک میں

جلوہ گلزار ابراہیم آتا ہی نظر
اے بہار حسن تیرے رشتے آتش ناک میں

غم اسیرون کی بھی کچھ ہی اے دل مال زخم کا
باغبان پھول ایکدن رکھدے قفس کے جالمین

رخ محبوب کو وہ دیکھتے ہین عین بینت مین
کوئی خدمت نہین دنیا مین خوب آئینہ داری سے

غبار راہ ہین پر ای ہواے عالم بالا
فلک پر ایکدن پہنچین گے ہم بھی خاکساری سے

شفا تخلص حکیم یار علے بن اسرائیل از خیالات اوست

چون ڈاک کے دینے سے دونا لگے ہی یاقوت
چمکا ہی رنگ پان سے جوہر ترے لبون کا

شفیع تخلص محمد شفیع نام از پیشینان است از فکرت اوست ۔

پیام جب یاد تیری بات آتی ہی ہمین
نیند کافر ہون جو ساری رات آتی ہی ہمین

شفیق تخلص مظہر علیخان از شاگردان ثناء اللہ خان فراق است از وست

آیا نہین چمن مین مرا گلعذار حیف
جاتی چلی بہار ہی لو ہاے ہزار حیف

شکوہ تخلص محمد رضا لکھنوی کشتہ منت اصلاح مرزا قتیل است از وست

اگر چہ سے کہتے ہو پھر بھی آؤن گا
ہی یہ انکار مین سمجھتا ہون

نہ اس کا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دلکو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

تھوڑی بھی نیک و بد کی گروہ تمیز رکھے
کافر ہو پھر جو اس سے دل کو عزیز رکھے

شکوہ تخلص میر شکوہ علی ساکن [illegible] زیادہ برین حالش معلوم نگشت از وست

نہ دم مین دم ہی نہ اب نم رہا ہی آنکھون مین
کبھی جو روتے تھے خون جم رہا ہی آنکھون مین

شکیبا تخلص شیخ غلام حسین دہلوی شاگرد میر تقی میر بزمرۂ شعراے پایہ تخت حضور والا محسوب بود بیت اول او بغایت دلپذیر فقیر ست

نیم بسمل اسنے گر چھوڑا شکیبا غم نہین
پر یہ غم ہی اعتبار دست قاتل اٹھ گیا

چپکا ہون مین طبیب یہ امکان ہی نہین
تو نبض دیکھتا ہی یہان جان ہی نہین

تیری جبین جبین ہی موج طوفان
اسی سے ہم کنارے ہو رہے ہین

نہ پوچھو ماجرا ہجران کی شب کا سخت آفت ہے
مہ تابان بھی میرے سر پر خورشید قیامت ہے

شکر تخلص رادہا کشن کایت از مرادآباد است اوراست —

دیکھ تو اے چشم سیل اشک طغیانی میں ہے
گھر سنبھال اپنا کہ دیوار مژہ پانی میں ہے

شگفتہ تخلص مرزا بیدار بخت بہادر عرف مرزا حاجی خلف الرشید مرشدزادۂ آفاق مرزا جوان بخت جہاندار شاہ مرحوم است بمعیت پدر بزرگوار خویش بجانب بلاد مشرق رفتہ ہوائے بنارس باطبع ایشان سازگاری کردہ از آہنگ بازگشت باز داشت ازوست

مشکل ہے میری اسکی ہو صحبت برار آہ
میں جلد باز ہوں وہ تغافل شعار ہے

شگفتہ تخلص مرزا سیف علی خلف الصدق شجاع الدولہ بہادر مغفور است فکرش بسعی کاظم بیگ جوان تہذیب یافتہ جوان صاحب مروت و اخلاق بودہ از خیالات اوست

آنکھیں چرا کے شب وہ بہانے سے اٹھ گیا
حرف مروت آہ زمانے سے اٹھ گیا
خم ناز ترا بس مری نظر میں رہا
تمام عمر ہی بیٹھا میں رہگذر میں رہا
بوسہ لیتے ہوئے ہم دیکھو ادب کرتے ہیں
گالیاں دیتے ہیں یہ آپ غضب کرتے ہیں
غم نہ کھا اے دل اگر شب زلف کی تاریک ہے
پاس ہے رخ اسکا یعنی صبح بھی نزدیک ہے

شگفتہ تخلص بدھ سنگھ از خدادان است مشورت سخن با ظہور ریحان آشفتہ کردہ ازوست

پروانہ وار جل کر گو خاک ہوگئے ہم
پر شمع رو نہ چھوٹا اپنی شرارتوں سے

شوق تخلص شیخ الہی بخش اکبرآبادی کاتب تقدیر منصب نامہ نگار سرکار مرزا مظفر بخت بہادر خلف مرزا جوان بخت بہ بخت وے نوشتہ گویند دیوان ریختہ و فارسی فراہم آوردہ کتابے تصنیف کردہ است مسمی بقوانین السلطنت ہنگامیکہ کشمکش شوق بہ تختگاہ جہان آباد میسر شد بسمع رسید آوردہ پیشکش شاہ میکند وفاتش در سنہ ۱۲۴۱ھ اتفاق کردہ از تراوش رگ کلک اوست

سیکھے جو رنگ اس مژۂ اشکبار کا
دل جلتوں سے آپ ہوا ابر بہار کا

اس خاکسار کو کوئی کیونکر اُٹھا سکے ‎ | ‎ جون نقش پا جہان کہ یہ بیٹھا وہین رہا

شوق تخلص جواہر بیگ لکھنوی از شاگردان مصحفی است فن لغز و معما میدانست به مشہد مقدس رفتہ اوراست

جھہ بن قلق سے بستر غم پر تمام رات ‎ | ‎ تڑپا کیا مرا دل مضطر تمام رات
ہمارا حال زار اے شوق وہ آکر اگر دیکھے ‎ | ‎ یہ کیا ممکن ہی جو آنسو نہ چشم یار سے ٹپکے

شوق تخلص مولوی قدرت اللہ نامش در جرگہ فضلا ثبت است از باشندگان قصبہ موی بودہ این شعر از و بنظر آمد و ثبت شد

ای خدا یون بھی کبھی تیری خدائی ہوگی ‎ | ‎ کہ مجھے اسکی جدائی سے جدائی ہوگی

شوق تخلص یکے از ساکنان جہان آباد و شاگردان سودا است از وست ـ

دامن کو تیرے خون نہ ہیے ین بھرے ہوے ‎ | ‎ چھوٹے نہ اپنا عشق تو قاتل مرے ہوے

شوق تخلص حسن خان از افاغنہ و از تلامذہ سراج الدین علیخان آرزو ست از وست

دکھا دیدار اے پیارے کہ مین فرقت سے درگذرا ‎ | ‎ مرا فرد اے مشتاق ہی مین کل سے در گذرا
مدت سے یہ بحث در میان ہی ‎ | ‎ پر علم نہین کہ کہان ہی

شوق تخلص بھوگے لعل نام از فکرت اوست

کہین مرقد پہ آنکلا بت ایمان شکن میرا ‎ | ‎ گلے مین ہو گیا زنار ہر تار کفن میرا
کہین وہ شوخ بھی آجائے لڑکون مین تماشے کو ‎ | ‎ مبارک جب مجھے اے شوق ہو دیوانہ پن میرا

شوق تخلص روشن لال در علم موسیقی و ستار نوازی علم استادی می افراشت اوراست

گردش چشم دکھاتا نہ گل اندام کہین ‎ | ‎ ورنہ ٹوٹے کی صراحی کہین اور جام کہین
عقدہ دل نہ کھلا ناخن تدبیر کے ساتھ ‎ | ‎ آخرش کام پڑا پنجہ تقدیر کے ساتھ

شوق تخلص محمد بخش نام حالش کماہی معلوم نشد اوراست

اے شوق اچھا لے ہی وہ شیشے کو تیشے مین ‎ | ‎ منظور کسی کی تو اُسے دل شکنی ہی

شوق تخلص غلام رسول از جہان آباد یاست بدولت حفظ کلام اللہ تن را از آفات فاقہ نگہدارد و امامت مسجدیکہ بصحن خانہ عزیز آبادی است حضرت

ولی عهد بهادر بره مسلم داشته اند و تعلیم اطفال نیز مے کند نسبت شاگردی بشاه نصیر دارد اکثر کلامش بطرز استاد خود است ازین سبب بسزاوار تردید یک شعر درین رساله ثبت افتاد

لکھا ہوا تھا یہ اُس مہ جبین کے پردہ پر ۔ نہین ہے کوئی اب ایسا زمین کے پردہ پر

شوکت تخلص منیف علی خلف میر رستم علی از مردم بجنور است فن نظم را از علی عشرت بریلوی گرفته نقل کرده اند که وے را در بنارس با شخصے از اهل فرنگ مخالطت فراوان رو داده بتطمیع و تحریص وے العیاذ بالله ترک اسلام گفته بروش نصارے بر آمده اکنون در میرٹھ بتعلیم اطفال قسیسی ازین طائفه بسر می برد و منیف مسیح نام کرده است این ابیات ازان متبع مسیح دجال است

کاٹ سے ہے جدا بروے ستمگار مین ۔ ہے یہ برش کب کسی تلوار مین
مجھ مین اور ابرو مین ہے معرکہ آرائی آج ۔ سرخ رو رکھیو تو اے دیدۂ خونبار مجھے

شور تخلص مرزا محمود بیگ عرف مجھو بیگ ایرانی نژاد است و مولدش این بلده که چندے سوار در معرکه کارزار کارش با تمام رسید مردی سپاهی پیشه و درست اندیشه بوده اورا است

ایک آہ سرد بھرنا اور دل کو تھام لینا ۔ ہوتا ہی گا ہے گاہے یون تیرا نام لینا
وہ قتل کو ہمارے ارشاد کر رہے ہین ۔ یان کلمۂ شهادت ہم یاد کر رہے ہین
غضب آنکھین ستم ابرو عجب منھ کی صفائی ہے ۔ خدا نے اپنے ہاتھون سے تری صورت بنائی ہے

شورش تخلص غلام احمد نام فرزند محمد اکبر قباله نویس جوان شوریده مزاج است گاه گاه به نظم اشعار می پردازد و از مومن خان استفاده مے سازد و بادائی طریق آشنائی می سپرد این اشعار از و نگارش یافت

نامہ جو بھیجا لایا ہے قاصد تو صنم کا ۔ ایسا ان لکھو نا کسی مایوس کرم کا
کیا جانے عدو خون جگر پینے کی لذت ۔ شورش سے ذرا پوچھیے تم آب الم کا
لکھو رکھیگا مجھکو میرا دیدۂ تر ایک دن ۔ شمع سان گھل جائیگا یہ جسم لاغر ایکدن
کیا قیامت ہے کہ روز حشر ہے ہر روز ہجر ۔ تھا قیامت کے لیے یارب مقرر ایکدن

جب وہ بخواب غم دوری اغیار سے ہو — شکوہ پھر کیون نہ مجھے طالع بیدار سے ہو

چشم عاشق سے جو دریا کو کوئی دے تشبیہ — بس وہین رونیکا ہوجائے بہانا مجھکو

ہمدم شب ہجران مین اجل بھی تو نہین ہے — حال اپنا کہین کیا در و دیوار کے آگے

تا خواب مین بھی جلوہ فرما اُسکے ہو تو — ہم کوچۂ اغیار مین فریاد کرینگے

شورش تخلص میر غلام حسین از ارباب عظیم آباد است اصلاح سخن از میر باقر حزین گرفتہ گویند کہ رنگک تذکرہ موزونان ریختہ ریختہ است وفاتش در ۱۱۹۵ نوشتہ اند اورا است

رقیب گرچہ بہت بر خلاف ہی شورش — ہوا کرے ہمین ہی یار اپنے کام سے کام

شہرت یکی از شاگردان جرأت است اورا است +

دل ڈھونڈتے ہو پاس کرے دل کہان ہے — اک شعلۂ آتش ہے کہ پہلو مین نہان ہے

شہرت تخلص امیر بخش نام پسر علیسی خان ہمراہ پدر بدکن رفتہ بذریعۂ شاعری ملازم سرکار دیوان چند ولعل گشت وصلہ ہا یافت د نوجوان مرد کسب فنون نظمیہ از شاہ اللہ خان فراق کردہ اورا است

حیرت پڑی ٹپکتی ہے شمع مزار سے — آئینہ کو جلا دو ہمارے غبار سے

شہامت تخلص شاہ شہامت علی یکی از درویشان بلاد شرقیہ بودہ اورا است +

یاد حق گر نہ ہو دل مین تو ہو قالب نفس شوم — بوم ہو جاتا ہے وارث خانۂ ویران کا

شہید تخلص شاعرے از معاصرین میر دلسوز است اورا است

گئے برباد اپنے نالۂ و فریاد با قسمت — بہار آخر ہوئی تب ہم ہوے آزاد با قسمت

شہید آخر مقدر تھا ہمین حسرت مین جی دینا — ہمارے سر پہ آکر پھر گیا جلاد با قسمت

شہیدی تخلص کرامت علی نام باشندۂ لکھنؤ طبع خوشے دارد و در عروض دستگاہی معقول و در حساب مکاشفے مقبول در بلاد پنجاب و گجرات بیشتر بسر بردہ گاہ گاہ بدہلی وارد شدہ ہنگام ورود دہلی بار اقم آثم بارہا برخوردہ مرد بے تکلف دوارستہ مزاج و وسیع المشرب است آزادانہ میزید اورا است

قدر سب چاہنے والون کی تری دیکھ چکے
خوار رہتا ہے پرانا تو پشیمان نیا

گر کچھ مزا ملا تو شہیدی اُسی کے ہاتھ
خنجر تو یون گلے پہ مرے بار ہا پھرا

کیا تو نے سنا کرتے تھے ہم جادو ہے اک شی
آنکھون سے تری نرگس فتان نے دکھایا

عام ہین اُسکے تو الطاف شہیدی سب پر
تجھسے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

ہم نہ پہونچے اپنے مطلب کو نہ پہونچے پر خدا
یہ نہ سنو اسلئے کہ مطلب غیر کا حاصل ہوا

جلد انصاف چکا خلق کا لے داور حشر
پھر قیامت ہے جو وہ شوخ ستمگر آیا

نام مرنے کا سنے سے جسے غش آتا ہے
وہ شہیدی کے جنازے پہ مقرر آیا

وعدہ شام ہے کی سینے عیش جاگ کے صبح
وہ اُسی وقت نہ آتے اگر آنا ہوتا +

ظالم کبھی تو بام پہ آجا کہ آسمان تلک
بہلائے جی کوئی در و دیوار دیکھکر

شہیدی مین تو کیا ہون لیکے بوسہ سنگ اسود کا
کیا خوش ہو اُس بت نے خدا کو ایک بوسہ مین

دے لکے جاتے کا شہیدی حادثہ ایسا نہین
کچھ نہ روئے آہ اگر ہم عمر بھر رویا کیے

شہید تخلص جزا بیگ ساکن مرادآباد است بہ دیگر روداوش وقوف نشد اور است

کرتے ہو کیون شتاب تم در سے مجھے اُٹھا کے
کیا میرے بیٹھنے کا خاطر پہ بار گذرا

شیدا تخلص خواجہ بہنگا اصلش از کشمیر و وے بفن علاقہ بندے علاقہ
داشتہ از تلامذہ میر محمدی بیدار است اوراست

چاہین مشتاقون کی لب تک آئیان
بے ظالم تیری بے پروائیان

جھکا کان مین باتون کے بہانے لیا بوسہ
دیوانہ ہون شیدا مین بڑا کام کیا ہے

شیدا تخلص نواب معین الدین خان نبیرہ نواب غازی الدین خان مرحوم
متخلص بہ نظام کہ جلائل مآثر ایشان مقرع سمع خاص و عام است بجائے
سکونت وارد گاہ گاہ جہان آباد میرسد لختے از ابیاتش بکف آمدہ بود
بعد انتخاب ثبت گشت

اتنا نازک ہے مزاج اے بت قاتل تیرا
کہ تڑپتا نہین دل کھول کے بسمل تیرا

بیٹھا رہتا ہے جو زانو پہ جھکائے شیدا
پانون سے کس کے سر لیا ہے یہ ہا ہل پڑا

جواب زبانی بھی اُس کا نہ آیا + | دیے میں نے ہی خط تجھے سب نے لاکر
شمع تک ٹھنڈی اُٹھی بزم سے اُسکی پہ ہم | اُٹھے تو جل کے اُٹھے بیٹھے تو جل کر بیٹھے

شیفتہ تخلص شاعری از پیشینیان است او راست +

عید کے دن بھی نہ دیکھا اُس ہلال ابرو کو آہ | چاند دیکھا ہم نے لیکن منہ نہ دیکھا چاند سا

شیفتہ تخلص حافظ عبد الصمد از خاندان اہل علم است و وے سپاہی وضع بوده فن نظم از جھولے خان آشفتہ آموختہ او راست

بے سبب کاکل مشکیں کو پریشاں نہ کیا تھا | منہ چھپانا تھا اگر تو یہ بہانہ کیسا تھا

شیفتہ تخلص راقم آثم است از کم وزنیہائے خود است کہ بزمرۂ موزونان بشمار آید اما بامید کرم ارباب کرم کہ عیب را ہنر پندارند و خطا را صواب انگارند نبذے از گفتار خویشتن کہ ناخوبتر چون کردار است سامع خراشی میکند

شنیدم کہ در روز امید و بیم | بدان را بہ نیکان ببخشد کریم
تو ہم از بدے بینی اندر سخن | بخلق جہان آفرین کار کن

پیش از عرض افکار قدرے از گذارش کیفیت خود می نماید کہ فقیر از آوان صبا باین شغل منوط بوده اکثرے عمر گرامی را رایگان داد چون رابطہ باین فن از دیگر اشغال عالیہ و فنون شریفہ بازمے دارد اکنون دیرگاه است کہ سر وکارم نیست مگر تحریکات مخلصان گاہے از واردات جدیده اتفاق مے افتد و آنہم بعد سالے نہ کہ ماہے و چنانکہ پاس ہجوم ولہ مشتاقان ریختہ وقتے بغور و فکر ریختہ مضطر مے کند ہمچنان رعایت جوشش شوق آرزومندان پارسے گاه عنان دل بپارسے مے کشد و در مراتب سخن اگرچہ ادائے خاص با من است اما طبع با ہر روش چنان مناسب افتاده کہ بہر شیوه سخن میکنم کہ ہانا طرز خاص من است و این سخن را اگر مجموعۂ نظم و نثر من بینی مسلم میداری و ہر انچہ در قدسی کہ شانہ بخشش من داشتند از دست ساقی مصطبۂ سخن مومن خان بکاسہ ام ریختند و این چند بیت از خیالات پریشان خود

کہ جمعیت دیوان گرفتہ عرضہ می ہد

کوئی بیجان جہان مین نہین جیتا لیکن — تیرے رنجور کو جیتے ہوے بیجان دیکھا
تنے کیا جانیے کس ذوق سے وہی جان دم قتل — کہ بہت اُس نے ستمگر کو پشیمان دیکھا
ایک نالے مین ستم ہائے فلک سے چھوٹے — جس کو دشوار سمجھتے تھے سو آسان دیکھا
کیا ہووے شام روز جزا ڈہب نجات کا — باقی ہے انتقام ابھی عشرت کی رات کا
کہتی ہین جان جانتے ہین بیوفا مجھے — کیا اعتبار ہے اُنھین دشمن کی بات کا
اے مرگ آکہ میری بھی رہ جائے آبرو — رکھا ہے اُس نے سوگ عدو کی وفات کا
اُس سے مین شکوہ کی جا شکر ستم کر آیا — کیا کرون تھا مرے دل مین سو زبان پہ آیا
قبر سے اُٹھ کے یہی دھیان مکرر آیا — وہ تو آئے نہین مین آپ مین کیونکر آیا
اے اجل نیم نگہی کی تو مجھے مہلت دے — اہل ماتم مین یہ چرچا ہے کہ دلبر آیا
دو دیا ہاے مجھے لذت آزار نے چین — دل ہوا رنج سے خالی بھی تو جی بھر آیا
شوق مردن تو ہجر پر جلنے سے بن آئیگی — شگفتہ صند پہ جو وہ اپنی ستمگر آیا
ہے خراش ناخن غم مین بھی کیا بالیدگی — جو ہلال غرہ تھا سو ماہ کامل ہو گیا
ہاتھ اٹھایا اُسنے قتل بیگنہ سے میرے — طالع اغیار سے جلاد عادل ہو گیا
شعلہ رو یار شعلہ رنگ شراب — کام یان کیا ہے دامن تر کا
نقش تسخیر غیر کو اُس نے — خون لیا تو مرے کبوتر کا
میری ناکامی سے فلک کو حصول — کام ہے یہ اُسی ستمگر کا
کیا دون جواب داور روز شمار کا — ہے اب تلک خیال اُسی غفلت شعار کا
گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے — دیکھا اثر یہ نالۂ بے اختیار کا
کب طالع خفتہ نے دیا خواب مین آنے — وعدہ بھی کیا وہ کہ وفا ہو نہین سکتا
ایسے جفاے یار مین پائے مزے کہ بس — منکر ہی ہو گیا مین عذاب الیم کا
کس کہ آغاز محبت مین ہوا کام اپنا — پوچھتے ہین ملک الموت سے انجام اپنا
ذکر عشاق سے اتنی ہے جو نفرت اُسکو — آپ عاشق ہے مگر وہ بت خود کام اپنا

کیون نہووے تپش دل سے مجھے خواہش مرگ
تاب ہو سکی ہے کسے دین بھی وہ اب شیفتہ گر
آپ جو مشتے رہے ہے شب بزم مین +
غیر سے ہی کہتا ہین گے اب شیفتہ
یاس سے آنکھ بھی جھپکی تو توقع سے کھلی
شب ہجران نے کہا قصہ گیسوے دراز
کب ہمین حاجت پہ پیسنر پڑی
خوبی بخت کہ پیمان عدو
کس لیے لطف کی باتین ہین پھر
پروانہ بنا ہے جلانے کو وفادار
پروانہ وار جلنا دستور ہے ہمارا
یان سبک حرف ملامت وہان گران عرض نیاز
ہائے اُس برق جہان سوز پہ آنا دل کا
ہے ترا سلسلۂ زلف بھی کھلنا دل بند
دیکھتے ہم بھی کہ آرام سے سوتے کیونکر
سحر حسن سے سب جن و بشر ہین تسخیر
کسی بیتاب کو دیکھا کہ ہوا گرم عنان
لکھنا تھا غم ناکامی عشق
بے پردہ وہ آئے مجھے کس طرح ہووے
شوق نگہ گل ہوش آ گیا تھا دیکھ گل پھر غش ہوا
کیا کہین گے گر ستم دیکھے کہ اک بیداد تر
میرے آنے سے تم اٹھ جاتے ہو
کیا بن گیا ہون صورت دیوار دیکھنا

سب کو دنیا مین پسند آئے ہے آرام اپنا
کر چکی کام یہان لذت دشنام اپنا
جان کو دشمن کی مین رو یا کیا
کچھ تو ہے جو یار نے ایسا کیا
صبح تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا
شیفتہ تو بھی دل زار نے سونے نہ دیا
غم نہ کھایا تھا کہ ستم یاد آیا
اُس کو ہنگام قسم یاد آیا
کیا کوئی اور ستم یاد آیا
محفل مین کوئی شمع بدل جائے تو اچھا
اُس شمع رو پہ مرنا مشہور ہے ہمارا
سخت جان ہم کب نہ تھے اور نازنین تو کب نہ تھا
سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلنا دل کا
وہ الجھنے سے پہلے بھی مشکل تھا چھٹنا دل کا
نہ سُنا تم نے کبھی ہائے فسانہ دل کا
ہے مرے بلقیس کو دعواے سلیمانی کا
کچھ نیا ڈھب ہے ترے رنجش کے جتلانے کا
جواب نامہ سے لے مدعا کیا
اے شیفتہ ہنگامۂ محشر کی شکایت
یاد آئی مجھکو اُس چاک گریبان کی بہار
شیفتہ عاشق ہوئے وہ شوق میرا دیکھکر
بزم دشمن مین نہ آؤن کیونکر +
صورت کسی کی مین سر دیوار دیکھکر

کہتا تھا وقت نزع کے ہر اک سے شیفتہ
یہ ناخن و خراش مین بگڑی ہی کہ کیا کہون
صبح شب فراق کیا لطف مرگ نے
بیر ستم نہین جرم وفا قابل بخشش
لکھتا ہون زبس آرزوے قتل مین نامے
رہجائے کیون نہ ہجر مین جان آکے لب تلک
کہتے ہین بیوفا مجھے مین نے جو یہ کہا
ایسے کریم ہم ہین کہ دیتے ہین بے طلب
بیان عجز سے لیے رہا ہے بنوان ناز دلفریب
صبر پروانے کا تجھ پہ نہ پڑے ڈرتا ہون
تنگ اتنا نکرا ے شوق ہم آغوش کہ وہ
ہنگام غش جو غیر کو اُس نے سنگھائے گل
ازبسکہ دیکھ جلوہ ترا خجل گئی بہار
خوش ہون وگہائے لائیگا اُسکو کہ غیر نے
کب ہوے خار راہ غیر بھلا
نعش پر تو حنا لگے واسطے آ
افغان چرخ رس کی لپٹ نے جلا دیا
ہین جان بلب کسی کے اشارت کی دیر ہے
ہم زندہ اور غیر پہ بیداد جلد آ
کیا جانتے تھے صبح وہ محشر قد آئیگا
اے جوش رشک سب عدو ابتو مت اُٹھا
کم التفاتیون کا ہے وہم اہل بزم کو
آنکھون سے یون اشارہ دشمن نہ کیجیے

دینا کسی کو دل تو وفا دار دیکھکر
اکدم ہوا جو عقدۂ بند قبا سے ربط
کیا دیر مین ہوا ہمین زود آشنا سے ربط
محروم ہین کس واسطے تعزیر کے مشتاق
ہین میرے کبوتر بھی ترے تیر کے مشتاق
ہے آرزوے بوسہ پیغام اب تلک
مرتے رہینگے تم ہی پہ جیتے ہین جب تلک
پہونچا دو یہ پیام اجل جان طلب تلک
شکر بچارہا گاہ بے سبب تلک
ماہرو شمع کو ہرگز نہ جلانا شب وصل
ڈھونڈتے ہین جلے جانیکو بہانا شب وصل
جنت مین لیچلی مری جان کو ہوائے گل
شعلہ اُٹھے زمین چمن سے بجائے گل
بستر پہ میرے کانٹون کے بدلے بچھائے گل
کیون کھٹکتے ہین چشم یار مین ہم
مر گئے تیرے انتظار مین ہم
نامے کو ڈھونڈھتی ہے صبا اور صبا کو ہم
دیکھے ہے اُس نگہ کو قضا اور قضا کو ہم
اے مرگ داد چاہینگے چل کر خدا سے ہم
شام شب فراق نہ مرتے بلا سے ہم
بیٹھے ہین دیکھ بزم مین کس التجا سے ہم
شرمندہ ہو گئے تری شرم و حیا سے ہم
ہوتے نہ اس قدر جو نکہبانیون مین ہم

تو زین میری گور کی لازم ہے خوب سی
طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ
دشمن تو از پیار فلک بو الہوس پرست
مین جل گیا وہ غیر کے گھر جو چلا گیا
کب ہاتھ کو خیال ہو جائے رفو نہین
کیا جانے درد زخم کو گو ہو شہید ناز
کچھ اور بیدلی کے سوا آرزو نہین
لے اشک لالہ گون بھی ہین بے آبرو نہین
پھر بھی لکھو گے چھیڑنے کی اپنی خو نہین
کیا جوش انتظار مین ہر سمت دوڑتے
شکر ستم ہی راس نہ آیا ہمین کہ اب
سر جا کی اپنے وحشی کو کس منہ سے کہتے ہو
نیرنگیون نے تیری یہ حالت تغیر کی
کیا ہو سکے کسی سے علاج اپنا شیفتہ
چراغ وقف محبت نے کر دیا افسوس
تنگ تھی جا اگر دل ناشاد مین
کیون کر اٹھتا ہے خدا رنج قفس
یان اسد قتل ہی سے خون کیا
لیلی کہے سے بگڑ گئے تھے
گر کہیے کہ غیر سے نہ ملیے +
دشمن کہین گیا ہو آنکھون سے شیفتہ
الفت چھپا گے اور بھی شرمندہ ہین ہوا
جو حال پوچھنا ہے تم اس سے ہی پوچھ لو

تقریب سیر ہی سے وہ شاید گذر کرین
دو اشک بھی بہت ہین اگر کچھ اثر کرین
کس سے جفائے غیر کا یارب گلا کرون
شعلے سے استعارہ آواز یا کرون
کب پارہ پارہ پیرہن چارہ جو کرون
جو نیم کشتہ خنجر رشک عدو نہین
ایدل یہ یاد رکھیو کہ ہم ہین تو تو نہین
گریہ مین رنگ کیا ہو کہ دل مین لہو نہین
عطر سہاگ ملتے ہو وہ جس مین بو نہین
بدنامیون سے ہاے گذر ایک سو نہین
کہتے ہین وہ کہ لائق الطاف تو نہین
کیا آپ کا نشان قدم کو بکو نہین
امید زندگی کی کبھو ہے کبھو نہین
اس گل پہ غش ہین یا ہمین محبت کی بو نہین
کہ مجھکو دوست و دشمن سبھی جلاتے ہین
آپ کو بھولے ہین ہم اس کی یاد مین
رہ گئے ہین ہم تو کیسے صیاد مین +
رہ گئی حسرت دل جلاد مین
دیوانہ مین جہان کر بستا ہون
کہتا ہے کہ کیا مین بیوفا ہون
اسکی گلی مین آج نشان قدم نہین
اظہار عشق غیر سے وہ منفعل نہین
مجھکو دماغ قصۂ غم ہاے دل نہین

بجلے کیا کیا نہ عرض سوزش داغ نہانی مین
عدو سے بات کی اور حرف آیا بدگمانی مین
دعوے ہین بو الہوس کو عبث مال و جاہ مین
رقیب پیتے ہین کس کس مزے سے جام شراب
ہوے یہ بھی نہ مجھے کس طرح اضطراب نہ ہو
سے دل کو شکر وفا کے عدو سے بتاتی
نا محو یون کبھی تو مرجاتے ہین
بوسۂ لب نہ مانگتا دشمن
دیکھکر چشم غضب کو اُسکے مین نے رو دیا
کب ہوئین گستاخیان آداب دان عشق سے
کیون نہ شادی مرگ ہونا کام مجھسا دیکھکر
خدا آزادی تھوڑا نہ غیر کا ایک رشک
آہ وہ آزادی نا رسا شوق اسیری لے اُٹھ
اُلفت دم شمشیر سے آزار سب جاتے رہے
ابتذال نہ کی ہے بس دم مہربانی
سحر اُن کو ارادہ ہے سفر کا
دیت اہل فلک کے دل ہے ہم داغ
انصاف لے خدا لے دو عالم کہان تلک
تشبیہ تیری زلف سے دی ہو نہ غیر نے
اب وصال اُس سمن اندام کو کہان
جاتا ہون کوے غیر مین صحرا کے بدلے مین
لگے رشک اُن کو یاد آنے لگے
پھر محشر کی ستم شعاری ہے

عجب آرام تھا جون شمع ہمکو بے زبانی مین
غرور حسن کم ہوتا ہے الطاف نہانی مین
الماس ریزی فرش ہین یان خوابگاہ مین
ہمارے دہر مین افسوس اجتناب نہین
یہ جور ہین کہ قیامت کے دن حساب نہ ہو
کرون مین کچھ گلا لطف کر عتاب نہ ہو
عشق سے مجھکو ڈراتے کیون ہو
منھ لگاتا ہے کون سائل کو
چاہیے پانی ملا لینا شراب تیز کو
دیجیے تعزیر اپنی تمکین ہوس انگیز کو
وحشت سے ہمنشین زبان تیز خون ریز کو
پھاڑ ڈالا آپ نے کیسی دستار عزیز کو
کون لائے آشنا نے تاب مرے صبا دیکھو
ہم سمجھا جانتے ہین شانہ شمشاد کو
کہ جب پہلو مین وہ نامہربان ہے
قیامت لگئے ہین شب درمیان ہے
اثر نالہ اپنا خون چکان ہے
وصال صنم عدو کو ہو رشک عدو نے مجھے
سنبل سے عطر فتنہ کی آتی ہے بو نے مجھے
بس بس نہ چھیڑ اے خلش آرزو نے مجھے
دیوانگی مین بھی ہے تری جستجو مجھے
ہم جو غیر دن گھر مین جانے لگے
پھر اُٹھا جستجو تمہاری ہے

پھر وہی بیقراری تسکین ہو
کہے ہے مجھسے کہ اس جور پہ تو چھوڑ اُسے
خیال تجھے اثر جذب دل نے کیا کیا آج
کہاں تلک ستم یار کا فلک سے گلہ
غیر بھی کیوں تم سے نباہیں گے گر
کرتا ہوں میں تعریف زبس اُسکے دہن کی
جس لب کے بوسے غیر نے اُس لب سے شیفتہ
شکر ستم نے اور بھی مایوس کر دیا
آخر بھی آنکھیں لڑائی ہو چکی +
کیا ارادہ اگر سیر باغ کا تو نے
دیکھ تغیر مرے رنگ کو شوخی سے کہا
بھیجکر کسکو بلاؤں شب غم میں کہ کوئی
بزم دنیا میں ہر دو شخص کو کب عیش نصیب
دولت وصل سے کیا کام ہوس ناکوں کو
خود چاک کروں جامۂ اعدا کہ نہیں چاک
اے عدو کس لیے نازاں ہے سمجھ تو آخر
لے چلیں تھوڑا نمک بھی دشت میں
کھول جلد اے شیفتہ آغوش شوق
اُسنے خوش کر کے پڑھوایا عدو سے خط مرا
ننگ ہماری دشمن بھی کیا ہے قبول
تا صبح تری زبان تیرے لبوں میں شہد تو پھر [illegible]
کیا [illegible] کہ [illegible] پاؤں اٹھتے نہیں
یہ غم اگر نہیں کہ نہ آیا وہ بیوفا +

وہی تسکین بیقراری ہے
ستم تو دیکھو کہ طعن عدو وفا پہ ہے
ہزار خون ہوس گردن حنا پہ ہے
تو آپ شیفتہ اے شیفتہ جفا پہ ہے
جرم وفا قابل تعزیر ہے
لیتے ہیں مرے لب مری تقریر کے بوسے
کم بخت گالیاں بھی نہیں تیرے واسطے
اس بات کا وہ غیر سے شکوہ کیا کرے
ایکدم صبر آزمائی ہو چکی ++
قیامت آئے گی ابر بہار کے بدلے
تجھسے ڈرتا ہوں کہ تو دم میں بدل جاتا ہے
ناکام نشاط ہو یہ کب سوئے اجل جاتا ہے
سو تجھی کو رہے مجھکو تو یہ غم بھی بس ہے
نازِ خسرو کے لیے خیل و حشم بھی بس ہے
جیسے کہ لوٹ دھجیاں اسباب ہوس کی
جیسے ہم خوار ہوئے ہیں یہ وہی عزت ہے
آ ملے بھی تو ملیں گے آشنا سے
یہ صدا آئی لب سوفار سے
بسکہ تھا آگاہ حرف شکوہ کے تحریر سے
شیفتہ لیکن نہ آئے وہ کسی تدبیر سے
انصاف کر کہ دل پہ مرا زور کیا چلے
شمری گلی کی سمت مرا نقش پا چلے
روتے مرے جنازے پہ کیوں اقربا چلے

کھینچی کب سے رگ حسرت دیدار مین نزاع	وہ ایک دم مین آنکے جھگڑا مٹا چلے
اے جان لب پہ آکے ٹھہرنے سے فائدہ	رہنا ہوا تو رہ گئے چلنا ہوا چلے
تذکرہ صلح غیر کا نہ کرو	بات اچھی نہین لڑائی کی
تم کو اندیشہ گرفتاری	یان توقع نہین رہائی کی
ایکدن شب سے گھر مین آتا ہے	بخت وطالع نے گرسائی کی
ایسی رغبت سے کرے قتل گمان کا ہیکو تھا	شیفتہ اس کو تو تم سے محبت نکلی

حرف الصاد المہملہ

صاحب تخلص مظفر الدولہ ممتاز الملک نواب مظفر یار خان بہادر خلف شمرد قرار نفیس اصلاح شعر از خیراتی خان دلسوز گرفت ہنگامے کہ در جہان آباد می گذرانید رنگ مشاعرہ سے ریختہ در میان جوانے رفتہ خیالش گنجینہ اوراست

نظر آیا مجھے شب بام پہ سیارا اپنا	بار سے اب کچھ ہے بلندی پہ ستارا اپنا
سبزہ زلف حلقہ زن خط دلبر کے آس پاس	یا اژدہا ہے فوج سکندر کے آس پاس

صاحب تخلص از پیشینیان است و صاحب دیوان اوراست

زرد رنگ شفق سے کہ شیشے بھی چھلکتے ہین	جام پر شیشہ جھکا شستہ پہ ساغر جھکا

صاحب تخلص نامش امۃ الفاطمہ بیگم مشہور بصاحب جی کہ ماہ آسمان نکوئی است آفتاب صفت از مشرق بجانب مغرب آمدہ بتقریب ہوا با موسن خان کارش افتاد ماہی چند کارہا در دود ادبود سالہاست کہ باز بہ لکھنؤ رفت مثنوی قول غمین نام کہ از مصنفات خان مشار الیہ است شرح نسخہ حسن و جمال ہمان موزون قد است القصہ بفیض صحبت شان دلش بشعر و شاعری میل کرد از موزونے قامت بموزونے طبع گرائیدہ و از آرایش زلف پریشان بموشگافی اشعار پیچیدہ از دست

رقیبوں کا جلنا کہاں دیکھتا تو	مسلمان یہ مرے گھر میں آیا تو دیکھا
گھر کیا صنم کے نظارے میں زاہد	یہ جلوہ خدا نے دکھایا تو دیکھا
کھولے ہیں اس نے پیرہن یوسفی کے بند	تہ کر رکھے نسیم سے کہدو قبائے گل
نظر ہے جانب اغیار دیکھیے کیا ہو	پھرے ہے کچھ نگہ یار دیکھیے کیا ہو
جو خط جبین کا رے کاتب ہے اسی کو	دکھلا تو مرا نامۂ اعمال الٰہی
صاحب جو بنایا ہے تو مانند زلیخا	یوسف سا غلام اک مجھے ڈال الٰہی

صاحبقران تخلص امام علی نام از سادات رضویہ است و از سکنائے بلگرام شرم و حجاب از دلش بمراحل دور و طبعش از آداب و اخلاق مہجور چنانچہ در ابتدا جامع این اوراق نیست کہ عیاذاً باللہ کسے را بہ بدے نام برد اما در خصوص اینکس نظر بفحش و ہزلش خلاف عنوان ناخواست حرفے چند از نوک خامہ بر صفحۂ نامہ ثبت گردید یارب از نامۂ اعمال این نامہ سیاہ محو باد الحاصل ہمہ اشعارش از انواع ہزل مملو است اگرچہ مضامین دلپذیر ہم دارد اما احتیاط مانع تحریر مگر از یک بیت نتوان گفت کہ در نہایت مرتبہ عالی رسیدہ آمدہ و شاید کہ نوجوانان بیباک و شبان ہوسناک را نا نوشتن آن ابیات موجب شکایت و گلہ گردد اما ناچار تحریر رفتہ آمد کہ الانسان اذا ابتلی ببلیتین فاختار اہونہما خلاصہ آن شعر این است

مجھکو شہوت ہوئی تمہی سے	تھی مقرر کسی چھنال کی خاک

صادق تخلص صادق علیخان از امرائے عظیم آباد است او راست

دریا مے عرق سے یار کے چاہ ذقن میں آب	دیکھے تو خضر کے بھی بھر آئے دہن میں آب

صادق تخلص میر جعفر خان از اکابر دہلی بودہ او راست

شرم سے نام وہ نہیں لیتا	پھر ہمارا خطاب ہے کوئی

صادق تخلص صادق علی خان از اقارب فوجدار خان کہ بلقب پیلبان خاص شاہی اشتہا نسبت شاگردی با افشار اسد خان دارد او راست

صادق اب اور سرو کار نہین اُس سے مگو	ایک بوسے کی رکھے ہے دل غمناک ہوس

صابر تخلص صابر شاہ دہلوی از موزونان زمان محمد شاہ است از وست

جو ہم بستر ہو ہم سے تو اُسکی کیا شکایت ہے	نظر بھر کے ہمین اک دیکھنا اُسکا کفایت ہے

صانع تخلص نظام الدین احمد بلگرامی وہمین نام تاریخ ولادت اوست شخصے است با آداب و اخلاق مہذب و فکرتش در پارسی زبان آفرین طلب با شعرائے ممتاز عصر خویش مانند شیخ علی حزین لاہجی اصفہانی و والہ داغستانی صحبتہا داشتہ احیاناً ہمت بفکر ریختہ می گماشت از وست

صنم کی اُس محبت پر دیا تھا جان و دل صانع	نہ تھا معلوم ہم جو بیجا سے [illegible] نامہربان اپنا

صبا تخلص کالجی مل نژادش از فیروز آباد و مولد و منشاء شہر لکھنؤ از تلامذہ مصحفی است دیوانی مختصر گرد آوردہ در عنفوان شباب این جہان گذران گذاشت از وست

ابھی تسکین ہوئی تھی اک ذرا فریاد و زاری سے	لگا دل مضطرب ہونے کہ پھر درد جگر اُٹھا
افسوس وہ آرام عدم مین بھی نہ پایا	جس کے لیے دنیا سے سفر ہم نے کیا تھا
چلے دامن اُٹھا کے یہ کہو اُس شوخ قاتل سے	کہ یہ مدفن نظر آتا ہے رنگین خون بسمل سے

صبا تخلص شخصی از تلامذہ میر ضیا است از وست

جمع کر کے درد سارے تو نے دل پیدا کیا		کہہ تو اے دست قضا پھر اس سے کیا حاصل کیا
ز کہ محروم بوسے سے ہمین قاتل کہ مرتے ہین		جو مانگے سو اُسے دیتے ہین جسکو قتل کرتے ہین
تربت صبا کی دیکھی کل رات دور سے جو	ق	آئے نظر مجھے وان شمع و چراغ کتنے
جا کر جو آج دن کو دیکھا کیا تفحص		اک دل جلے سے اُسمین حسرت کے داغ کتنے

صبا تخلص مرزا راجہ شنکر ناتھ بہادر خلف مرزا راجہ رام ناتھ بہادر بمنصب پیشکاری نظارت با دست محفل مشاعرہ می آراست از وست

کیا پوچھتے ہو جور و ستم مجھسے یار کا	دیکھو نہ حال میرے دل بیقرار کا
دل جب اُس کی نگہ مست کا مخمور ہوا	سرخوش کیفیت بادۂ انگور ہوا

صبر تخلص مرزا غلام حسین خان خلف حکیم بو علی خان اصلش از کشمیر

جنت نظیر و مولودش و مولد بعضی از بزرگانش ہمین بلدہ دلپذیر افکار خود را از نظر میر عزت اللہ خان عشق گزرانیدہ اوراست

لگے قصد حرم کا جب سے مستانہ لکھتے ہین
غرض ہم بھی عجب ہی مشرب رندانہ لکھتے ہین

صدق تخلص ہے از اہالی حیدرآباد است از وست

بوقت اشک جو نکلے ہے شاید
ہوا آنکھون مین اب لخت جگر بند

کہان نکلے ہے تار زلف سے دل
کرے پرواز کیونکر مرغ پربند

صبا تخلص منو لعل کایتھ از اہل لکھنؤ و تلامذۂ مصحفی است ہرچند جز این شعرے از و در نظر نیامدہ اما می باید کہ صاحب این بیت سلیقۂ خوشی درین فن داشتہ باشد

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری مین
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

صفا تخلص از اسم و رسم آگہی دست نداد از وست

تھلکے سب چھوٹ سے کی کسنے بھری شیشے مین
رہ گئی سر سے مرے آنکھو کی تری شیشے مین

صفدر تخلص میر صفدر علی از سوے پت است این ابیات از وست

بیٹھے کو اٹھا منھ سے جو تم کرتے ہو باتین
اب مین ہمہ تن گوش ہون یا ہمہ تن چشم

شبنم سوختۂ شمع سے جب گل نکلے
چاہیے بیضۂ فانوس سے بلبل نکلے

کھول دیتی گرہ زلف صبا کیون ہوئی
تیرے پاؤن سے لگی رہتی حنا کیون ہوئی

صفدری تخلص میر صادق علی کوچک برادر میر نظام الدین ممنون از ہمین برادر خود تربیت یافتہ در عین شباب از دست کافری بیگناہ کشتہ شد اوراست

نہین معلوم پڑا ہائے نگارین کس کا
چہچہاہٹ ہے حنا کی سی گل قالین پر

صفدری قد کو کہین اسکے کہا تھا گل سرو
سیدھی اس شوخ نے کیا کیا نہ سنائی مجھکو

آنکھ اپنی یہ کس کے دُر دندان پہ پڑی ہے
جو اشک مسلسل ہے سو موتی کی لڑی ہے

ہے شکایت یہی کہ غیرون سے
آہ شکایت ہماری آپ سے کی

صنعت تخلص کریم الدین نام از مرادآباد است و در صنائع زرگری استاد از دانش مزید اوقات عزیز بعبادت مے گذراند بارہا بدہلی آمدہ اما فقیر مش

ندیدہ ام از دوست

یہ مانا کہ ہیں آپ دلبر و لیکن	ہمارا ہی دل ہے کہ دلدار ٹھہرے

حرف الضاد المعجمہ

ضبط تخلص میر حسن شاہ جز اینکہ از لکھنؤ است دیگر حالش معلوم فقیر نگشت کہ بضبط تحریر آید از اوست

نقد دل وحشت میں کھو کر اک جنون پیدا کیا	ہم نے بازار محبت میں یہ کیا سودا کیا

ضمیر تخلص شیخ مداری اکبرآبادی از تربیت یافتگان ولی محمد نظیر است از اوست

وہ ابھی سے نوگل آرزو وہ ہنوز تازہ بہار ہے	نہ کچھ آئنہ سے اسے خبر نہ حیا سے کچھ سروکار ہے

ضمیر تخلص لنگا داس نسبت شاگردی بخدمت شاہ نصیر دارد و در دل ہم آگہی داشتہ از دوست

میں بتاتا ہوں ضمیر اب کچھ مجھے بھی ہے خیال	چشم خواب آلودہ اسکی فتنۂ بیدار ہے

ضیا تخلص میر ضیاء الدین از باشندگان قدیم شاہجہان آباد است ازینجا نقل کردہ در عظیم آباد طرح سکون انداختہ ہمدران جا فوت کردہ از شعرائے نامی است شاگردان بسیار فراہم آوردہ از فکر اوست

صاف تھا جب تک تو ہمکو بھی جواب صاف تھا	اب تو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا
راز دل ہم پوچھتے اور بولنے دیتے نہیں	بات منہ پر آرہی اور لب ہلانا منع ہے

ضیا تخلص مرزا ضیا بخت پور مرشد زادہ آفاق مرزا فرخندہ بخت دیگر صفاتش را احتیاج اظہار نیست از دوست

چھڑا کے کون گیا ہاتھ سے ضیا دامن	بندھا جو اشک کا تانا جیب تار رہتا ہے

ضیا تخلص ضیاء الدین نام شوریدہ سری بودہ می پرستیہا بسیار نمودہ از دوست

چون حنا راس جا نہ بھولیں ہیں نہ پھسل لاتے ہیں ہم
جب مراد اپنے کو پہونچتیں ہیں تو چل جاتے ہیں ہم

حرف الطاء المہملہ

طالب تخلص طالب حسین فرزند عسکری نالان تخلص مشفق قلم خوردہ انشاء اللہ خان است او راست

دشت میں آہ شرربار جو طالب نے بھری — ایک شعلہ گیا خاشاک بیابان سے لپٹ

طالب تخلص از باشندگان دکن و ہم عصر ولی است از وست

طالب کے خون جو چشم سے آلودہ کیا کرتے — وہ پانوں جو حنا سے رہے سرگران سدا

طالب تخلص میر طالب خلف سید الشعراء امیر غالب علی خان سعید تخلص این مصرع از دست

مضطر ہو کب میں شب اُٹھ لے باہر وہ نہ آیا — گھر سے تری گلی میں تا بام تو نہ آیا

طالب تخلص حافظ طالب شخصی است از رام پور و در تلامذہ مولوی قدرت اللہ شوق مذکور او راست

جیب سینے کو شق کیجے دل و دلگیر کو — یہی دو جا کہ ہے اور کیا کہا گیا میں تیر کو

طرب تخلص جھنو لعل نام کایستھ از اہل لکھنؤ شاگرد نوازش حسین خان نوازش است بیشتر لفکر مراثی کامل ہو دران نظر بمناسبت دلگیر تخلص دارد و مرثیہ ہایش در افواہ مشہور و بر السنہ مذکور و فرط اعتقادش با ئمہ علیہ السلام باعث بتشییر کیشش شدہ کہ دین آبائی را گذاشتہ بشرف اسلام مشرف گشتہ او راست

معطر اُس کے نہانے سے بسکہ آب ہوا — حباب بحر ہر اک شیشۂ گلاب ہوا

سگئے جان سے گذر ہم جو نہ وہ وعدہ کی شب آیا — بہانا اُس کا گو یا موت کا اپنی بہانا تھا

طرہ تخلص طرہ باز خان سیلے از مردم بنارس است او راست

مصور کھینچے گر اُس شوخ کی تصویر کاغذ پر — مرے صورت بھی ہو نہ پر قدم تحریر کاغذ پر

طفل تخلص مرزا عبد القادر بہادر عرف مرزا طفل شرف مصاہرت حضرت شاہ عالم دریافتہ صاحب زہد و ورع بودہ او راست

رات دن مونس جان وحشت تنہائی ہی — دل ہی میرا کہ کوئی وحشی صحرائی ہی

طور تخلص شخصی است در لکھنؤ از تلامذۂ محمد رضای برق کہ درین ہنگام از رشید شاگردان ناسخ شمردہ می شود باقی کیفیتش جلوۂ ظہور نگرفتہ حتے کہ نامش هم دانستہ نشد از وست

نہ لیتا عمر بھر نام رہائی — تو اپنے دام مین لایا تو ہوتا

طوماس تخلص فرنگی زادہ ایست مشہور بجان صاحب شاگرد شاہ نصیر از وست

سودا ہی زلف یوسف ثانی کا اسقدر — روتے ہین ہم کھڑے سر بازار زار زار

حرف الظاء المعجمہ

ظاہر تخلص میر محمدی اصلش از جہان آباد دہلی است دوے سکنے در اکبرآباد اختیار کردہ از وست

یہ تو سب جور و جفا ہو گئے خو گر ہمکو — چاہیے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو

ظفر تخلص مرشدزادۂ آفاق مرزا ابوظفر بہادر ولیعہد سلطان زمان حضرت محمد اکبر شاہ ادام اللہ تعالے ظلالہ بہ اکثر صفات موصوف و بہ محامد مکارم معروف در اکثر خطوط دستگاہی شائستہ دارد با این فن بسیار مالوف است شیخ ابراہیم ذوق از مائدۂ نعمتش ذلہ ربا و وظیفہ خوار است و افکار ایشان بمحک و اصلاح او درست و ہموار از اشعار آبدار ایشان است

ضبط فریاد کرون گریہ کو روکون لیکن — دل بیتاب کو تھامون یہ نہین ہو سکتا
چار ٹکڑے کرون دل کے یہ نہین ہو سکتا — رخ کو دون لب کو نہ دون زلف کو دون تل کو نہ دون
ہمارے آگے ہی ذکر اگلے دو ستدارون کا — پرانے مردون کی وہ ہڈیان اکھاڑتے ہین
اب بھی وہ آنکھ تری آئنہ رو ہی کہ نہین — اگلے طورون پہ خدا جانیے تو ہی کہ نہین
دل دیکے اُن کو ایسی اذیت ملی ہین — اب دل کبھی نہ دینگے نصیحت ہوئی ہین
پی لاکھ بار صہبا کی لاکھ بار توبہ — اب کر چکا ہین توبہ توبہ ہزار توبہ

تیس دن عدو پہ غرے کے پڑتا ہے مجھے
جب ہوا چاند تو غرہ ہی بتاتا ہے مجھے

جنون مین کیا مرے پیوند پیرہن کو لگے
کہ ایک تار بھی چھوڑا ہو تو کفن کو لگے

قاصد اشک چلا لیکے جو دل کا پیغام
کیا ظفر اُس سے ملاقات کی پھر ٹھہرائی

نعل شکل مہ نو جب تری توسن کو لگے
چار چاند اور فلک پر مہ روشن کو لگے

پڑھ لیتے ہین صفحہ سے مضمون تری خط کا
کاغذ مین سیاہی دم تحریر نہ پہونچی

جفا کی آپ کی باعث وفا ہماری ہے
خطا تمھاری نہین ہے خطا ہماری ہے

ظہور تخلص ظہور اللہ بیگ نژادش از خاک توران است وجاے ولادتش شہر جنت نشان بضبط کلام الٰہی پرداختہ از قسم است

ایسا نہو قاصد کہ مرا کام نہووے
الم نامۂ حالِ دل گمنام نہووے

حرف العین المہملہ

عالی تخلص از خانوادۂ امیر تیمور است وشاگرد شیخ ابراہیم ذوق اور است

صریح اُسکو اگر حال دل جتا سکیے
تو کیا غزل مین بھی پڑھ پڑھ کے ہم سنا سکیے

یہون تو دل کی بجھے آگ آہ اُسیر سے
ذرا سا وار کے پانی بھی یار لا سکیے

عالیجاہ تخلص خلف الرشید نواب نظام الملک بہادر نظر تخلص سابرجان را احتیاج ایراد نیست اور است

رات دن اشک سے آنکھوین تمھی رہتی ہے
شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے

عارف تخلص محمد عارف نام کشمیرے الاصل ولادتش در جہان اباد دہلی اتفاق افتادہ رفو سازی پیشہ او ست شریک دورۂ میرو مرزا ست نظر بفکرت اصلی بفکر شعر مائل شدہ اور است

اس ابر مین بے ساقی دم جی پہ بنی ہے
پھر بوند کا کھانا مجھے ہیرے کی کنی ہے

دخت رز سے کہو کہ آن ملے
ورنہ عارف افیم کھاتا ہے

عارف تخلص میر عارف علی سید لیست از امروہہ از چندے بمرادآباد

جا گزیدہ و مرد یست با فہم و فراست عروض و قافیہ نیکو میداند دعوے شاگردی مصحفی مے کند اکنون ترک شاعری گفتہ حرف از پند و وعظ میزند و خلق خدا را براہ خدا می آرد او راست

رات ساری مجھے دونوں کی تسلی میں کٹی		ہاتھ دل پر سے اٹھایا تو جگر پر رکھا
ہاتھوں کو چاک جیب تلک دسترس نہیں		میں کس کے بس میں ہوں کہ مرا کچھ ہی بس نہیں
وہ ہوا گرد سے جب وقت شکار آلودہ		تیر تھا کی بنے مژگان غبار آلودہ

عاجز تخلص الفت خان شخصی است از افاغنہ خورجہ شعرے از و ملاحظہ شد و ثبت افتاد

کیا ہوا گر چشم تر سے خون ٹپک کر رہ گیا		بادۂ گلگون کا ساغر تھا چھلک کر رہ گیا

عاجز تخلص زور آور سنگھ کھتری از بنارس ندرام مخلص و از تلامذہ شیخ نصیر الدین عزت است او راست

شب مہتاب کس کمبخت کو ہجراں میں بھاتی ہے		کہ اس سے گرمی روز قیامت یاد آتی ہے

عاصی تخلص منشی امداد حسین بجز اسم از رشتہ ہیچ آگہی نیست از وست

میں کس کس شعلہ رو کو سینۂ صد چاک دکھلاؤں		رہا تھا ایکدل سو جل گیا کیا خاک دکھلاؤں

عاصی تخلص مردی است از اہل رام پور او راست

کھلا سے ہو گئی سے نکھر کے وہ گل اندام		اللہ یہ کیا لطف کی نازک بدنی ہے

عاصم تخلص خواجہ برہان الدین از اولاد خواجہ عبداللہ احرار بودہ در زمرۂ قدما بشمار مے آید او راست

چمن کے تخت پر جس دن شہ گل کا تجمل تھا	ق	ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں		بتاتا باغباں رو رو کے یاں غنچہ یہاں گل تھا

عاقل عاقل شاہ شوریدہ سرے آزاد وضعے بودہ او راست

قید بھی یاں کچھ نہیں اور چھوٹ بھی سکتے نہیں		واہ واہ اس دام کو اور آفریں صیاد کو

عاشق تخلص یکے از مردم نرور است این مطلع از وست +

فقط تو ہی نہ میرا اے بت خونخوار دشمن ہے
ترے کوچے میں اپنا ہر در و دیوار دشمن ہے

عاشق تخلص بخشی بھولا ناتھ پنڈت پدرش راجہ گوپی ناتھ بدیوانی سرکار مجد الدولہ امتیاز داشتہ اور است

قیس نادان سر اپنے نظر آیا ہمکو
جا لیے دشت میں کیوں کوچہ دلدار کو چھوڑ

عاشق تخلص رام سنگھ کھتری سابقا از تلامذہ غلام حسن تجلی بودہ آخر شاہ نصیر را باستادی برخواندہ ازوست

حیرت زدہ میں کیوں ہوں یوں آنکھو بزم میں
تصویر جیسے دیکھے ہے تصویر کی طرف

عاشق تخلص مہدی علیخان نبیرۂ نواب علی مردان خان مرحوم صاحب فتوت و اخلاق و بصفات حمیدہ مشہور آفاق تا عرض دہ سال متصل صحبت مشاعرہ تاریخ آدینہ بکاشانۂ ایشان انعقاد مے یافت اعظم الدولہ گوید کہ تصانیفش قریب دو صد ہزار بیت بنظر راقم در آمدہ مشتمل بر سہ دیوان ریختہ و دو دیوان فارسی و حملہ حیدری و دیگر مثنویات متعددہ لیکن نسخۂ کلامش و آنچہ بار اول برائے انتخاب بدست آمدہ این بیت است کہ بناچار نوشت

ابر آتا ہے آفتاب چھپا
ساقیا مست شراب ناب چھپا

عاشق تخلص شیخ نبی بخش اکبرآبادی خلف شیخ محمد صلاح از شاگردان نظیر اکبرآبادیست اور است

دام میں پکڑا ہمیں صیاد پچھتایا بہت
اب یاد کیسے سے جھیتے ہیں سوفار ندامت سینے میں
استخوان اے نظر جب بال اور پر سے گئے
اس گل کو جو وقت رخصت ہم چھاتی سے لگا تا پھول گئے

عاشق تخلص مولوی جلال الدین از شاعران قدیم است اور است

یہ کیسی نوک مژگان سے پڑا ناسور سینے میں
کہ بیند سخنے بھی نہ پایا زخم پر انگور سینے میں

عاشقی الموسوم بہ آقا حسین قلی خان خلف آقا علیخان از مغول است اصلش از خراسان و مولدش عظیم آباد و بزرگانش در دولت تیموریہ اعتبار دلخواہ داشتہ اند و سے بمصاحب جلیلہ انگریزی بہرہ اندوز عشرت و کامرانی ماندہ

داعی در حالیکه اختیار تحصیل محال سکندر آباد بدست وے بود دیده است هر چند در آن زمان تمیز بد و نیک نداشت اما این قدر نیک میداند که شخصے متین و خلیق بوده گویند که اکنون در لکھنؤ میگزراند تذکره از تصانیف وے مسمے به نشتر عشق مشتمل اشعار فارسی از نظر گذشته چون سواد عربی نداشته روشن و آشکار است که از خطا ناچار با جمله این ابیات اوراست

جس سے کہ میں پوچھوں ہوں مزا عشق کا کیا ہے
رو رو کے یہ کہتا ہے کہ کچھ کہہ نہیں سکتا

بہ جو آسی ہے بہا تاب پوچھنے کو اشک کے
چشم کو میں بھول کر رکھتا ہوں سر آستین

ہجرت تخلص میر ضیاء الدین کسب سخن از نواب محبت خان کرده اوراست

بیتاب نہیں شئے کوئی سیماب کے مانند
پر وہ بھی نہیں اس دل بیتاب کے مانند

عبد الواسع حالش نهفته ماند اوراست

بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا
سوائے بیکسی اب کوئی آشنا نہ رہا

عزلت تخلص سید عبد الولی نام خلف شاه سعد الله سورتی خانه در یکے از قصبات لکھنؤ وارد با آنکه متخلص بعزلت است جهانگرد بوده بجهان آباد رسیده و بحیدرآباد گذر نموده و خالی از فضیلتی نبوده اوراست

جلایا مصحف دل تو نے کیوں برق تغافل سے
جو سچ بولوں تجھے جھوٹی قسم کھانے کے کام آتا

نشانہ اس نے لف میں پھرتے یہ بجا کہتا تھا
بات کہتے ہی شب وصل چلی جاتی رہو

شکستہ گر ہوا دل اب نظر نہ کر مجھ پر
یہ ٹوٹے آئینہ میں منہ تری بلا دیکھے

عزیز تخلص بکھاری لال مردیست خوش معاش فارغ از فکر و تلاش اوراست

بات اب امتحان پر آئی
قصہ کوتاہ جان پر آئی

ملیں کیونکر بھلا اس شوخ طفل لاابالی سے
کہ سوتے سوتے چونکے ہے تصویر نہالی سے

آرام وصل و ہجر میں ممکن نہیں ہمیں
یوں ہی ہمیشہ مضطرب اے رشک ماہ تھے

اب ہجر ہے تو حسرت دیدار سے ہے جی
جب وصل تھا تو کشتہ تیغ نگاہ تھے

عزیز تخلص عزیز الله از دکنیان است این بیت ازوست

اپنے بیدرد سے کیون دل کو لگایا ہمنے
عشق مین جسکے کبھو چین نپایا ہمنے

عزیز تخلص مہاراج سنگھ بجیر نام از نشانش اطلاعی نیست او راست

ضعف سے ہر رگ تن جسکو ہو تار بستر
کیونکہ بستر سے وہ بیمار اُٹھے اور بیٹھے

عزیز تخلص شیو ناتھ از راجواران دہلی است او راست

لیا دل اک نگہ مین دلربائی اسکو کہتے ہین
کیا بیگانہ سب سے آشنائی اسکو کہتے ہین

عسکری تخلص مرزا عسکری از شاگردان شاہ قدرت اللہ مرشدآبادی است
از وست

کہنے کو ادھر اُدھر گئے ہم
اُٹھے تیری طرف جدھر گئے ہم

عشاق تخلص یکے از ہنود است و از مردم بیتین او راست

سر سبز خط سے اور ہوا حسن یار کا
آخر خزان نے کچھ نہ اُکھاڑا بہار کا

عشقی تخلص جزاینکہ از سکان مرادآباد است دیگر حالش براقم جلوہ ظہور نگرفتہ او راست

کوئی تو ہے گلشن کوئی سرو روان ہے
دیکھا تو یہان ایک نہ اک آفت جان ہے

عشق تخلص شاہ رکن الدین معروف بشاہ گھسیٹا از سخن پروران معروف عظیم آباد است بوقار زندگانی کردہ او راست

تیرے نام پر تڑپتا ہے
اس طرح کا کہین جگر دیکھا

اُسکے دامن تلک نہ پہونچے ہم
خاک مین آپ کو ملا دیکھا

تیرے عشق مین ہم نے کیا کیا نہ دیکھا
نہ دیکھا سو دیکھا جو دیکھا نہ دیکھا

وہ آیا نظر بار ہا پر کسی نے
یہ حیرت ہے اُسکا سراپا نہ دیکھا

تری چین ابرو مرا غنچۂ دل
یہ عقدے ہین وہ جسکو کھلتا نہ دیکھا

خانمان کرچکا ہون مین برباد
تو بھی وہ میرے گھر نہین آتا

کیا کیا جفائین ظالم ہمنے تری سہی ہین
لیکن شکایتون سے لب آشنا نہین ہین

عشق تخلص حکیم میر عزت اللہ خان خلف الصدق حکیم قدرت اللہ خان قاسم

از معتبران دہلی است با راقم اتحاد موفور دارد اصلاح شعر از حکیم ثناء اللہ فراق گرفتہ واز والد ماجد خود نیز استفادہ کردہ در فن طب دستے بلند دارد مرد سنجیدہ و متین است و صاحب دیوان اما باوجود خواہش مکرر چشم شوق بران نیفتاد لہذا این اشعار از سفائن منتخبا ثبت گشت ورنہ بزعم فقیر اکثر اشعارش ہنر دار رقم است

ترا ہی صانع تقدیر سے ہمنے کیا بگاڑا تھا
کہ اس نازک بدن کا دل بنایا سنگ خارا سا

سبز خط کی دسے الفت ہم اٹھا سکتے نہین
جو خدا نے لکھدیا اسکو مٹا سکتے نہین

بلبل تو عبث پھولی ہے اس گل پہ کہ جسکے
کچھ دلمین مروت ہو نہ آنکھونمین حیا ہو

چل ساتھ مرے تجھکو دکھاؤن وہ طرحدار
آنکھون نے نہ دیکھا ہو نہ کانون نے سنا ہو

تم غیر کے گھر بیٹھکے دلشاد کروگے
ہم کون ہین صاحب ہمین کیون یاد کروگے

گل رونے کی آمد سے گھٹا جاے ہے دم بلبلے
ہوتی ہے بلا موسم برسات کی گرمی

عشق تخلص شیخ غلام محی الدین کہ مبتلا ہم تخلص اوست از شرفاے میرٹھ است صاحب تصانیف بسیار است اما نظر بیکے از دواوینش کہ از نظر گذشتہ واین ابیات ازان منتخب گشتہ شاید کہ آن ہمہ قابل تماشا باشد

کہی ہے سنکے وہ یون مبتلا کے قصہ کو
کہ خواب ناز کو تازہ یہ اک فسانہ ہوا

بچھڑ گئی ہین ابہی تو آنکھ و ابر چشم
قسمت مین لکھے ہے ترا دیدار دیکھنا

شام کو عشق سے مجھے پھر بھی ہے ملنے کی امید
صبح پہلو سے مرے اٹھکے وہ مسرور گیا

وان بر سر فساد ہین رندان بادہ نوش
اے محتسب نہ جائیو میخانہ کی طرف

مجھے اے کافر بدکیش ظالم کچھ نہ رحم آیا
ستمگر نامسلمان سنگدل سب کچھ کہا ہمنے

دل کا تختہ ہے مرا جون گل کاغذ کا چمن
یان بہار ایک ہی چھینٹے مین خزان ہوتی ہے

عشرت تخلص میر غلام علی از ساکنان دہلی است فن شعر از مرزا علی لطف کہ وے از تلامذہ مرزا رفیع سودا است گرفتہ صاحب دیوان است ملاحظہ شد اما نظر باشعارش چشم و گوش رسیدہ بید است کہ بجاے نرسیدہ او راست

بسان جام خالی پھوڑ ڈالون چشم پرخون کو
نہ دیکھون گر صراحی دار اس مخمور کی گردن

شب وصال مین دلپر قلق ابھی سے ہی — سحر ہی دور مرا رنگ فق ابھی سے ہی
مین لکھ چکا ہی نہین حال دل کہ اُسکی طرف — ہواے شوق مین اُڑتا ورق ابھی سے ہی
ہنوز دفن ہوا بھی نہین ترا بسمل — کہ زلزلے مین زمین کا طبق ابھی سے ہی
کسی نے شام سے آنے کو کیا کہا عشرت — کہ پھولی آپ کے منھ پر شفق ابھی سے ہی
غیرونسے ہنسا وہ جو مرے سامنے عشرت — کچھ بس نہ چلا دیکھ کے آنسو نکل آئے

عظیم تخلص مرزا عظیم بیگ نژادش از توران دیار است و مولد و منشایش این شہر خلد آثار از تلامذۂ شاہ حاتم غرور شاعرے بسیار و نخوتے طبیع ہم ہموار داشتہ در جواب اعتراض انشاء اللہ خان کہ در مشاعرہ مرزا مینڈھو خلف نواب شجاع الدولہ مرحوم بعلت انتقال از بحر ہزج بہ بحر رمل بظرافت تمام باوے معارض شدہ بود مخمسی موزون موزون نمودہ خلاصۂ این ابیات او راست

تقریر سرگذشت نہ پوچھو کہ خانہ دار — آتا ہی گریہ ہر سر حرف بیان پر
سوزش سے مری بسکہ ہوئی منفعل آتش — شیشے مین نہین مے یہ ہوئی مضمحل آتش
بھڑکا ہی دیا آہ نے دامان شفق کو — ای چرخ سنبھلنا کہ لگی متصل آتش
چھپتا ہی کوئی شمع صفت سوز دل اپنا — سر کاٹون اگر تو ہو نمودار گلے سے
کس نگاہ مست کا زخمی ہون یارب مین اب — جاے خون ہر زخم سے جاری شراب ناب ہی
آکر ہماری نعش پہ کیا یار کر چلے — خواب عدم سے فتنے کو بیدار کر چلے
بالین پہ مری آکے دم نزع کل عظیم — رو کر لگا وہ کہنے یہ کیا یار کر چلے
جلتی ہی شرح سوز سے میرے زبان کلک — ہر دم ملی ہی لے جو سیاہی دوات سے

عظیم تخلص از نامش باشند حالش وقوفی نیست او راست

کچھ نگہ مین نہین آتا ہی بجز جلوۂ یار — جب کہ ہم دل مین عظیم اپنے نظر کرتے ہین

عظمت تخلص میر عظمت اللہ خان خلف الصدق میر عزت اللہ خان مرحوم المتخلص بجذب در دہلی از نہان خانۂ بطون بجلوہ گاہ ظہور سر کشیدہ در آوان صبا بمعیت والد بزرگوار خود اکثر بلاد را مانند بلخ و بخارا و کشمیر و غیر آن دریافتہ

اکنون در جہان آباد بوضع و وقار تمام می گذراند در نہایت مرتبہ صاحب فطرت ارجمند است
طبع خوشے دارد فکر شعر کمتر میکند گاہ گاہ در بزم مشاعرہ شریک میشود با داعی
آثم راہ و رسم شناسائی مربوط است کسب سخن از حضرت خان عظیم الشان
مومن نمودہ اوراست

نام عظمت ہی نہ شوکت نہ شکوہ	کیا ہی اس نام سے گھبراتا ہون

علی تخلص مرزا علی قلی از دہلویان است و صاحب دیوان او راست

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین	بجاے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

علی تخلص علی محمد خان اعظم الدولہ گویند کہ تخلصے است از قوم افاغنہ باشندہ
مرادآباد اوراست

وحشیان مین لاتے ہین جب ابھری کسی کی گات ہم	مارتے ہین تب وہین چھاتی پہ دونون ہاتھ ہم

عنایت تخلص عنایت علی خان فرزند نواب عبد اللطیف خان کوچک برادر
عباس علی خان بیتاب بہ نظم ریختہ و فارسی مائل غزل فارسی از نظر شیخ
امام بخش صہبائی گذرانیدہ و در ریختہ بہ امیر حسین تسکین مشورت
می نمودہ اوراست

مین اُسکے دوش سے محفل مین لگ کے بیٹھ گیا	تبھی یہ دیکھ کر اغیار بے حیا نہ اُٹھے

عیش تخلص مرزا حسین رضا از لکھنؤ است طرز فکر سخن از سوز
آموختہ ازوست

وہ آگر آوے پشت بام کہین	مین بھی کرون اُسے سلام کہین

عیشی تخلص طالب علی خان لکھنوی بہ سرمشق غزلہاے ریختہ و فارسی است
فکرش شایستہ آفرین و نظمش دلاویز و دلنشین بپارسی استفادہ از قتیل
و در ریختہ از مصحفی نمودہ از اعزۂ آن دیار بودہ صاحب دیوان بہر دو
زبان ہست اوراست

دل گرفتہ ہون کرد نگا ہو کے مین آزاد کیا	مجھکو یکسان ہی چمن کیا خانۂ صیاد کیا

زخم کاری جسم پر کشتوں کے جان تازہ ہے	آب حیوان مین بجھا تھا خنجر جلاد کیا
کون پابند جنون فصل بہاران مین نہ تھا	اس برس ننگ جوانی تھا جو زندانین نہ تھا
لے چلے ہم بہ کف آبلہ دارآخر کار	خار بھی اپنے نصیبوں کا بیابان مین نہ تھا
مین نے عیشی سے جو پوچھا دل پر خون کا حال	اک صراحی می گلگون کی بھری دکھلائی

عیاش تخلص میر یعقوب از باشندگان لکھنؤ است فکرش دقت مزاجی است اوراست

خنجر بیداد کو سنگ فسان پر تیز کر	وقت قتل اتنا ترحم مجھ پر اے خونریز کر
پیر میخانہ یہی کہتا ہے ہر اک رند کو	صحبت زاہد سے جتنا ہو سکے پرہیز کر

عیاش تخلص خیالے رام از کائیتان دہلی است نسبت شاگردی بادشاہ نصیر دارد

جام ہے ہاتھ مین اور شیشہ ہے زیر بغل	نہین عیاش کو اب غم خرابات سے چھوٹ

حرف الغین المعجمہ

غالب تخلص مکرم الدولہ بہادر بیگ خان خلف نیاز بیگ خان کہ از اکابر دورہ ذوالفقار الدولہ بہادر مرحوم بودہ گویند بعد مرگ پدر داد شادمانی دادہ اموال کثیرہ صرف بزم سور نمودہ قبل از آشوب و فتنہ غلام قادر خان محفل مشاعرہ آراستی مردم را بہ مہمانی خواندی شب ہنگام بعد انقراض صحبت اشعار ہنگامہ رقص شمع رویان مہ جبین گرم شدی بفارسی ہم فکر نمے کردہ در سنہ ۱۲۱۸ وفات یافت اوراست

رہتے ہین آنکھ سے ہمیشہ دو چار آپ	تنہا ہی لوٹتے ہین یہ ساری بہار آپ
بجلی کے چمکنے سے ہے احسان	شب چھاتی سے لگ گیا وہ ڈر کر
قصہ درد و غم اپنا جو سنایا ہم نے	یان تلک روئے کہ اسکو بھی رلایا ہم نے

غالب تخلص غالب علی خان نبیرہ دوندے خان است کہ در شجاعت و تہور سر دفتر زمانہ بلکہ در اکثر اوصاف یگانہ از رو سامے نامے و در نظر اولو الابصار گرامے بودہ اوراست

جان بلب ہین تری اس چشم کے بیمار بہت	تیر مژگان سے ہوئے ہین جگر افگار بہت

غالب تخلص اسم شریفش اسد اللہ خان المشتہر بمرزا نوشہ از خاندان
تخم است و از روسای قدیم سابقا مستقر الخلافت اکبرآباد از استقرارش
سرگرم کبر و ناز بود اکنون دار الخلافہ شاہجہان آباد بدین نسبت غیرت افزای
صفاہان و شیراز طوطی بلند پرواز چمن معانی است و بلبل نغمہ پرداز گلشن
شیوا بیانی پیش بلندی خیالش اوج فلک پستی زمین است و در جنب تیزی
عروش سر فرازی قارون کرسی نشین شاہین فکرش جز بشکار عنقا
نہ پردازد و شہپر طبعش جز بر صحیفہ فلک ننشیند اگر امروز بتلاش مضامین
نفیس شتابی جز بدگمانش درنیابی سالہاست کہ پا بپایۂ شاعری نہادہ در اوائل
حال بتقاضاے طبع دشوار پسند بطرز مرزا عبد القادر بیدل سخن میگفت و دقت
آفرینہا میکرد آخر الامر ازان طریقہ اعراض کردہ اندازے دیگر مطبوع ابداع
نمودہ دیوانش را بعد ترتیب و تکمیل دیگر نگریست فراوان ابیات ازان
حذف و ساقط کردہ قدرے قلیلے انتخاب زدہ مدتہاست کہ بنظم ریختہ کمتر میل دارد
در زبان فارسی نیز دستگاہی بلند و مایہ وافر بہم رسانیدہ پایہ اش از فحول استادان
کم نیست غزلش چون غزل نظیری بے نظیر و قصیدہ اش چون قصیدۂ عرفی
دلپذیر مضامین شعرے را کما ہو حقہ مے فہمد و جمیع نکات و لطایف بی
می برد و این فضیلتے است کہ مخصوص بعض اہل سخن است اگر طبع سخن
شناس داری باین نکتہ میرسی چہ خوش گفتہ اگرچہ کمیاب است
اما خوش فہم کمیاب تر خوشا حال شخصے کہ از ہر دو شرفے یافتہ و حظی ربودہ
بالجملہ چنین نکتہ سنج نغز گفتار کمتر مرئی شدہ دیوانش ہر چند گاہ گاہ صدور بیتی می شود
اما پیوند معنی مستحکم است دیوانش بنظر رسیدہ این ابیات ازان منتخب دید

گاہ گاہ دشت جا نہ سکے تنہائی ہیچ	صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا
شیشے بغیر مے نہ سکا کوہ کن اسد	سا ہو تا ہی رہتے ہین
	حلوگمان ہم بیر یا تون بیدین

جاتی ہی کشمکش کوئی اندوہ عشق کی
احباب چارہ سازی وحشت نکر سکے
مین نے چاہا تھا کہ اندوہ وفا سے چھوٹون
تو اور سوے غیر نگہ ہاے تیز تیز
دوست غمخواری مین میری سعی فرماوینگے کیا
ہی اب اس معمورہ مین قحط غم الفت اسد
گریہ چاہے ہی خرابی مرے کاشانے کی
کی مرے قتل کے بعد اُسنے جفا سے توبہ
نہ مارا جان کر بیجرم قاتل تیری گردن پر
آئینہ دیکھ اپنا سا منھ لیکے رہ گئے
مرنے کی اے دل اور ہی تدبیر کر کہ مین
غم فراق مین تکلیف سیر گل مت دو
دل لے گر میرا تیرا انصاف محشر مین نہو
اعتبار عشق کی خانہ خرابی دیکھنا
کوئی ویرانے سے ویرانے ہین
مین نے مجنون پہ لڑکپن مین اسد
دریاے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک
رشک کہتا ہی کہ اُسکا غیر سے اخلاص حیف
اب جفا سے بھی ہین محروم ہم اللہ اللہ
کافی ہی نشانی تری چھلے کی ندینا
کون ہوتا ہے حریف مے مرد افگن عشق
ساماں کب کیا مین نے
... آبادی

دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تھا
زندان مین بھی خیال بیابان نورد تھا
وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہوا
مین اور دُکھ تری مژہ ہاے دراز کا
زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جاوینگے کیا
ہم نے یہ مانا کہ دلی مین رہین کھاوینگے کیا
در و دیوار سے ٹپکے ہی بیابان ہونا
ہاے اُس زود پشیمان کا پشیمان ہونا
رہا مانند خون بیگنہ حق آشنائی کا
صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا
شایان دست و بازوے قاتل نہین رہا
مجھے دماغ نہین خندہ ہاے بیجا کا
اب تلک تو یہ توقع ہی کہ وان ہو جائیگا
غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا
دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا
سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا
میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا
عقل کہتی ہی کہ وہ بے مہر کس کا آشنا
اسقدر دشمن ارباب وفا ہو جانا
خالی مجھے دکھلا کے بوقت سحر انگشت
ہی مگر لب ساقی مین صلا میرے بعد
کہ گر پڑتے نہ مرے پاؤن پر در و دیوار
ہمیشہ روتے ہین ہم دیکھ کر در و دیوار

وہ آرہا مرے ہمسایہ مین تو سایے سے
فلک سے ہمکو عیش رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہی
اسد بسمل ہی کس انداز کا قاتل سے کہتا تھا
ستم کش مصلحت سے ہون کہ خوبان تجھ پہ عاشق ہین
گری تھی ہم پہ برق تجلی نہ طور پر
مر گیا پھوڑ کے سر غالب وحشی ہی ہی
ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
وہ حلقہ ہای زلف کمین مین ہین ای خدا
زہر ملتا ہی نہین مجھکو ستمگر ورنہ
دھول دھپا اُس سراپا ناز کا شیوہ نہین
لون وام بخت خفتہ سے ایک خواب خوش ولے
مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہین
تیرے سرو قامت سے اک قد آدم
کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ
ظلم کر ظلم اگر لطف دریغ آتا ہو
دلکو نیاز حسرت دیدار کر چکے
شوریدگی کے ہاتھ سے سر ہی وبال دوش
ملنا ترا اگر نہین آسان تو سہل ہی
مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی
نالہ بر حسن طلب ای ستم ایجاد نہین
کم نہین وہ بھی خرابی مین پہ وسعت معلوم
قیامت ہی کہ سُن لیلی کا دشت قیس مین آنا
ہوگئی ہی غیر کی شیرین بیانی کارگر

فدا ہوے در و دیوار پر در و دیوار
متاع بردہ کو سمجھے ہوے ہین قرض رہزن پر
کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر
تکلف برطرف ملجائیگا تجھ سے رقیب آخر
دیتے ہین بادہ ظرف قدح خوار دیکھکر
بیٹھنا اُس کا وہ آکر تری دیوار کے پاس
خاک ہوجائینگے ہم تمکو خبر ہونے تک
رکھ لیجو میرے دعوی وارستگی کی شرم
کیا قسم ہی ترے ملنے کی کہ کھا بھی نسکون
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایکدن
غالب یہ خوف ہی کہ کہان سے ادا کرون
ایک چکر ہی مرے پاؤن مین زنجیر نہین
قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہین
ہمکو جینے کی بھی امید نہین
تو تغافل مین کسیطرح سے معذور نہین
دیکھا تو ہم مین طاقت دیدار بھی نہین
صحرا مین ای خدا کوئی دیوار بھی نہین
دشوار تو یہی ہی کہ دشوار بھی نہین
سُن کے ستم ظریف نے مجھکو اُٹھا دیا کہ یون
ہی تقاضاے جفا شکوۂ بیداد نہین
دشت مین ہی مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہین
تعجب سے وہ بولا یون بھی ہوتا ہی زمانے مین
عشق کا اُسکو گمان ہم بیزبانون پر نہین

اہل تدبیر کی واماندگیان
آبلون پر بھی حنا باندھتے ہین

ہی مجھکو تجھ سے تذکرہ غیر کا گلہ
ہرچند بر سبیل شکایت ہی کیون نہو

تم وہ نازک کہ خموشی کو فغان کہتے ہو
ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہی ہمکو

عاشق ہوئے ہین آپ بھی اک اور شخص پر
آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے

مے سے غرض نشاط ہی کس روسیاہ کو
اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے

رہے اُس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلف سے
تکلف برطرف تھا ایک انداز جنون وہ بھی

مرے دلمین ہی غالب شوق وصل و شکوہ ہجران
خدا وہ دن کرے جو اُس سے مین یہ بھی کہون وہ بھی

ایک جا حرف وفا لکھا تھا سو بھی مٹ گیا
ظاہرا کاغذ ترے خط کا غلط بردار ہی

غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے
گر حیا بھی اُسکو آتی ہی تو شرما جائے ہی

ہوکے عاشق وہ پری رُخ اور نازک بن گیا
رنگ کھلتا جائے ہی جتنا کہ اُڑتا جائے ہی

غم دنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اُٹھانے کی
فلک کا دیکھنا تقریب تیرے یاد آنے کی

کیا خوب تم نے غیر کو بوسہ نہین دیا
بس چپ رہو ہمارے بھی منھ مین زبان ہی

ہی بارے اعتماد وفاداری اس قدر
غالب ہم اسمین خوش ہین کہ نامہربان ہی

گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہی
خوش ہون کہ میری بات سمجھنی محال ہی

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
کچھ نہین ہی تو عداوت ہی سہی

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالینگے
بے نیازی تری عادت ہی سہی

کھلتا کسی پہ کیون مرے دل کا معاملہ
شعرون کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

اگ رہا ہی در و دیوار سے سبزہ غالب
ہم بیابان مین ہین اور گھر مین بہار آئی ہی

بس ہجوم ناامیدی خاک مین ملجائیگی
یہ جو اک لذت ہماری سعی بیحاصل مین ہی

نظارہ نے بھی کام کیا وان نقاب کا
پڑتے ہی ہر نگہ ترے رُخ پر بکھر گئی

پھر اُسی بیوفا پہ مرتے ہین
پھر وہی زندگی ہماری ہی

بے اعتدالیون سے سبک سب مین ہم ہوئے
جتنے زیادہ ہوگئے اوتنے ہی کم ہوئے

نے مژدہ وصال نہ نظارہ جمال
مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہی

دے مجھکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر	کچھ تجھکو مزا بھی مرے آزار میں آوے
نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلی نہ سہی	امتحان اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی
ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق	نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی
کب وہ سنتا ہے کہانی میری	اور پھر وہ بھی زبانی میری
اچھا ہے سر انگشت حنائی کا تصور	دلمیں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی
کیوں ڈرتے ہو عشاق کی بیحوصلگی سے	یاں تو کوئی سنتا نہیں فریاد کسو کی
دشمنی نے میری کھویا غیر کو	کس قدر دشمن ہے دیکھا چاہیے
منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید	ناامیدی اُس کی دیکھا چاہیے
مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہ جائیگی	ولے ناکامی کہ اُس کافر کا خنجر تیز ہے
وعدہ آنیکا وفا کیجے یہ کیا انداز ہے	تمنے کیوں سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے
کبھی نیکی بھی اُسکے جی میں گر آجائے ہے مجھ سے	جفائیں کرکے اپنی یاد شرما جائے ہے مجھ سے
گرچہ ہے کس کس بُرائی سے ولے باایں ہمہ	ذکر میرا مجھسے بہتر ہے کہ اُس محفل میں ہے
زندگی اپنی جو اس شکل سے گذری غالب	ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ خدا رکھتے تھے

غازی۔ تخلص ازموزونان دکن است وازمہرہ فن اوست

تمھیں مژدہ ہو دیوانو مقرر پھر بہار آئی	کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

غافل تخلص رائے سنگھ در فن حساب نیکودستی دارد ازوست

وصف کرتا ہے اُن لبوں کا جب	غافل اُسوقت لعل اُگلتا ہے

غافل تخلص بختاور سنگھ شاعریست از مراد آباد ازوست

بیمار عشق کی نہ دوا ہو طبیب سے	مرجائے یا جیے کوئی اپنے نصیب سے

غربت تخلص شخصی متوطن مراد آباد است ازوست

گھر چھٹا شہر چھٹا لیک نہ چھوٹا غم عشق	ہم تو غربت کی اسی غم کے دیوانے ہیں

غریب تخلص شیخ نصیر الدین احمد کشمیری الاصل دہلوی مولد است نوشتہ اند
کہ در فارسی ہم صاحب دیوان است گاہے ریختہ ہم می گفت ازوست

حالِ دلِ شوریدہ کہوں کس سے غریب آہ — وہ درد نہیں جسکی طبیبوں سے دوا ہو

غضنفر تخلص غضنفر علیخان نبیرۂ غلام حسین کروڑہ ساکن لکھنؤ از شاگردان
جرأت است ارباب تذکرہ نوشتہ اند کہ از ہمہ شاگردانش ممتاز است وفقیر
شعری ندیدم کہ نظر بر آن این معنے باید پذیرفت الابیت اول بسیار ما نا بہ انداز
استاد اوست از وست

کہتا تھا اس مریض کو وہ کل سُنا سُنا — کردے کوئی معاف کسی کا کہا سُنا
تصور میں ہے اُس سے دو بدو ہم — کیا کرتے ہیں ہر دن گفتگو ہم
کھینچی دیکھی جو کل تصویر مجنون — تو گویا سُتے ہیں بس ہو بہو ہم
لایا یوسف کا مصور جو دکھانے نقشہ — لگے اُس نقشہ سے وہ اپنا ملانے نقشہ

غلام تخلص راجہ گوپال ناتھ خلف مرزا راجہ رام ناتھ از مقربان حضرت شاہ عالم
بودہ و بہ ہمین رعایت غلام تخلص می کردہ اوراست

جو ہم بستر کبھو ہم ہوں غلام اُس خوب صورت سے — نہ لیں واللہ تا روزِ قیامت دوسری کروٹ
خدا نے تو نے گوش پر آوازہ ہیں قاصد — مژدہ تو ہیں یار کے آنیکا سُنائے

غلامی تخلص شاہ غلام محمد از معاصران حاتم است اوراست

اک کل جسکی نظر تیری سی گذری مرے دل سے — پھر آج وہی دور سے قاتل نظر آئے

گلین تخلص میر سید علی خلف الصدق میر سید محمد مغفور کہ برادر شاہ نظام الدین احمد
قادری است کہ در عہد مرہٹہ ہا اختیار نظم و نسق صوبہ جہان آباد داشتہ بودہ اوراست

تو نے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا — بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا
پھر یاں کوئی مرا جز غم دلدار نہیں — خس کا شعلے کے سوا اور خریدار نہیں

غنی تخلص از مردم شکوہ آباد است از فکرت اوست

اگر کچھ زندگانی میں مزا ہے ہا ہا — تو ایامِ جوانی میں مزا ہے ہا ہا

غنی تخلص شیخ عبد الغنی از اشخاص تھانہ متعلقات سہارنپور است اوراست

پڑتی ہے نظر جس پہ دم چشم بریدن — یاں ہم نے پر کاہ بھی بیکار نہ پایا

غواص تخلص از اہل دکن است و در زمرۂ شعرائے سلف معدود از وست

تو اُسے دیکھ بلبل پھول سے بیزار ہو جاوے — اگر گل تجھ تلک پہونچے گلے کا ہار ہو جاوے

حرف الفا

فارغ تخلص میر احمد خان مہین پور و تربیت یافتۂ نظر اعظم الدولہ امیر محمد خان سرور تخلص ست مردے نیکو اطوار ستودہ خصال بحسن خلق و جودت طبع معروف با راقم آشنا ست این دو سہ بیت از کلامش ثبت افتاد

اپنے دیوانے کا تو شوق گرفتاری تو دیکھ — پانوں مر کر بھی نہ نکلے حلقۂ زنجیر سے
خط لیکے نہ اُس سے جو مرے نامہ بر آئے — یان شرم سے آتے نہین اور اپنے گھر آئے
کیا چین سے جا قبر مین آرام کرونگا — دم بھر بھی اگر موت سے وہ پیشتر آئے

فارغ تخلص از احوالش اطلاعی دست بہم نداد مطلعے ازو ثبت افتاد

قطرۂ اشک جو نکلا سو دُرِ گوہر نکلا — بعد مدت کے مری چشم کا جوہر نکلا

فارغ تخلص فارغ شاہ اصلش از بریلی است در عنفوان شباب کہ آمیزش ارباب دنیا کردہ بے نیازانہ در خور بجہ میگذارند از ثقات معتمد شنیدم کہ بمشرب باطن مشرب اسلاف بلکہ جذب بر سلوک غالب اوراست

تسکین نہین جو حرف قضا ہو جبین سے دور — جب نقش ہو چکا نہین ہوتا نگین سے دور

فارغ تخلص ملند سنگھ از سکان بریلی و شاگرد حاتم است اوراست

دور سے دیکھ تجھے چین بجبین ہوتا ہے — تا کہ تجھ کہہ نسکون سنبلے رکھائی ہسری

فائز تخلص چشم از جمالش و گوش از حالش بے بہرہ است اوراست

کل ملیگا وہ گلے غیر دن کے یہ آیا چودھیان — بس ہلال عید ہمکو نیش عقرب ہو گیا

فدا تخلص معروف بہ گنبد اشاہ اسمش سید محمد علی از سکنائے لوہاری من متعلقات سہارنپور پیشتر معاش بہ پیشہ سپاہگری میکرد آخر خوف معاد غالب آمدہ دنیا را با اہل دنیا گذاشتہ مجردانہ بسیر و سفر میگذراند عزیزے حکایت کند

که بهمین تقریب روباین مصرع هم کرده مردی بود خوش اختلاط بذله سنج از فدائیان فن شعر ابیات تر و خشک از طبعش مے تراوید احباب بظرافت زیاده از انداز مے ستودندش عاقبت مائل بهزل گشت رفتنش را ازین دیار یازدهم سال است پیمان مکرر آمدن زده بود چون وفا نشد بگمان است که کاتب قضا نامش از لوح هستی زده باشد بالجمله او راست

اُس سے ہین اور مجھسے وہ باہم رہا	ایک مدت تک یہی عالم رہا
جس نے کھایا ہے تیر مژگان کا	اُس کے نزدیک پھانس سے بھالا

فدا تخلص میر عبد الصمد از طلبائے دہلی است او راست

جو درد دل کا لکھون یار کو مین سے کاغذ	تو اشک یان تلک اُمڈے کہ بہ چلے کاغذ

فدا تخلص فدا حسین خان از مغول است مسکنش لکھنؤ اولاً افکارش از نظر میر ممنون در آورده بود ثانیاً به مصحفی گرویده بزرگان وی را در فن رمل مهارتے مطلوب و در طب سلیقه مرغوب بود او راست

یہ سری جو نگاہ مین سبک ہین	ہر ایک کے جی پہ بار ہین ہم
کیا کوئی سر جھکا کے ہووے ذلیل	ہاتھ سے تیرا کبھی اُٹھا ہی نہین
ناکام کیا رہین گے کچھ کام کر رہین گے	بدنام ہون گے تو بھی ایک نام کر رہینگے
وان ہمکنار غیر سے وہ رشک ماہ ہے	یان کنج غم مین شکوۂ بخت سیاہ ہے
نہین کھاتا وہ قسم غیر کے گھر جانے کی	سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مر جانیکی
ظالم یہ جرم دل سے ہے کہ عاشق ترا ہوا	قتل فدا عبث ہے کہ وہ بیگناہ ہے

فدا تخلص امام الدین نام شخصے است از فرید آباد او راست

تو بات بات مین ہوتا ہے مجھسے آزرده	یہی تو کچھ نہین اے دلربا بری باتین

فدا تخلص لچھمی رام از سکنائے دہلی و تلامذه سودا است او راست

گذشته حسن کا اب تک نشان باقی ہے	نہ ہون فریفتہ کیونکر کہ آن باقی ہے
کہا جو اُس سے کہ مین دل تو کر چکا ہون فدا	تو ہنسکے بولے ابھی تجھ مین جان باقی ہے

۴۰

فدا تخلص عاقبت محمود خان صدر الصدور مرد مہذب و شوق کسب علم داشت او راست

چون شمع ضبط نالہ تو مین نے کیا فدا ۔ پہ بس چلا نہ گریۂ بے اختیار سے

فدائی تخلص مرزا عظیم بیگ نام از تاجران است او راست

یار کوشے مین ہے اور عیش سے پابوسی ہے ۔ نقش پا تک بھی کرے در پے جاسوسی ہے

فدوی تخلص باسم نکند بقال پیرے بودہ است بدولت اسلام فائز شدہ از اہل لاہور است درین معمورہ آمدہ با سوداطرف شدہ سودا برلے او ہاجے رکیک گفتہ کہ مشہور است از شاگردان شاہ صابر علی صابر تخلص شمردہ می شود گویند کہ نقش محبت سادہ رویان دلخواہ دل نشین داشت و بآن تقریب چند یار جنگہا آوردہ و زخمہا برداشتہ آخر ہا بسرکار نواب ضابطہ خان ملازم شد بعالم آخرت رفت و بعض اہل تذکرہ وے را از مغول دانستہ فدائے بیگ نوشتہ اند بالجملہ

این اشعار از وست

بعد مرنے کے بھٹکتا ہون تہ خاک ہنوز ۔ ساتھ پھرتی ہے مرے گردش افلاک ہنوز
چشم پر آب ہے اور تپ پہ جگر جلتا ہے ۔ کیا قیامت ہے کہ برسات مین گھر جلتا ہے
آوارہ و سرگشتہ نہ پیدا ہر نہ در سکے ۔ سایہ کی طرح ہم نہ ادھر کے نہ ادھر کے
یہ سرو نہین باغ مین ہے آہ کسی کی ۔ نرگس نہین تکتا ہے چمن راہ کسی کی

فدوی تخلص میر فضل علی نام شاعرے بودہ او راست +

یارسے ہے لطف مے کا آہ یہ ہو وہ نہو ۔ یہ کوئی محفل ہے ساقی واہ یہ ہو وہ نہ ہو

فدوی تخلص محمد حسن لاہوری در آغاز جوانی رخت بدہلی کشیدہ شاہ مبارک آبرو را باستادی گزیدہ درویشانہ زندگی میکرد او راست

یار ہمیشہ جو سدا چین بجبین رہتا ہے ۔ نہین معلوم بلا کون سی پیش آئی ہے

فدوی تخلص مرزا محمد علی نام مشہور بہ مرزا بچو از سکنائے جہان آباد بود قائع نگاری در حضور احمد شاہ مامور بود آخر الامر بعظیم آباد سکونت و استصلاح از شاہ گھسیٹا عشق نمود شور عشق در سر داشت عاقبت خود را بدامن سیلاب از

صاحبدلان آویخت از وست

گالیاں کیونکر نہ دیوے تو نے قدوی چھیڑ کر | ایک تو وہ تھا ہی اُسکو اور بھی بدخو کیا
گلہ آپس میں ایسا بھی کبھو تھا | تکلف برطرف ایسا ہی تو تھا
مجھسے ہوتے ہیں درومند جدا | گو کرے کوئی بند بند جدا

ق

شب ہجران کی اور تو قدوسی | ہمیں تقریر کر نہیں آتی
یہ وہ رات ہے کہ جس کی ہمیں | صبح ہوتے نظر نہیں آتی
چل ساتھ کہ حسرت دل محروم سے نکلے | عاشق کا جنازہ بھی ذرا دھوم سے نکلے

فراغ تخلص محمد فراغ در شاہجہان آباد اطفال را درس مے داد اور است

روتا ہے فراغ آج ترے کوچے میں پیارے | دل توڑیئے اس طرح نہ زنہار کسی کا

فراسو تخلص باسم می کند از طایفہ نصارے است پسر کار زیب النسا بیگم زن سمرو فرانسیس بخدمات متعلقہ ذخیرہ اندوز کامرانی ماندہ سخن بر خیرلتے خان دلسوز عرض کردہ اور است

ہے خواب میں دیکھا تو بظاہر بھی ملیں گے | قسمت سے نہ گر خواب کی تعبیر الٹ جائے

و این شعر را بنام اُستادش ہم نوشتہ اند

فرخ تخلص میر فرخ علی از سکنائے جہان آباد دہلی است اور است

چشم سے نور گیا تن سے توان دل سے صبر | ہجر میں تیرے جدا مجھسے ہوا کیا کیا کچھ

فرخ تخلص فرخ بخش شوخ بازاریست و بادلدادہ خویش گرم دلدہی و دلداریست ساکنہ از کانٹھ است کہ معمورہ ایست در بلاد مشرق اور است

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے | نگاہ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے

فرحت تخلص امیر علی نام دہلوی از تلامذہ حکیم میر عزت اللہ خان عشق است و زیست کہ برہگذر علاقہ از وطن بہ لکھنؤ سفر کردہ اور است

رات کو شمع صفت خوب تر لایا اُس کو | قصہ درد جدائی جو کہا یار سے مل

کلا جبکو تلوون سے نرگس سمجھ کر — سُنا تم نے وہ چشم تر تھی کسو کی
نہ پہنچا دل اپنا نہ پہنچا یہ حسرت — لگی کیا ہی کافر نظر تھی کسو کی

فروغ تخلص میر روشن علیخان فرزند اکبر علیخان از روشن ستارگان است هنگام مشق سخن از میر ممنون سواد روشن کرده او راست

تاریک کلبہ اپنا کیا ہو فروغ روشن — گھر مین کبھی ہمارے وہ شمع رو نہ آیا

فریاد حالش هیچ معلوم نشد مگر اینقدر که شخصے در مشاعره هاے لکھنؤ غزلهاے طرح میخواند این ابیات از انجمله است

چین پایا وہ پس مردن دل بیتاب نے — گوشۂ مرقد ہمین آغوش مادر ہو گیا
قتل کا اپنے لکھا ہے مین نے مضمون بیشتر — واسطے میرے مرا دیوان محضر ہو گیا
تلخی ہجران مرے کام آئی آخر زہر زہد — زہر بھی مین نے پیا تو شیر مادر ہو گیا

فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان برادر زادۂ ہدایت خان ہدایت تخلص از مشاہیر اہل سخن جہان آباد است و از خواجہ میر درد ہم کسب باطن و ہم کسب شعر نموده در طب شایستہ مهارت داشت فکرش شستہ و صاف طبعش خالی از اعوجاج در عنفوان ذکاتش را سالی چند آمده صاحب دیوان است این اشعار او راست

یان تلک ہون سبکروزہ عدم مین فراق — قدم جو رکھون تو نقش قدم نہیں ہوتا
صاف دلکو کیا اور داغ جگر کو دھویا — کام کیا کیا نہ مرے دیدۂ تر سے نکلا
بعد مرنے کے بھی اک گردش رہی ہمکو مدام — مشت خاک اپنے رہی تھی جو سو پیمانہ بنا
انکھیان گھس گئین یان ہاتھو نکی ملنے ملتے — لیکن افسوس نوشتہ نہ مٹا قسمت کا
یہ غم ہے ساغر و مینا سے مجھے کہ میرے بعد — ذرا بھی تمکو نہیں منہ کوئی لگانے کا
حسرت ذرا بھی دل سے نہ نکلی ہزار حیف — نکلا اُدھر وہ گھر سے ادھر جی نکل گیا
سمجھے تھے دام زلف سیہ ہے بلائے جان — پر کیا کرین کہ لے گئی تقدیر کھینچ کر
مین رکھکے ہاتھ جو سینے پر اپنے دیکھون ہون — بجائے دل مجھے ہوتا ہے خار سا معلوم
خوش آتی ہین پاؤنکی ترے ٹھوکرین ظالم — سر کو کبھو قدمون سے اٹھانے نہیں ہم

آنا یہ ہچکیون کا مجھے بے سبب نہین	بھولے سے اُس نے یاد کیا ہو عجب نہین
آنکھ اُس شوخ ستمگر سے لڑا بیٹھے ہین	بس چلے یا نچلے ہی تو چلا بیٹھے ہین
رہتا ہے عاشقون سے از بس ہجوم دریر	ہو جائیگا گھر اُس کا بازار رفتہ رفتہ
دامن تلک گیا تھا کہین اُسکے دست وہم	اللہ ری نازکی وہین چولی مسک گئی

فراقی تخلص پریم کشور نبیرہ راجہ جوگل کشور باد فروش کہ احوالش گوش آشنائی صغیر و کبیر است وے ترک خلایق نمودہ اطراف عالم را بکام سیاحت پیمودہ.

از افکار اوست

ہوئین آنکھین گلابی روتے روتے	گلابی کی نہ دیکھی مستکل افسوس

فرہاد تخلص میر ببر علی از مردم فیض آباد و تلامذۂ میر حسن صاحب مثنوی مشہور بودہ از وست

مرے جانے سے وہ بت رام کیا ہو	خدا کا گر نہ ہو قسر ہا و چاہا +

فصیح تخلص مرزا جعفر علی از شعرای لکھنو است استفادۂ سخن از خدمت ناسخ نمودہ از وست

یہ تو قسمت مین کہان تھا کہ کرون کسب کمال	بیکمالی مین بھی افسوس کہ کامل نہوا
مجھ مین ایک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہون مین	تم مین دو وصف ہین بدخو بھی ہو مغرور بھی ہو

فضل تخلص فضل مولے خان از سرزمین لکھنو بودہ مردے خوش وضعی نیکو سیرت و جوانے زیبا صورت خوش اختلاط گرم جوش بجہان آباد ہم آمدہ و قصیدہ بمدح شاہ اکبر خواندہ و خطاب وحید عصر افضل الشعرا یافت شوخ طبعی بود و شعر کمتر گفتے و اکثر اشعار دیگران بنام خود خواندی و با آنکہ از علم بہرہ نداشت ہیچکس بجا لکش پے نہ بردہ اما آخر خود را بلاف و گذاف بصرفہ رسوا و بدنام کردہ بہ کلکتہ رفت و از آنجا بازگشتہ بمصاحبت نواب مرشد آباد نام بر آوردہ و باشعر الصلہ در دست پیش آمدہ حیف است کہ نوجوان مرد این دو سہ بیت بنامش شہرت دارد

اُودی مسی وہ اُسکی کہ جسنے یہ حرف ہے	لب وہ کہ لعل کے بھی نگینے یہ حرف ہے
دل خیال زلف سے اُسکے زبس مغموم ہے	صبح محشر بھی مجھے شام شب دیجور ہے

فغان تخلص اشرف خان مخاطب بکوکلتاش خان کوکہ احمد شاہ بادشاہ کہ بہ تربیت برادر رضاعی را گویند زانوے ادب بخدمت علی قلی خان ندیم تہ کردہ از اہل ثروت بودہ از ینجا نقل و حرکت و بہ عظیم آباد سکونت اختیار کردہ و در سنہ ۱۱۹۶ ازین خاکدان بہشت جاودان نقل کرد او راست

کرتا ہے وصل میں در و دیوار پر نظر — تجھکو مزا پڑا ہے فغان انتظار کا
ممکن نہیں کہ غیر نہووے رکاب میں — تجھکو خدا نلائے ہمارے مزار پر
کیا تو شب فراق میں جیتا رہا فغان — یان تک گمان نہ تھا تجھے صبر و قرار کا
شکوہ کرے ہے تو جو مرے اشک سرخ کا — تیری کب آستین مرے لہو سے بھر گئی
تنہا اگر میں یار کو پاؤں تو یہ کہوں — انصاف کو نچھوڑ محبت اگر گئی
آخر فغان وہی ہے اُسے کیوں بھلا دیا — وہ کیا ہوے تپاک وہ الفت کدھر گئی
عشاق تیرے گرمی بازار کر گئے — اس جنس کو گران یہ خریدار کر گئے
میں مر گیا پر آہ نہ پوچھا فغان سے مجھے — درد جگر کسے ہے یہ بیمار کون ہے
تحمل آتش غم میں دل بیتاب کیا جانے — ٹھہرنا ایکدم بھی آگ پر سیماب کیا جانے
قاصد جو نامہ لیکر آوے یار پیسے — خفت مجھے ہوئی دل امیدوار سے
تیرے ہی دل سے پوچھیے اس غم کو ہان فغان — الفت بڑی بلا ہے کسی کو خدا نہ دے
نہ کھولیے تپ نے بند قبا تو کیا کیجے — دل گرفتہ کو ظالم کبھی تو وا کیجے

فقیر تخلص میر فقیر اللہ نام در جرگہ شعرا بحضور شاہ عالم بادشاہ شرف اندوز بود از گیت و دوہرہ ہم آگاہ بود اخلاق مہذب داشت احیاناً پاس خاطر یاران را فکر ریختہ میکرد او راست

میرے سحاب چشم کو نیسان پہ ہے شرف — ہے کون سی گھڑی کہ یہ گوہر فشان نہیں
صافی دلوں سے دید کو مانع نہیں حجاب — عینک سے ہے دو چند ضیاے بصر مجھے

فقیر تخلص میر شمس الدین دہلوی از بنی عباس است در درسی زبان دستگاہی معقول دارد و لا سیما در عروض و قافیہ بے نظیر وقت خویش است

رسالجات تصنیف کردهٔ وے بدین مدعا گواه درسنه ۱۲۵۴ بعد کسب سعادت زیارت حرمین شریفین زاد الله شرفاً و تعظیماً هنگام بازگشت زورق حیاتش طوفانی شد گاہے ریختہ ہم گفتی این اشعار از وست

حال اُس کے بیاض گردن کا — نقطۂ انتخاب ہے گویا
ہے غرض دید سے یان کام تکلف سے نہین — خواہ ادھر بیٹھ گئے خواہ اُدھر بیٹھ گئے
گرنے آواز تیرے کوچے کے یا تشدد تنگی — نالے کر لیے سے مگر اُن کے گلے بیٹھ گئے

فگار تخلص میر حسین نبیرہ میر فقر اللہ فقیر سید یست دل فگار وطنش ہمین بلدہ خلد آثار سخن را بمرزا اسد اللہ خان غالب گذرانیده از وست

دیکھ آئینہ کو اُسنے کیا اس سے لیے ٹکڑے — یعنی بجھے کسو اسطے مجھسا نظر آیا
کرتا ہے غنچہ تیرے دہان کی برابری — شاید یہ اپنا بھول گیا ہے دہن کی بو

فگار تخلص مرزا قلب علی بیگ شخصے است از دہلی این بیت از تذکرہ اعظم الدولہ نوشتہ اند

مت پوچھ فگار ابتو مرا مسکن و ماوا — مانند بگولے کے سدا بیوطنی ہے

فیض تخلص پنڈت کرپا کشن کشمیری از موزونان لکھنؤ است ازین گونہ حرف می زند

لوٹے خون مین نہ خاک سے سنبھل آکر — دیکھتا میرے تڑپنے کو جو قاتل آکر

فیض تخلص میر فیض علی پسر میر تقی مرحوم است در سرکار وزیر الممالک با پدرش بسر می برد آورده اند که غرور سخنگوئے بسیار داشته و فقیر از ایشان شعرے مصداق دعوی ندیدم یارب مگر نازش ایشان بر شاعرے پدر باشد و العجب کل العجب که بمقتضائے الولد سر لابیه دعوے را آموختند و وجه دعوی را گذاشتند خلاصه این ابیات از وست

گل کھاموسے تھے جنکے لیے جسم زار پر — وہ پھول بھی نہ لائے کبھی وہ مزار پر
شوق مین تیرے کنار و بوس کے اے بحر حسن — موج کے مانند ہو جاتے ہین سب آغوش ہم

کدورت جب تب انداز سے نکلا ہی کی تیرے	ہماری خاک اُس کوچے میں کب تو نے صبا پھینکی

حرف القاف

قائم تخلص شیخ محمد قیام الدین از سکنائے چاندپور دار خشد تلامذۂ مرزا رفیع سودا است شاعریست خوش گفتار بلند پایہ موزون طبیعت عالی مقدار اگر انتساب بعضی ناشناسان سخن بہ مکانت سودا می شمارندش حرف در دیوانگی ایشان از جنون است از بہرہ اندوزان دانش نباید پستی زمین را با فراز فلک یکے دانستن و ارباب بصیرت چشم از حق نتوانند بست چگونہ ذرہ را آفتاب نتوان گفتن بہرحال قائم در سخن دستگاہے دلپسند دارد گو پایۂ سودا نباشد احاطہ بر اصناف او را میسر است لاسیما در قطعات و رباعیات مضامینی کہ دلالت بر شوخی فکرش کند از طبعش تراویدہ پیشتر محل سکونتش دار الخلافہ بود کہ مجمع رجال است مجمع اہل کمال نسبت تالیف تذکرہ بقائم ہم کردہ اند وفاتش در سنہ ۱۲۰۸ ہجری اتفاق افتاد این ابیات از دیوان او ملتقط شدہ و درین اوراق نگارش یافت

الف

قسمت کو دیکھ ٹوٹی ہے جا کر کہاں کمند	کچھ دور اپنے ہاتھ سے جب بام رہ گیا
غیر سے ملنا تمھارا سُن کے گو ہم چپ رہے	پر سنا ہوگا کہ تم کو اک جہاں نے کیا کہا
تا بہ فلک نالہ تو پہونچا تھا رات	میں ہی کچھ اللہ کا ڈر کر گیا
گو چہ گردی دل مجنون نے مرے کی ایجاد	مبتذل جان کے ڈھب بادہ پیمائی کا
ٹوٹا جو کعبہ کون سی یہ جائے غم ہے شیخ	کچھ قصر دل نہیں کہ بنا یا بنائے گا
فلک جو دے تو خدائی بھی لے لے اب قائم	وہ دن گئے کہ ارادہ تھا پادشاہی کا
تا صبح تو کہے ہے یوں کہ گویا	ہے دل پہ پھر اختیار میرا
جہاں میں شہرہ تھیں مجنون کی ذلتیں قائم	سو بارے عہد میں تیرے وہ نیکنام ہوا
بید باغی سے نہ اُس تک دل رنجور گیا	مرتبہ عشق کا پایان حسن سے بھی دور گیا

معاملہ ہے یہ دل کا اسے کہے گا وہ کیا
یہ سچ کہ جھوٹ ہے دعوی دوستی لیکن
لے گیا خاک میں ہمراہ دل اپنا قائم
ہر دم آنے سے میں بھی ہوں نادم
کب آئینہ کو تسخیر آئے ہے پیارے
نہ وعدہ اُسکے ساتھ نہ پیغام کیا کہوں
مبتذل تھا وہ تری چشم سے بیمار کے مضمون
ظالم تو مری سادہ دلی پر تو رحم کر
قائم ضرور کیا ہے اب اُس جنگجو سے صلح
طوفان گریہ کی ہے مرے حد عمر نوح
سننے کا یار یہ بھی کوئی طور ہے کہ آج
مجھکو قائم وصل کی شب سے ہے کیا شادی کہ یہاں
سب کو آیا ہی ترے حسن کا یاں طور پسند
جو سوز عشق کا چرچا وہاں نہیں قائم
نالوں سے عندلیب کے آیا ہے جی بتنگ سا
تھا مو مجھے آمد میں کوئی اُس کی کہ ناگاہ
گر زیست ہے تجھ تلک تو پھر کیا
جھگڑے سے ہے اشتاب گرم مرا آہ سرد سے
عذر تقصیر بھی چاہوں گا میں اس سے اے دل
زبان عشق شکایت سے لال ہے ورنہ
دو جہان بھی ملیں تو بس ہے ہمیں
لے چلو دل چونکہ کو تو یہ دشوار نہیں
مرکی تو یہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن

پیا مبر کے ہمیں ساتھ آپ جاتا تھا
کبھی ہمیں بھی تو اکبار آزماتا تھا
شاید اس جنس کا یاں کوئی خریدار نہ تھا
کیا کروں پر رہا نہیں جاتا
کسی کا دل ہے وہ جس لے لیا انتقام لیا
پوچھے کوئی سبب جو مرے انتظار کا
جو ستم چرخ جفا پیشہ نے ایجاد کیا
روٹھا تھا آپھی مجھسے میں اور آپھی من گیا
مدت ہوئی کہ جان سے میں ہاتھ دھو چکا
دریا نہیں کہ آج چڑھا کل اُتر گیا
قائم نے تیرے ہاتھ سے گھبرا کے رو دیا
گر کبھی جھگڑے ہیں کوئی دم میں ہو جاتی ہے صلح
گرچہ ہر اک کے زمانہ میں ہے ایک ورلیشہ
تو کیا میں جاؤں گا دینے بہشت میں آتش
کس نے مرے مزار پہ لا کر چڑھائے گل
لیجائے نہ گھر سے کہیں باہر تپش دل
صدقے ترے مر ہی جائیں گے ہم
دیکھیں تو پہلے پہونچے ہے تو عرش پر کہ ہم
تلک تو خاموش ہونے سے وہ دشنام کہیں
ہم اک گلہ کے ترے سو جواب رکھتے ہیں
یاں کچھ پھر اتنی تو احتیاج نہیں
لیک تم دیکھتے پھرتے ہو خریدار نہیں
نے طلب اب بھی جو ملجائے تو انکار نہیں

قائم اور تجھسے طلب بوسے کی کیونکر کہیے
یار اگر چاہتا ہے دے تو نہ تم
کہتا ہے آئینہ کہ ہے تجھسا ہی ایک اور
قائم یہ جی مین ہے کہ تقیید سے شیخ کی
اتنا تو ہون ذلیل جو پوچھے ہے یہ کوئی
قائم یہی فضا ہے گر اس دہر کی تو خیر
تھا تم دست سلیمان سے ہون قائم مین عزیز
سنگ کو آب کرین دل مین ہماری باتین
ہان وہ تو آدمی ہین کہ جن سے تجھین ہے ربط
شمع سان جلنے کو صانع نے بنایا ہم کو
شیخ جی تم نے نہ سمجھی یہ کرامات کی راہ
ہر گلی کوچہ ہے بستی کا پراچے کی دکان
قائم کے حال سے ہے تعرض عبث کہ چرخ
بعد خط آنے کے تھا اُس سے وفا کا احتمال
دنیا مین ہم رہے تو کئی دن پر اس طرح
قائم کو اپنی بزم سے جانے نہ دے کہ یار
ساقیا دور کیا کرے ہے تمام
خدا نکردہ اُسے غیر سے تو کیا سروکار
نہ رحم سینہ سپر اور مجھکو تنگ کرنا صبح
منت تک دن ہون مین دل تو بھی کوئی لیتا نہین
صورت مین تری گر نظر آوے ملک الموت
گر ہم سے تم ملے نہ تو ہم بھی نہ مر گئے
روئین گے کب تک اے مژہ اشکبار بس

یون وہ نادان ہے پر اتنا تو بد آموز نہین
جان کچھ دل سے تو نہ یا دنشین
یاد رہین تو لامین ترے روبرو کرون
اسکے جو مین نماز کرون سنے وضو کرون
تو چاہتا ہے اُس کو تو کہتا ہون مین نہین
کھلنے کی ایک دل کے بھی جس مین جگہ نہین
سخت پچھتائے وہ جو ہاتھ سے کھوئے تجھکو
لیکن افسوس یہی ہے کہ کسان سنتے ہو
کیا شکوہ تم سے روئیے اپنے نصیب کو
جس کے مین ہاتھ پڑا اُس نے جلایا مجھکو
کیا قباحت ہے نکلنے مین خرابات کی راہ
دھجیان ہو کے اُڑے لیک گریبان مرے
ایسا گران نہین کہ وہ تجھسے سنبھل سکے
لیک وان تک عمر نے اپنی وفاداری کی
دشمن کے گھر مین تجھسے کوئی مہمان سے ہے
ہے کیا برا جو مفت مین ایک شعر خوان ہے
آپ ہی اب یہ دور چلتا ہے
تھی ایک بات ہمارے ہی یہ جلانے کی
کہ دم اپنا سما سکتا نہین پہلی ہی تنگی سے
ہان مگر اس سے بھی کچھ یہ جنس سستی دیجیے
جی دینا کسی طرح سے دشوار نہ ہووے
کہنے کو رہ گیا یہ سخن دن گذر گئے
اب کیا تجھے ڈبوئین گے جل کھل تو بھر گئے

دو چیز ہیں یادگار دوران + تیرا ستم اپنی جان فشانی

کیا پوچھتے ہو سبب آزردگی یار
دل لے چکے مدت ہوئے اب جان طلبی ہے

نے نالے میں تاثیر ہے نے آہ میں یان درد
معلوم ہو کس طرح تجھے چاہ کسی کی

عشق تو قائم نہ ہوا آپ سے
اور ہی کچھ پیشہ کیا چاہیے

رو کے پوچھا جو میسر ہو ترا کیونکہ وصال
سنکے کہنے لگا طالع کے مددگاری سے

گلستان میں نہیں کہ ظلم ہے بد
پر خوب تو مہربان نہیں ہے

کسی بلا میں پھنسے قید ہوئے جانے لے
پر آدمی کو خدا الجھ سے مبتلا نکرے

بتون کے دید کو جاتا ہوں دیر میں قائم
مجھے کچھ اور ارادہ نہیں خدا نکرے

قائم آیا ہے پھر وہ بن ٹھن کر
دیکھیں کس کس سے اب بگڑتی ہے

آخر تو جرم عشق سے کرتے ہیں مجھکو قتل
یکبار اُسکے بھی تو کہیں روبرو مجھے

دشمنی سے ایک ادائی کی ہے قائم جائے خوف
وارے اسیر جبیں کشتی سے نقشے افلاک ہے

کس دل پہ داغ غم نے نہ تیرے بہار کی
اللہ رے دھوم اب کی برس لالہ زار کی

قاسم تخلص سید قاسم علیخان پسر عطا حسین خان تحسین صاحب نو طرز مرصع کہ مخاطب بہ مرصع رقم بودہ در فن موسیقی مہارت خوشی دارد سابق بخدمت تحصیل محالات سرکار انگریزی داشتہ اکنون در لکھنؤ بسر میگذراند از ویست

ایک بوسے کے عوض دین اسنے لاکھوں گالیاں
پیشتر لذت ملی تقصیر سے تقریر میں

مرا ہر آبلہ ہے گہر باسکے سبحہ کا دانہ
نہیں تو کیوں عشق پہ اسقدر رکھا شونکو جیسے

زمین کو کر دیا رشک فلک رفتار جانان نے
فروغ پنجۂ خورشید ہے ہر نقش پا کے

جو یہان ہیں کہی تو کہیں سنگ نہیں تو جا تیسے سر کے
بیمار ہی الست در مرگ آ گئی زبان میں ہے

مرے صداع کو صندل سے فائدہ معلوم
علاج اسکا کسی سنگ آستان میں ہے

سیکڑوں دریا بھرے ہیں چشم گریان میں مری
کچھ سد بھی یہ کم بخت ہر دم تشنۂ دیدار ہے

واعظا غم نہیں دوزخ کی گرفتاری کا +
بیقراری نے دیا عالم سیماب مجھے

قاسم تخلص حکیم میر قدرت اللہ خان از مردم مشہور دہلی است با مولانا فخر الدین

اعتقاد وافر داشته از مریدان خدمت ایشان است علم معقولے دریافته امروز و قائلش را سال غائب
است تذکرہ درحال فکر ریختہ نگاشتہ است و بملاحظہ نرسیدہ صاحب دیوان است و این
اشعار منتخب از آن است

میں مد نظر اپنے مجھے کام نہیں رکھتا
آغاز محبت یاں انجام نہیں رکھتا

یاں مجھ کو بھی رخصت سیر چمن ہو تک صیاد
کرا بلی شور ہے ظالم بہار آنے کا

قاسم کے ساتھ بادہ خوری تھی تمام شب
اور شام سے ہے اس کے تجاہل علی الصباح

کس لیے قول ترا اے بت خود کام غلط
دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط

وہ آکے بغل میں کہیں یا جی ہی نکل جائے
مٹ جائے کسو طرح تو یارب خلش دل

دشنام تم سناتے ہو رہتے کو آن میں
کیا جانے کیا فسوں ہے تمھاری زبان میں

جان جاوے یار سے ہی قاسم یہ دیکھیں گے ستم
ہے ارادہ یہ مصمم دیکھیے کیسی بنے

تفصیل سے کہ قاسم حال دل دیوانہ
ہے نہ سمجھا ظالم ہم یار ہیں یاروں کے

مسلمانوں اسے پروا ہو کیا احیائے عاشق کی
وہ نصرانی بچہ ہے عیسی نفس تو ہی یہ کافر ہے

قاسم تخلص میر قاسم علی نام موطنش بریلی بودہ او راست

یقین ہے العطش گویاں دم آخر مروں گا میں +
پیاسا ہوں تری آب دم شمشیر براں کا +

قاصر تخلص مرزا صبر علی بیگ شخصے است از دہلی اصلاح سخن از انشاء اللہ خان فراق
گرفتہ او راست

یاد کس گلرو کی اس دل کو تیرے آگئی
آہ کر سکتے نہیں ایسی نقاہت آگئی

قابل تخلص مرزا علی نجابت شخصے است از دودۂ تیموریہ اکتساب سخن از ابراہیم ذوق
کردہ او راست

سامنے میرے غیر سے تو ملے
ستم اس سے زیادہ کیا ہوگا

کیا جو قتل مجھے تو نے آج خوب کیا
کہیں عذاب سے چھوٹا مجھے ثواب ہوا

احوال گریہ سن کے مرا یار نے کہا
لے تو ابھی سے عشق میں اس نے تو رو دیا

تم کہتے ہو جاؤ تم یہاں سے
مر ہی جانا ہے عشق میں بہتر
ایسے جائیں گے پھر نہ آئیں گے ہم
نہ جئیں گے نہ رنج اٹھائیں گے ہم

قبول تخلص غنی بیگ از سخن گویان مشہور پارسی است احیانا بفکر ریختہ ہم می پرداخت اور است

دل یوں خیال زلف میں پھرتا ہے نعرہ زن
تاریک شب میں جیسے کوئی پاسبان پھرے

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ از تلامذہ سبحان مشہور است سلسلۂ بیعش بشاہ عبد العزیز شکر بار علیہ الرحمۃ اللہ العزیز الغفار میرسد بسر شمس الدین فقیر رابنی عم میشود وطن اصلیے وے دہلی و در مرشد آباد سکونت ورزیدہ سنہ ۱۲۵۵ ہجری ازان جا اوین مہمان سرائے بوطن اصلی نقل کردہ آنکہ اور از عظیم آباد دانستہ اند غلط کردہ اند بالجملہ قدرت در شاعرے قدرت و قوت عظیم دارد عمرے بہ مشق بودہ طبعے رسا داشتہ اشعار خوش ادا گفتہ این ابیات از نتائج افکار اوست

ہنگامہ بہار و ورع اب بسر آیا
اے بادہ کش مژدہ کہ پھر ابر تر آیا
کچھ دیر ہوئی اشک نہیں آنکھوں سے گرتے
شاید تہ مژگاں کوئی لخت جگر آیا
ہوا ہے اس کے گلو میں گرہ دم اعجاز
ترے لبوں نے مسیحا سے کیا سوال کیا
جدا لبوں سے اب دل بیتاب رہ گیا
اپنے تپش میں جل کے یہ سیماب رہ گیا
آگے نہ چل سکا ترے کوچے کو چھوڑ کر
خورشید جا کے تا بہ لب بام رہ گیا
جہاں نظر پڑے پاؤں تلے ملے کا غذ
سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ میں نہ لے کا غذ
یہ دل شوریدہ جب سے ساتھ ہے نیرنگ میں
شور محشر ہی رہا قدرت کی مشت خاک پر
بچالے کو اگر داغ سے چھاتی کے پھر اوڑھیں
خاشاک کے پہلو میں چھپے آنکر آتش
جرم پر تیرے ہی محبت کے ہمیں کرتے ہیں قتل
حفظ جاں کے واسطے کیجے انکار حیف
اک اس داغ کو لگیو کہ نمک سود نہیں
پھوٹے وہ آنکھ جو لخت جگر آلودہ نہیں
اڑا دی زیر خاک ماتم میں دل کی
گیا ہم نے آخر زمین آسمان کو

لب جان بخش کی اُسکے جو پڑی ہے یہ دھوم
لب عیسیٰ نے مگر تیری زبان چوسی ہے

ہر آن اک ستم ہے ہر لحظہ ایک جفا ہے
کوچہ ترا ہے ظالم یا دشت کربلا ہے

سینہ اُس کا ہے دل اُسکا ہے جگر اُسکا ہے
تیر بیداد جو چاہے کرے گھر اُسکا ہے

آہ اس کم فرصتی پر ہو نشے سے کیا سرور
شیشہ تا خالی ہو جام زندگی لبریز ہے

حسرت اے صبح چمن ہم سے چمن چھوٹے ہے
مژدہ اے شام غریبی کہ وطن چھوٹے ہے

نوح کشتی سے خبردار کہ یاں سینے سے
مرہم تازہ ناسور کہن چھوٹے ہے

شب ہجران کی مصیبت کو کہوں کیا قدرت
تن سے جان چھوٹے ہے اور جان سے تن چھوٹے ہے

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ از اہل رامپور شاگرد قائم چاندپوری نوشتہ اند او راست

لاکھوں جلائے مردہ صد سالہ آن میں
فیض دم مسیح ہے اُس کی زبان میں

انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا
کتنوں کے گھر تو جاتے رہے امتحان میں

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ نام از تلامذہ نثار اللہ خان فراق است او راست +

زلفوں میں اگر دل یہ گرفتار نہ ہوتا
یوں روز مرا آہ شب تار نہ ہوتا ++

قربان تخلص میر محمدی خلف میر کلو حقیر مشورت سخن با نثار اللہ خان فراق کردہ
از وست

کیوں نہ اک ٹھوکر سے ان احیائے صد جانداد ہو
دست بستہ معجز عیسیٰ جہان استادہ ہو

کس کی برگشتہ نگہ کا ہوں میں بیمار کہ آہ
یاں مسیحا کی ہوئی جاتی ہے تدبیر اُلٹی +

قربان تخلص قربان علی عظیم آبادی است او راست

لگاوں کیوں نہ دل سے اُس کمان ابرو کے پیکاں کو
کہ آزردہ نہیں کرتا ہے کوئی اپنے مہمان کو

قرار تخلص جان محمد بزمرہ نقبا در سرکار وزیر الممالک بہادر جا داشتہ کلامش را بنظر شاہ
شرف الدین ملول درآوردہ است او راست

ہے ناز سے اُس کے یہی پیغام قضا کا
کیوں نام کیا آپ نے بدنام قضا کا

قرار تخلص میر حسین علی کیفیتش معلوم نیست این شعر از وست +

کس طرح قرار اُس سے کروں درد دل اظہار
سنتا ہی نہیں وہ بت مغرور کسی کی

قرار تخلص شخصی است از شاگردان حسرت اوراست

پیارے بیوفا یا باوفا ہو ++ غرض تم دل کے لینے مین بلا ہو ++

قسمت تخلص المخاطب بشمس الدولہ خلف نواب بارگاہ علی خان استفادۂ نظم از جعفر علی حسرت نمودہ از شعرای لکھنو است بسرکار مرزا جہاندار شاہ اقتدار مطلوب داشته این ابیات اوراست

الٰہی یا تو میرے دامن دلدار ہاتھ آوے
نہیں تو ہاتھ لی اسکے لہین تلوار ہاتھ آوے
مقدور ہے کس کا جو ترے حسن کو ملے
رستم جو ترے آوے تو وہین اسکا سر آوے

قلندر **رنظر** بتخلص حاجت اظہار حالش نیست معاصر خان آرزو است این دو بیت از وی گزیدہ آید

جی کو ہے زندگی نہین سہتے
کیا جی کی کرون کہ جی نہین سہتے
جیتے ہی ہمیشہ اشک ناصح
روتا ہے یہ مجھسے ہنسی نہین سہتے

قمر تخلص مرزا قمر الدین المعروف بہ مرزا حاجی بیٹے پور مرزا تقی ہوس و تربیت یافتۂ میان اوست

صلح کرتے ہوئے آخر وہ بجنگ آہی گیا
عشق کا نام برا ہے کہ سینہ تنگ آہی گیا +
کہتے ہین شب کو قمر آج گلا کاٹ موا
آدمی تھا غم ہجران سے تنگ آہی گیا +
بیجا نہین ہے کچھ مرے قاتل کا اضطراب
دیکھا تھا اس نے کب کسی بسمل کا اضطراب

قمر تخلص مرزا قمر طالع میانہ پور مرزا ایزد بخش بہادر است کہ مرزا نیلی عرف الیشان بود و کسب سخن از حافظ عبد الرحمن خان احسان کردہ صاحب دیوان است اوراست

نہ آئی تاب تو بھی دل لے تابی کے ہاتھ سے
قمر پہلو مین وہ رشک قمر ہوتا تو کیا ہوتا
بعد مدت خط لکھا ہے یار تو خط لے مجھے
تو بھی اب تو لے قمر شکوون سے دفتر کھول دے

قیس تخلص مرزا احمد علی بیگ مشہور بہادر بیگ خلف مرزا امداد علی بیگ اصلش از مشہد مقدس و ی در لکھنو از شبستان عدم بجلوہ گاہ وجود قدم نہادہ سخن را بحسرت نمود از نتائج طبع اوست

دل مضطرب کا دیکھا عجب اضطراب الٹا
ہوا اور مضطر اسنے جو ذرا نقاب الٹا
آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ
اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے
پھرتا ہون ہر کسی سے مین القاب پوچھتا
خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے

حرف الکاف

کامل تخلص پنڈت ٹھاکرداس کشمیری کہ بالفعل در عدالت بوکالت میگزارند او راست

پلٹ کر جو دیکھا سر راہ اُس نے
لگا تیر ایک بار گشتی جگر پر +

کامل تخلص مرزا کامل بیگ جز نامش دیگر حالتش معلوم نشد او راست

مژگان سے گرچہ دل ابرو کرے ہے ٹکڑے
یہ بات میں نے کہی جب اُس سے داد چاہی (قطعہ)

کہنے لگا کہ ترکش جس وقت ہووے خالی
تلوار پھیر کھینچے تو کیا کرے سپاہی

کبیر تخلص حکیم کبیر نبیرۂ از مردم سنبھل من متعلقات مرادآباد در طب دستگاہی داشتہ او راست

ایک ہی بار سے جی ناک مین آیا ہے کبیر
زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار سے

کریم تخلص کریم اللہ خان از افاغنہ است از افکار اوست

نہ کچھ قدرت ہے گر رو برو جانے کی کریم
زیر دیوار ہی جا نالہ سنایا ہوتا

کرم تخلص شیخ غلام رضا من اصلش از گوپامئو بالفعل در شاہجہان آباد بسر میبرد مدتہا در حیدرآباد گذرانیدہ در ریختہ و فارسی فکر میکند قوت نظمیہ بسیار دارد زانوے ادب بخدمت مومن خان تہ کردہ باوجود کہن سالی مرد شگفتہ و ظریف است و بار اقم آشنا است ابیاتش از و طلبیدہ بعد انتخاب درج شد

تیر ناخوردہ ہمارا شست سے کیا کیا تڑپا
استخوانون مین مرے دیکھ کے پیکان تیرا

فرہاد و قیس عشق مین سرگرم لاف تھے
خاموش ہو گئے جو ذرا نام آگیا

نام کب آسودہ جان لین نالہ ہاے زار کا
سرمۂ آواز ہے سایہ تری دیوار کا

ہاتھ ہووے گا مرا اور ترا دامان ہوگا ++
چاک جیب سحر قیامت کا گریبان ہوگا

زلف مژگان سے لپٹی ہے خدا خیر کرے
مشک آلودہ کہین خنجر بران ہوگا +

کیا ہی برہم ہوئی زلف اسنے جو پوچھا مجھسے
اے کرم کس نے کیا حال پریشان تیرا

سوجھے جو طاقت و تاب و توان تلک
لیکن یہ پوچھتے ہین مجھی سے کہان تلک

چین جبین سے ہے موج تبسم نگاہ میں + | ڈر ہے مجھے فریب کا تیرے پیمان تلک
اسیری نے کی پردہ پوشی جنون کی + + | کیا طوق گردن نے کار گریبان +
نسبت ہے میرے داغ سے کیا گل کو عندلیب | گو آہ سرد و باد سحر دونون ایک ہین
روز شمار جان شب ہجر کو کرم | نے شام اسے نہ اسکو سحر دونون ایک ہین
غلطے سے گر چلا ہون کون تھامے | بجز مژگان بر گرد دیدہ عجب
اے طفل اشک دیکھ کے ذرا دیکھیو | ہر پارہ جگر ورق انتخاب ہے
مرا نشو و نما ہے اس خرام لا ابالی سے | غبار ناتوان کو سرکشی ہے پایمالی سے
گر وہان بیٹھون تو اٹھے وہ مری تعظیم کو | خوف ہے شاید کہ صحبت کا اثر ہونے لگے
ولے قسمت اور اخفا ہی ہوا افشاے راز | رو کتے ہی اشک کے لخت جگر آنے لگے
اس کو شہرت کی تمنا مجھے رسوائی کی | ہر کوئی آرزوے نشو و نما رکھتا ہے
کس باغ میں وہ رونق گل جلوہ کنان ہے | نکلے ہے دھوان سا در فردوس برین سے
گھبرا کے لگے دیکھنے وہ اپنا گوش | جب اشک مری آنکھ سے گریبان سے نکلے

گرم تخلص مرزا حیدر علی بیگ خلف مرزا نیاز علی بیگ باشندہ دہلی از شاگردان مشہور مصحفی است او راست

حسرت سے دیکھتا ہون میں جس جا کیطرف | لگتا ہے تب وہ دیکھنے دو چار کی طرف
لوہو میں بھرے ہیں ترے ہاتھ بیچ بستا | تربت پہ کس شہید کی تو نے چڑھائے گل
گلدستہ لا دیا جو کل اس کو رقیب نے | ہمنے بھی گرم رشک سے ہاتھون پہ کھائے گل
تیغ نگاہ کس کی دیکھی ہے ہم نے یارب | جو زندگی سے اپنی بیزار اس قدر ہین +
سیل گریہ میں نہ ہم تا بکمر ڈوب گئے | یان تلک روئے کہ ہمسایون کے گھر ڈوب گئے

گرفتار تخلص مغلی بیگ باشندہ دہلی از شاگردان حاتم است او راست

درد ہو جس کی کچھ دوا کیجیے | اجی یہی ہے جین ہو تو کیا کیجیے

گریان تخلص میر محمد علی از لکھنؤ است او راست

مجھے جب دیکھتا تب ہاتھ سے منہ ڈھانپ لیتا | نکالا طور اس نے روز یہ صاحب سلامت کا

گستاخ تخلص مرزا علی از ساکنان لکھنؤ است او راست +

بھی لگایا تھا سمجھ ہووے گی فرحت حاصل | لیے بجانا تھا کہ آوے گی قیامت لازم

کلو تخلص میر کلو از اقارب خواجہ میر درد بودہ او راست +

صید افگن ان کی گرم سفر ہو گئے کیا ہو گا | اور ادھر کی زلف چھٹکنا بھلا ہو گا

کلیم تخلص شیخ کلیم اللہ ساکن سر کوٹ کہ از متعلقات نگینہ مضافات مراد آباد است او راست

جلوہ کلو رخ یار سے پیدا ہووے | تجلی اعجاز تکلم سے مسیحا ہووے

کلیم تخلص میر محمد حسین کلیم طوطی شکر نیر در لیست د شیخ محمد سخنور یکے از شعرائے مسلم است و ہم درجرگہ موزونان با تا خرد با تقدم پز شہ میر تقی میر است و از ساکنان دہلی طبع بیدار داشتہ شعر بیرد لفظائے گفتہ داشتہ کہ بپارسی زبان زبانش درست و فکرش صایب بناشد گفتہ اندکہ ترجمہ فصوص الحکم شیخ محی الدین ابن عربی نور اللہ مضجعہ در ریختہ کردہ است فقط للہ الکلام دیوان و مثنوی ہا از یادگار است ملاحظہ آن دست بہم ندارد و این اشعار از سفاین و تذکرہ ہا انتخاب و ثبت افتاد

چھپا ہے آدمی کی چشم تر آب میں دریا | کسی نے دیکھا ہے اب تک حباب میں دریا

کس پریشان نے قدم رکھا ہے پیچ و تاب سے | بہا دہ آتا ہے نظر جون زلف کچھ برہم ہوا

قیر میں مجھی سے ہمراہ گیا اپنے کلیم | آہ کیون درد دل اپنا کسو کو سونپا

آتی ہے دل پہ قلقل مینا سے اب شکست | دہ دن گئے کلیم کہ یہ شیشہ سنگ تھا

ہو چکا حشر گئی دوزخ و جنت کو خلق | رہ گیا میں ترے کوچہ میں گرفتار ہنوز

درازی شب ہجران و زلف یار کلیم | مجھی سے پوچھ کہ کاٹی ہے رات آنکھوں میں

رکھوں نہیں آنکھوں میں کیونکر تجھے کہ ہے برسات | پھر ایسا گھر کہ جو خانہ خراب ٹپکے ہے

دیوانہ ترا وادی پر اپنے اگر آوے | منہ دیکھو فلاطون کا جو عہدے سے بر آوے

غرور حسن کیا ممکن کہ اس سے داد کو پہونچے | غرض تم سن چکے احوال ہم فریاد کو پہونچے

کمال تخلص شاہ کمال الدین حسین ضامن شش از کڑہ مانکپور بزرگ کا ...

از ارباب مناصب بودند و لے ترک لباس کردہ کسوت درویشی پوشیدہ دل بر سیاحت نہادہ ہنگام ورود لکھنو از جرأت امداد میخواست

جو شکست شیشۂ دل کچھ نہ کھیلا اور کام — مرتفع جس دن سے ہے یہ چرخ مینا ئی ہوا
آہ جو کچھ ہم سے ہو سکتا سو کر چکتے و لیک — ایکدن تم کو نہ شوق کار فرمائی ہوا
اور دکھلایا تماشا مجھکو وحشت نے کمال — مین تماشائی تھا جس کا وہ تماشائی ہوا
پہ بھی کچھ بیٹھنے کا بزم مین اسلوب ہے واہ — جون جون ہم آگے بڑھین آپ سرکتے جا دین

گستان تخلص از شاگردان اشرف علی خان فغان از ناشش آگہی نشد اورا است

واسطے جسکے سبھی مجھکو برا کہتے ہین — وہ جو سنتا ہے تو کہتا ہے بھلا کہتے ہین

گنا بیگم زنی است از دودمان عفت زوجہ نواب اعتماد الملک غازی الدین خان کہ نظام تخلص ایشان است حسب الامر شوہرش گفتار خویشتن بنظر میر قمر الدین منت میآوردہ اورا است

مقابل ہو اگر لب کے ترے مصری چبا جاؤن — تری آنکھون نے نکچھی کرے بادام کھا جاؤن
ترے منہ کی تجلی دیکھکر کل رات حسرت سے — زمین پر لوٹتی تھی چاندنی اور شمع جلتی تھی
شمع کی طرح کون رو جانے — جس کے جی کو لگے ہے سو جانے

کوچک تخلص شاہزادہ مرزا وجیہ الدین مرحوم در زمان جلوہ فرمائی بلاد مشرق عزم گلگشت بہشت نمودہ جسدش را بدہلی آوردند و متصل مزار کثیر الانوار سلطان المشایخ کہ سہ فرسخ از دہلی ست دفن کردند این بیت از گفتۂ ایشان ثبت افتاد

یان تلک پائون مین پھپھولے ہین — اک قدم بھر چلا نہین جاتا

کوثر تخلص مہدی علی خان ولد قطب الدین خان ابن آقا علی خان کوچک برادر موتمن الدولہ اسحق خان کہ از امرائے نامی عہد فردوس آرامگاہ محمد شاہ بودہ مستقط الراس لکھنؤ ست دو سال است کہ بدہلی وارد شدہ بود

بتقریب اعظم الدولہ واسطۂ راہم با او تعارفے شد شخصے حمیدہ اوصاف بنظر آمدہ شریک محفل مشاعرہ ہا می گشت و خود را از تلامذۂ ناسخ میگرفت اوراست

چشم مین عشق کے اعجاز سے آنسو ٹھہرے
ورنہ کشتی مین ہے دریا کا سمانا مشکل

تیرا تو آسرا تھا جدائی مین یار کی ++
اے موت تو بھی مجھسے گریزان ہے ان دنون

خواب مین شب اُس پری نے شکل دکھلائی ہمین
جاگ اُٹھے بخت خوابیدہ جو نیند آئی ہمین

وقت صبح وہ مانند آفتاب آیا
الٰہی شکر شب ہجر کی سحر دیکھی

تربت پہ میری ایسی برستی تھی بیکسی
بے اختیار شمع کے آنسو ٹپک پڑے

کیا ہی کشش ہے کوچۂ دلبر کی خاک مین
بیدست و پا بھی ہووے تو مثل صبا چلے

نامہ بر کوچۂ دلبر مین گم ایسا ہو جائے
فی المثل ہووے کبوتر تو وہ عنقا ہو جائے

خون بہا اُس سے نہ پھر حشر کو مانگون گا مین
ایکبار آ کے مری لاش پہ قاتل ہو جائے

دل پھٹ گیا کدورت خط نگار سے
حیرت کی جا ہے آئنہ ٹوٹا غبار سے

ہون وہ بلبل کہ یہ تھا شوق اسیری پس مرگ
پر بھی اُڑ کر مرے صیاد کے گھر تک پہونچے

گویا تخلص شیخ حیات اللہ از اہل فرخ آباد و بمناصب ممتاز در سرکار انگریزی بہرہ ور ماندہ ازوست

جس کم سخن سے کیجیے تقریر بول اُٹھے
ہے ہم مین وہ کمال کہ تصویر بول اُٹھے

گویا تخلص حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان بہادر از امراے نامی لکھنؤ است و باوجود ہجوم دنیا بدین مائل قدردان اہل ہر فن است لاسیما با سخنوران در مقام التفاتے است کہ می باید و شعراے این دیار بہ بخشش رطب اللسان بودہ اند و بسیار ستودہ و بجایزہ ہا مراعات نمودہ و در مراتب سخن گستری ز متعلقان شیخ امام بخش ناسخ است این ابیات از دیوانش انتخاب زدہ درین عجالہ ثبت نمودہ شد

صندلی رنگ پہ مین مر ہی گیا
درد سر کس کا کہ یان سر ہی گیا

اُس نے صندل لگایا ماتھے پر
درد دونا ہوا مرے سر کا

بندہ آسے نے کیا ترا شکوہ عبث ہے
کبھی میں آپ میں آیا تو ہوتا ++

اُس کو غفلت نیند کہہ آئے ہیں ہم
بھول جاتا یاد دلواتے ہیں ہم

ضعف سے ڈھہتا ہے اب پاؤن پہ سر
آپ اپنی ٹھوکریں کھاتے ہیں ہم

گر پڑے دانہ اگر جلنے لگے مثل سپند
یہ حرارت بعد مردن بھی ہے اپنی خاک مین

چشم اگر منظور تھا پردہ کا گھر کھودتا
کوہکن دیوانہ ہے شیرین تو پتھر میں نہین

درد پہلو میں رہا کرتا ہے جیسے کو نہین
ہجر میں بھی ایک دم خالی مرا پہلو نہین

سر سے رشتہ پہ رکھو مرے
میرے قاتل کی پیشانی ہے

کھڑکا کے جیسے میں کو میری
قسمت کے لکھنے یا د سہی کی ++

میں گر نا خوش ہوں اپنی زندگی سے
رہے خوش یا الٰہی وہ جہان سے

یاد آیا ہی میں اپنا ملا کتنا خاک مین
رو دیا جب وہ غبار کو نظر آیا مجھے

جی ابھی نکلا نہ تھا تن سے کہ وہ راہی ہوا
توسن جانان سمند عمر سے چالاک ہے

قال عاشق و معشوق سے ہے ایک
سنا ہے شمع سوزان کی زبانی

آیا جواب نامہ بس مرگ تب کھلا
لکھی دیر اس لیے مرے خط کے جواب کی

زاہد وہ جرم کیا کرتا ہو میں میں پھر ثواب
دل ہے کعبہ اسے کرتا ہے سیہ پوش مجھے

حرف اللام

لطیف تخلص میر شمس الدین از مردم بندر سورت است بہ لکھنو اقامت ورزیدہ از وست

گھر میں جا بیٹھ رہا اُس سے خفا ہو تو لطیف
کیا ہی غصہ تری اس بات پر آتا ہے مجھے

لطیف تخلص میر لطیف علی از ارادت کیشان و تلامذہ خواجہ میر درد است جواہر را نیکو شناختی اوراست

رو کے ہیں شیخ و برہمن سبھی دست کے ہاتھوں
گبر نکلا نہ یہ کافر نہ مسلمان نکلا

رہتا ہے درد روز دل ناتوان میں ++
کیونکر اثر نہ ہووے ہماری زبان میں

دامن کشیدہ جاتے ہو میرے غبار سے | تقصیر ایسی کیا ہوئی اس خاکسار سے

لطف تخلص مرزا علی اصلش در استرآباد است در دہلی نشو و نما یافتہ و در اوائل عظیم آباد ساکن بہ حیدرآباد در فن قصاید انشا کردہ و صلہ ہا یافتہ نسبت شاگردی بہ میر تقی داشتہ تذکرہ در حال ریختہ گویان بزبان ریختہ نوشتہ است بنظر رسید و این اشعار سخن از انتخابش انتخاب گردید

ہوگئی زنجیر پا اپنی یہ زلف پرشکن | ورنہ دل تجھ ہی کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تھا

کیجیے اس زلف کو شانا جھ کرستانہ | لا کے دل توڑے اگر ایک دو سو لوٹ گیا

بڑھایا قصہ سنبل صبا نے حد لیکن | فسانہ زلف کا تیری بہت دراز رہا

نہیں سمندر و پروانہ پر وہ آتش ہوان | کہ جس کے نام سے آتش کو احتراز رہا

نہ پہنچی ضعف سے لب تک دعا ہی ورنہ سا | وہ قبول تو اس آرزو میں باز رہا

جو عمر خضر ہو شاید تو وصل ہووے نصیب | یہ زندگی جو بھی اس میں تو امتحان رہا

سنتے تھے طوفان نوح آنکھوں نے دیکھا وہ تو لطف | دیکھیے یہ چشم گریاں اور اب دکھلائیں کیا

ہے کہاں سبزہ و رنگ خرابان کہ رشک سے | جوں شمع سبز جلتا ہے ہر سبزہ باغ کا

ساقی لگا دے خم سے منہ سے کہ بار بار | احسان کون کھینچے سبو و ایاغ کا

تیرے کانوں تلک ابھی لطف کچھ آواز آتی ہے | ہے ایک عالم کو تیرے نالہ و فریاد کا شکوہ

ایک دن حال دل زار نہ دیکھا نہ سنا | سچ تو یہ تجھ سا کبھی دلدار نہ دیکھا نہ سنا

دکھادیں نے ستون چرخ کا تا ملتجی فرہاد | جو لیجا دے ہمیں بھی کار فرما کوئی شیریں سا

فرہاد سا نہ رنگ نہ مجنوں سا کیا حال | کس منہ سے اسے کھینچیے پیغام محبت

ہوئے ہیں بعد قتل طلب گار حق سبھی | لالہ بستان میں دیکھی نئی خونبہا کی طرح

کیا کم ہے سلطنت سے سگ کوے یار اگر | فاتحہ ہوا استخوان پہ ہمارے ہما کی طرح

ہے یہ بھی نئی کچھ ہے شب وصل میں سو بار | پوچھیے ہے وہ کتنی رہی شب کچھ نہیں معلوم

کس کی دنی بلا جو جانتے ہیں ہم | دیکھے دل اس بلا میں پڑتے ہیں

اگرچہ فرق زمین آسمان کا ہے تا ہم | ملی ہے وضع فلک کی بہت تیری خو میں

اپنا تو بدگمانی سے بس کام ہو گیا — گو اور طرح اُس کی ہو چولی مسک گئی
خوبی کا بسکہ تیری اک عالم گواہ ہے — اپنی بتغییر دیکھے ہے حالت تباہ ہے

حرف المیم

مایل تخلص میر مہدی سید سے بوده در جہان آباد شاگرد مولوی قدرت اللہ اکبر آبادی اُستاد نصیر دہلوی است از افکار اوست

کیا کیا کہوں میں تجھ سے دل زار کی ہوس — مشہور ہے جہان میں بیمار کی ہوس

مایل تخلص محمد یار بیگ از اہالی لکھنؤ و از شاگردان قلندر بخش جرأت است او راست

پیتا ہوں جام مے کے عوض کاسہ بنگ کا — مایل ہوا ہوں جب سے میں اک سبز رنگ کا

مایل تخلص سید کاظم علی از اہالی خیر آباد ست در عنفوان شباب عمرش بسر آمد او راست

شب ہجران کی آہ ایک طرف — لاکھ ابر سیاہ ایک طرف

ماہر تخلص فخر الدین حسنان پور اشرف علی خان فغان از شاگردان سودا ساکنان لکھنؤ بوده او راست

ملی اتنی نہ فرصت بھی کہ اُٹھ کر مانگتے پانی — ہوا آتش نگہ یوں آه دل میں کار گر کس کا

مبتلا تخلص اسمش مرزا کاظم بیگ المخاطب از پیشگاه وزیر الممالک سید مردان علی خان اصلش از مشہد مقدس دوسے در لکھنؤ از نہان خانہ عدم بشہرستان وجود رسیده بزرگانش با حترام زیستہ اند گویند کہ مبتلا بیار سے صاحب دیوان است ہم تذکره فراہم آورده او راست

شیشۂ دل پٹک دیا تو نے + — سنگ دل آه کیا کیا تو نے

مبتلا تخلص شخصے است کہ مرا از حالش بخبر داشتند از وست

وه ترے سایہ دیوار میں پائی راحت — چاندنی رات کو اے رشک قمر بھول گئے

مجذوب تخلص مرزا غلام حیدر بیگ از اہل جہان آباد شخصے است کہ سودا الفرزندیش برداشتہ بود از وست

عداوت سے تمھاری کچھ اگر ہووے تو مین جانون — بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہووے تو مین جانون
تمھارا ہم سے جو عہد وفا ہو اُس کو تم جانو — مرے پیمان مین کچھ نوع دگر ہووے تو مین جانون
تلے دیوار کے نیچے بیٹھ کے رو دون گا زار زار — جنت مین تیرے سایۂ دیوار کے لیے

مجنون تخلص مجهول الاسم مشهور بدرویشی سر برهنه شخصی بوده از اولاد اسے بھیم ناتھ بندگان شش بیکد و واسطه باسلام مایل شده از تلامذه میر تقی است گویند که در کوچه و برزن عور محض مے گشت و این معنے دلیل تاشیر تخلص است اما مکشوف نشد که جنون سبب گردیدن باین تخلص است یا تخلص سبب گردیدن جنون سخن کوتاه این مطلع از وست

جس سے جی چاہے تو تم نہ کسی سے پوچھو — مجھے کیا پوچھتے ہو اپنے ہی جی سے پوچھو

مجنون تخلص نامش معلوم نشد یکے از اہل عظیم آباد است کسب سخن از میر ضیا کردہ اوراست

دن مین سو سو بار اُسکے در پر جاتا ہے مجھے — اس مین سودائی کہے یا کوئی دیوانا مجھے

مجرم تخلص میر فتح علی سید لیست از دہلی بجہت کیمیا پر آمدہ غنقا شد اوراست

اپنی خواہش پوچھتے ہو تو یہی چاہے ہے دل — چاہیے بیٹھے سامنے صورت تمھاری دیکھیے

مجرم تخلص رحمت الله در اکبر آباد بحسب فہ کسب معاش میکرد از مدت از ان شغل درگذشته و لباس فقیرانه در بر کرده فیض صحبت میر محمد سے بید اریافته هنگام ورود دہلی پیش میر ضیا اوراست

دل افگار دیا دیدۂ خونبار دیا — چرخ ناساز نے کیا کیا مجھے آزار دیا
کی مین نے شکایت تو وہ بولا یہ خفا ہو — گر ہم مین جفا ہے تو کسی اور کو چاہو
کل غیر کے گھر رہنے کی کیا جھوٹ ہی یا رہے — کہنا چاہیے حاضر ہون مجھے کھو رہے کیا ہو

مجبور تخلص حق رسا از تلامذه شاه نصیر دہلوی است اوراست

شب خوشی سے پاؤن پھیلا کے جو ہم سو گئے — ہم بھی دیوا رنے پیٹھے صبح تک رو یا کیے

مجنون تخلص میر ناصر جان خلف سید محمد نصیر رنج تخلص که بالفعل سجاده نشین خواجه میر درد است سلمه الله و غفرله کتب درسیه نیک ستحضر دارد خصوصا

در ریاضے امروز بہار تے کہ او براست دیگرے را نیست گاہے لب بسخن میکشاید درین ہنگام به ممالک شرقی رفته با فقیر طریقهٔ شناسائی مسلوک است او راست

چھوٹ ہوا وسے کب ہیں نے لڑائیں آنکھیں | ہم سے بیفائدہ رد و کد سے بچائیں آنکھیں
شاید اسوقت گیا آپ کا دھیان اور کہیں | بات کرتے ہیں جو تم ربط سخن بھول گئے
نہ تو نامہ ہی نہ پیغام زبانی آیا | حیف محزون تجھے یاران وطن بھول گئے

محزون تخلص عالم شاه از مشائخ زادگان گذشته ملک بیسیر است مصحفی که او را از مردم دانسته است از وادی تحقیق بر کران افتاده در ینجا بحکم اہل البیت ادری بما فی البیت سخن شرف الدین مسرور مقبول است که وی را از خویشان است و قیام محزون در امروہہ مصحفی را منشاء خطا گشته بہر حال این اشعار او راست

نے چھپایا چاک کرتا ہوں گریبان کے تئین | کس کے آنے سے چمن میں گل کو سودا ہو گیا
تم تو فریاد کسی کی نہ فغان سنتے ہو | اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہان سنتے ہو
اہل دنیا تو نہیں دیتے ہیں محزون غم کی داد | کوہکن کو خواب شیرین سے جگاؤں تو سہی

محو تخلص حسین علیخان اکبرآبادی بخدمات انگریزے بسر برد او راست +

سنگ پھینکا ہے مری قبر پہ گل کے بدلے | گالیاں دے ہی لیں مرگ بھی قل کے بدلے

محو تخلص شیخ عظیم اللہ از اہل میرٹھ است او راست +

متاع دل گر اتنا ہے ہے اپنے پاس اے ہمدم | یہ دولت اسکو بخشیں گے جسے ہم یار دیکھیں گے

محب تخلص شیخ ولی اللہ از مردم این شہر است در لکھنؤ فوت کرده با سودا علاقه شاگردی داشته و از وظیفه خواران سرکار مرزا سلیمان شکوه بہادر است اشعار او راست

تو اور تری چاہ پوچھنا کیا | صدقے ترے واہ پوچھنا کیا
خانۂ دل کہ نہ ہو عشق کا آئین جس میں | ہے وہ قرآن کہ نہیں سورۂ یٰسین جس میں
پڑھنے لائق اشک کب چھوڑے ہے خط آئے جواب | بنتے خط لیتے ہیں نامہ بر بھیگے ہوئے
تھم ہیں مژگان اشک سے تجھ تک نہیں جاتی نگاہ | بال و پر دونوں ہیں طایر کے بھیگے ہوئے
تیرے جو رہا ستم رہیں گے | بیٹھے کاہے کو ہم رہیں گے

بڑھ کچھ تو ایک بوسہ پہ لے یار اور بھی
ہیں ورنہ جنس دل کے خریدار اور بھی

محبت تخلص میر بہادر علی از شاگردان ثنا اللہ خان فراق است اور است

سادہ رو صاف بھی اب ہم سے ملاقات نہیں
ناز و انداز و ادا غمزہ اشارہ ڈھو با

اگر حنا ترے ہاتھوں سے خون بہا دل کا
تو لونگا دست نگارین سے خونبہا دلکا

محبت تخلص نواب محبت خان فرزند ارجمند حافظ الملک نواب رحمت خان مرحوم است کہ ایالت بریلی و متعلقات آن بر ایشان مسلم بودہ و فور شہرت از تفصیل مستغنی کردہ و سے نیز چون پدر صاحب ورع و تقوے است و خداوند فہم و فراست بہرہ ولفظ حرف میزند گزیدہ افکارش این است

جس کو تری آنکھوں سے سروکار رہیگا
بالفرض جیا بھی تو وہ بیمار رہیگا

عاشقوں میں سے مجھے لکھا تو نے
آج چہرہ مرا بحال ہوا

قید ہوتے ہی ہوا دونوں جہان سے آزاد
میں تو بندہ ہوں محبت کی گرفتاری کا

یہ بڑھا دیوانہ پن اپنا کہ ناصح دل ہوا
تھا مرا ہمدرد لیکن مجھکو سمجھانے لگا

آپ کچھ غیروں کو چھپ چھپ کے رقم کرتے ہیں
یہ جو ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہیں

بیٹھنے دیوے نہ وہ بزم میں اپنی جو مجھے
تو اٹھا لیجیو لے یار خدایا مجھکو

گالی کا انتظار تو حد سے گذر چکا
منھ کو کہاں تلک ترے دیکھا کرے کوئی

محبت تخلص مرزا حسین علی نام نژادش از جہان آباد و خودش در لکھنو نشو و نما یافتہ مشورہ سخن با قلندر بخش جرأت مے کرد و بسنگوترہ حکایت مے کند

احوال مرا سب سے سنتا تھا و لیکن
کچھ بات جو پوچھا تو کہا میں نہیں سنتا

اس بت نے جو غیروں پہ کیا لطف وہ یارو
مجھ سے کہو پھر خدا میں نہیں سنتا

آمد نہ فصل گل کی نسیم سحر سنا
مرجاؤں گا قفس میں نہ ایسی خبر سنا

محشر تخلص اکرام اللہ خان از بداؤن است و در انجا از مشاہیر بودہ اور است + + + +

اٹھیگا شور قیامت ترے دامان کے تلے
فتنہ سوتا ہے ترے سایۂ مژگان کے تلے

ہمیں نظر نہیں آتا کہ جی سے بچے محشر
کوئی دن اور اگر درد انتظار رہے

جدھر کو اٹھے دل کی تپش کر دون پروانا　　نہین ہیہ برق صفت ہاتھ مین عنان مرے

محشر تخلص مرزا علی تقی اصلش از کشمیر و منشا دہلی گوشہ است بہر دو زبان فکر میکرد و غرور شاعری بسیار داشت بعد قتل مرزا علی مہلت کہ تفصیل این اجمال تحت ترجمہ اوست خونگا از ان جا فرار شدہ بدہلی رسیدہ با خواجہ میر درد پیوستہ از ایشان فائدہ بر داشتہ بہ لکھنؤ رفت چون سال بست و چہارم گذشت در شد مقتول مذکور قاتل مسطور را بقصاص کشتند از اوست

دور مین اس چشم کے گردون کو آسایش نہین　　کس گھڑی کس دم سنئے فتنون کی فرمایش نہین
جان منتظر ہی آنکھون مین وقت رحیل ہی　　جلدی پہونچ کہ تیرے ہی آنیکی ڈھیل ہی

محسن تخلص میر محسن برادر زادہ میر محمد تقی است از اوست

حسرت تیرے عقیق لب کا شوخ　　زندہ کرتا ہی نام عیسی کا

محرم تخلص خواجہ محرم علی خان از کلانیان عظیم آباد است سخن را بہ شاہ گھسیٹا تخلص بعشق گذرانیدہ از اوست

قطعہ

اے محترم اتنی اشک باری　　کھل جائے ہی ابر بھی برس کر
دوستون نے مرے کہا ان سے　　محترم کو کھو تو یان لائین
لگے کہنے کہ شرط کر لو تم　　ہم جو مجلس مین اس کو بلوائین
رو ندوے کہ جس کے رونے سے　　ساری محفل کے جی چلے جائین
پیغام پھر جنون کے آنے لگے ہین مجھ تک　　شاید بہار کے دن نزدیک آن پہونچے

محمود تخلص محمود خان برادر زادہ اعظم الدولہ میر محمد خان سرور جوانیست خوش فکر خوش ساز در تحریر کاوش مضامین بسبل بدام است و از بیم تپش کار دل خون شدگان تمام جوانیست با شعور رہا کم سخن و با صد زبان بے زبان بہ پیرایہ حلم و ادب آراستہ از احباب راقم است از نتائج افکار اوست

گھر سے بے پردہ وہ رشک مہ روشن نکلا　　نالہ دل بھی مری جان کا دشمن نکلا
اپنی برگشتگی بخت کا دیوانہ ہون　　کی شفاعت جو کسی نے تو وہ اغوا نکلا

کیا اجل بھی آئی تھی اغیار ہی کے حصے میں
گو شب ہجر ہی پر صبح نہ ہووے تو ہی خوب
بیقراری سے ہی کچھ اُسکے عجب مجھپہ عذاب
واہ رے شوق اُدھر جب کوئی جاتے دیکھا
افسوس ہوا حشر میں گیا بیکسی کا
ہیں اپنے تصور نے خیالات سکے سہل
مجھکو خبر مرگ عدو سے بھی ہوا رنج
دشمن کو مری گور پہ لانا نہیں اچھا
ہے زخم جگر ناوک قاتل کی نشانی
بیداد گذشتہ کی کریں کیونکہ شکایت
حسرتیں زیست کی ہیں گور میں رکھتی بیچین
پیچھے ہٹتا تھا قدم چلتے ہی اُس کوچے سے
میرے لیے ہی تیری ندامت بھی اک ستم
تھا وصل میں اک ہجر میں دھن مرے معشوق
وہ یہ سمجھا کہ ہوا ظلم اٹھانا مشکل
نہ ڈرانا جہنم سے عبث اے واعظ
غلبۂ شوق سے عالم ہے نظر میں تاریک
بیٹھائی پہ لٹانا تو اُسے کب ہے میسر
اُس وعدہ فراموش نے اُنکو کہا تھا
جو بادے زہر ہیں پہ گراں جانتو نہیں ہم
عجز بے تاثیر کو اپنے صنم سمجھا فریب
جان کیا چیز ہے عشق میں نا شکر گو ہو
وہ رخ افسردہ ہے جو ہم عدو سے شاید

اے فلک گر وصل جانان کے نہیں قابل ہوا
لائی ہے ناک میں دم گردش ایام اپنا
اسطرح تغیر کو دے دو دل ناکام اپنا
شہر سے ناخواستہ نکلا وہیں بیٹھا ہم اپنا
قاتل جو نہیں سر بگریبان نظر آیا
پردے میں بھی مجھکو رخ جانان نظر آیا
وہ شوخ جو انگشت بدندان نظر آیا
مردے کو مسیحان کے جلانا نہیں اچھا
اے چارہ گرو اُس کو ہٹانا نہیں اچھا
اُس کو وہ مزہ یاد دلانا نہیں اچھا
اُس نے کیا مجھکو کہیں یاد کیا میرے بعد
وہ ہوا بام پہ کیا جلوہ نما میرے بعد
ہرگز تو اپنے جور و جفا پہ نظر نہ کر
ہم موت کی جانب نہیں جانان سے تعلق
ہم کو جینے سے بھی اب زہر ہے کھانا مشکل
ہے بجز ذکر عدو ہم کو بھلانا مشکل
جس کے جو پاتے ہوا اُس کا ہی پانا مشکل
تصویر نگر سینہ پہ لیتے ہیں بنا ہم
در وا کے ہی پر سینے لگے آ کے پھر ہم
اعدا کے گھر گئے تری تمنا نہیں ہم
کیا علاوہ کی خط لے پہ جبین سائی ہمیں
کوئی مرجائے اگر تو کوئی دلگیر ہو
مکھ نہیں ہم نظر تاب تماشا ہم کو

وہ صید ہون کہ شوق اسیری ہی خود مجھے	صیاد بید باغ کو رنج کمین نہ ہو
ایسا ہی [illegible] زیست نے ہجران مین کیا ہی	گر جائے تو اُف سے کوئی بیمار اُڑا دے
اس ناتوان کو بام پہ پہونچا دے ہمنشین	شاید کہ اُس کے گھر کی طرف کی ہوا چلے
دیکھتا کون ہی مجھ و عدو کو بخوشی	جب نظر کرتے ہین افلاک پہ ناچاری سے
خالق [illegible] ہی اُس کے مگر کوئی خواہش	ہمارے ہاتھ جو تکا ہی ٹوٹے دعا نہ اُٹھے
لب اُس کے ستم سے ہی یہ کہ بعد فنا	عدو کی گھر کے مری خاک سے بنا نہ اُٹھے
اب تو حد تاثیر کی اے اشک خونین ہو چکی	سب طراز دامن دلدار رنگین ہو چکی
رنگ سب ہم سو گئے ہو چکے پر ہی تشوش	کیا وہ خود بھی قدردان لذت دشنام ہی
جسم گیا مین گرمی رفتار سے	کیا جلے تم ملنے کو اغیار سے
لاغر ایسے مین نظر آتا نہین	چارہ گر بیٹھے ہین ماتم دار سے
خانۂ کعبہ کی تعظیم تو سبحان اللہ	ایک فرصت بھی ہو اُس در کی جبین سائی سے

مخلص تخلص میر باقر از اہل اکبرآباد است نسبت تلمذ بہ مصحفی خان یکرنگ داشت

در زمان دولت محمد شاہ لوائے سخن می افراشت از وست

[illegible] ہون ترے جور و جفا کا لیکن	اُلفت دھڑکا ہی مجھے اس دل سودائی کا

مخلص تخلص علیخان از ریش سفید کردگان مرشدآباد است اورا است

کوئی اپنے اسیر دست تغافل یہ بھی کرتا ہی	قفس مین مر گئے جب ہم خبر صیاد کو پہونچی

مدحت تخلص لکھنوی یکے از تلامذہ جعفر علی حسرت است اورا است

سنی گئی ہجر تری گور مین یار آخر کار	روز فرقت نے دکھائی شب تار آخر کار

مہوش تخلص نامش معلوم نشد از شاگردان میر سوز بودہ اورا است

مرا [illegible] ناز سے تو نے لیا دل	خدا جانے ہی اُس کو یا مرا دل

مہر تخلص آقا مرزا نام اصلش از مازندران است دوسے در لکھنو متولد شدہ

مشتری تخلص محمد اسمعیل نام تجارت پیشہ بود از تلامذہ میر است اورا است

[illegible] سے جب وہ پھر گیا غش سے کھلی تب آنکھ	مجھ نارسا کے طالع خوابیدہ دیکھنا

پہچانے تا نکوئی کہ یہ کس کی لاش ہے | سر تن سے لے گیا مرا قاتل تراش کے

مرزا تخلص مشہور بمرزا اینا اسمش حکیم میر فضل اللہ از سکنائے قصبہ پانی پت اشعار فارسی ہم میگفتہ در طب مہارتی شایان داشتہ اوراست

دل جو اپنا تھا سو ہے بیگانہ | اس زمانہ مین کوئی یار نہین
سخت مشکل ہے اب جہان مین جینا | زندگی اپنے اختیار نہین
خالی اس سے نہین ہے کعبہ و دیر | کونسے سنگ مین شرار نہین

مرزا تخلص ہدایت اللہ دہلوی از مہرۂ فن موسیقی است اوراست

دل ہاتھ سے اشک آنکھ سے جی تن سے چلا جائے | اے وائے مصیبت کوئی کس کس کو سنبھالے

مرزا تخلص خواہرزادہ حکیم مرزا محمد خان و تلمیذ رستم بیگ شاگرد است اوراست

گر زلف دراز یار مین ہے صد گرہ مرزا | دل صد چاک پر ہم بھی بسان شانہ الجھتے ہین

مروت تخلص صغیر علی نام فرزند حکیم کبیر علی از مردم سنبھل است از شاگردان جرأت بودہ اند کہ مثنوی بہ تتبع میر حسن گفتہ و مناط دعوی وے درین فن ہمان بودہ این بیت

ازو خوش کردہ شد

غیرون پہ دیکھ دیکھ کرم اس نگار کا | چین بر جبین ہے نقش ہمارے مزار کا

مرہون تخلص مرزا علی رضا وطن اصلی وے مشہد مقدس است و خودش درین بلدہ متولد

شدہ بحیدرآباد رفتہ از تلامذہ میر ممنون است اوراست

ہر آرزوے دل کو حرمان نے خون کیا ہے | گردن پہ یاس کی ہے خون اپنی آرزو کا
جز یک نگاہ خشم کبھی اس کی خو نہین | قسمت تو دیکھ یہ بھی کبھو ہے کبھو نہین

مزمل تخلص مزمل شاہ از قدماست این بیت ازوست

مین نہ کہتا تھا کہ مزمل دے نہ دل | القصہ ایسا رایگان کھونا نہ تھا

مسرور تخلص شیخ پیر بخش از سکنائے قصبۂ کاکوری کہ پنج فرسخ از لکھنؤ است اصلاح نظم از مصحفی گرفتہ ہمرکاب مرزا سلیمان شکوہ بہادر گذارش درین بلدہ افتادہ

بود اوراست

کھتی ہے یہ ہر وقت سے مجھے آبلہ پائی ++ | آگے کو قدم دشت مغیلان سے نہ اٹھے
کرتے ہین وہ غمزے سے اشارے کئی دن سے | ہین پیچھے پڑے دل کے ہمارے کئی دن سے
گر بھیس لیلی محمل سوار جاوے | مجنون بھی ساتھ جون شتر بے مہار جاوے

مسرور تخلص مرزا مستقیم بیگ از مردم جہان آباد تلمیذ میر عزت اللہ عشق است
او راست

پیدا اس چشم میگون سے یہ دل مستانہ رکھتے ہین | اصراحی کی ہوس نے خواہش پیمانہ رکھتے ہین

مسرور تخلص شرف الدین احمد پسر غلام محی الدین عشق مبتلا از مردم میرٹھ است اشعار ریختہ بعبارت ریختہ گرد آوردہ است او راست

ہے غیر کے گھر وہ شمع محفل | دن رات مجھے بھی جلن ہے

مسکین تخلص سید عبد الواحد خان جوانی حریف و ظریف است ہنگام ورود دہلی سخن کیسے گفت بر مومن خان میخواند و نیز با فقیر ربطے پیدا کردہ بود اکنون باندر بسر
میبرد او راست

کیون نہ اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو اس رنجور کا | جس کو از خود رفتگی بھی ایک سفر ہے دور کا

مسرت تخلص شیخ وزیر علی استفادہ شعر از حکیم عزت اللہ خان عشق کردہ از باشندگان دہلی است از چند سال بحیدرآباد رفتہ بحرگہ شعرائے چندولال است او راست

اگرچہ روتے روتے کھو دین آنکھین | نہ رکھا دیدہ خونبار پہ ہاتھ

مسند تخلص یار علی خان از اہالی عظیم آباد است و تلامذہ مرزا محمد فدوی او راست

نزع تک وصل کی ہے یار امید | ہے مثل ایک دم ہزار امید

مسیح تخلص براتی نام سوداگری است کشمیری الاصل بودہ او راست

شاید کہ سوئے زلف کا شانہ تھا دست غیر | پیڑ صبر رہا تھا جیکو مرے پیچ و تاب رات

مشیر تخلص قطب الدین از مردم جہان آباد است گویند کہ از ارشد تلامذہ شاہ نصیر است فقیر او را در محافل مشاعرہ دیدہ و کلامش ہمانجا شنیدہ بسیار و طریقہ استاد داشت
او راست

یہ غل ہی کہ وحشی نے ترے پاؤن نکالے / پھر دست جنون سلسلہ جنبان نہوا تھا

مشتاق تخلص عبد اللہ خان الملقب بمشتاق علیخان ایرانی نژاد است بزمرہ شعراے پایہ تخت بشمار می آید پارہ جفر و رمل را میدانست ہوس کیمیا سازی بسیار داشت اکثر خطوط را چون خط زیبا و دلاویز می نگاشت از وست

کی اک نگاہ یاس جو مژگان یار پر / سو برچھیان لگین دل امیدوار پر
جی بند ہو نکل بھی گیا تو کھلی رہی / اے چشم آفرین ہی ترے انتظار پر
مٹے ہی وعدہ ہم یا لب وصل کی تدبیر کا نقشہ / دکھائی دے ہی بیٹھے سب کچھ ہمین تقدیر کا نقشہ
دم مرگ مت پوچھ لکنت کا باعث / زبان پر گرہ گفتگو تھی کسی کے
کبھی اشک بھر آئے تو جی سے گئے ہم / کہ مد نظر آبرو تھی کسی کے
رنگ کیون سبز ہی چہرہ کا ترے لے مشتاق / کسنے دیکھا ہی تجھے زہر بھری آنکھون سے
اپنی ہستی بندگی پہ بھولے تھے / پھر جو دیکھا وہان خدائی ہی

مشتاق تخلص حافظ تاج الدین ساکن میرٹھ چشمش از حلیہ نور عور است از وست

کوہکن و پرویز کو قصہ اپنا اپنا سنانے دو / ہی یہ وہی افسانہ شیرین ایک پری ہی دیوانے دو

مشتاق تخلص محمد واصل نام شاعریست از بداون از وست

ہمارے کام پہ ہر چند آسمان پھرے / تجھے قسم ہی جو تو اوس طرف کو آن پھرے

مشہور تخلص از کاتبان بریلی است با وجودیکہ متخلص بہ مشہور است حالش مشہور نیست از وست

خوشی سے کیون نہ لے مشہور اب بغلین بجائین ہم / مانیگا یار ہم سے آج پھر بازو پھڑکتے ہین

مقصد تخلص میر نشاء اللہ خان پدر میر انشاء اللہ خان است عادتست کہ پسر بنام پدر شناختہ میشود و گاہی بخلاف نیز کذا ہذا ے درطب حاذق گاہی شاکستہ و ارد گاہی بسخن ہم توجہ می کرد از وست

کافر ہو سو اپنے ترے چاہ کسو کی / صورت نہ دکھاوے تجھے اللہ کسو کی

مصحفی تخلص غلام ہمدانی اصلش از قصبہ امروہہ مضافات مراد آباد در عنفوان جوانی بجہان آباد آمدہ طرح اقامت افگندہ آخر ہا بہ لکھنو رفتہ و تا نفس آخر ہمدر انجا قرار گرفتہ وفاتش را امروز دہ سال گذشتہ عمر بسیار یافتہ ابتدائش انتہاے دورہ سودا

بود با جرأت و انشاء مشاعرات و مطارحات کردہ است شش دیوان ریختہ و دو تذکرہ تمام کردہ و دیوانی در فارسی و تذکرہ هم دارد و قوت مشق او از پنجاه لوان یافت در بلاد مشرق بسیار مسلم و بہ استادی علم بودہ و اکثر سخنوران آن بلدان اکتساب فن از و کردہ اند ہر چند بتقاضاے شیوہ بسیار گویان اکثر کلامش بر کم پایہ و از لطف خالی است اما گزیدہ اشعار او در نہایت رتبت والا و رتبت عالی است چنانچہ ازین ابیات کہ از دو دیوانش گزیدہ آمد پیداست

میں اسی رشک سے مرتا ہوں کہ کل غیر نے ہائے — ہاتھ ہنگام قسم کیوں ترے سر پر رکھا
کی تک اک آب دم شمشیر قاتل نے کمی — ورنہ پیمانہ ہماری عمر کا لبریز تھا
درد و غم کو بھی ہے نصیبہ شرط — یہ بھی قسمت سوا نہیں ملتا
کہتے ہو ایک آدھ کی ہے میرے ہاتھ موت — ہم بھی سمجھتے ہیں یہ سناتے ہو ہمکو کیا
تھا اگر روز قیامت تو بھی ہم شادان رہے — وہ جو اک دن اُس کے ملنے کا مقرر ہو گیا
اے مصحفی بتون میں ہوتی ہے یہ کرامت — دل پھر گیا نہ میرا آخر خدا سے دیکھا
شوخی تو دیکھو تیر کو سینے سے کھینچ کر — کہتا ہے میرے تیر کا پیکان رہ گیا
نامے کے میرے پرزے لا ڈالے میرے آگے — نامے کا میرے قاصد یہ کیا جواب لایا
مرض عشق سے گر ابکی سنبھل جاؤنگا — تو میں دو چار برس کو کہیں ٹل جاؤنگا
مجکو قاصد کے تغافل نے تو مارا ہے ہائے — روز ظالم یہی کہتا ہے کہ کل جاؤنگا
اُلٹے اُٹھتے اُسکے کوچے میں جو جانکلے کہیں — حاملوں نے دوش سے تخت سلیمان رکھدیا
چاک ہو جاوینگے لاکھوں ہی گریبان ظالم — چاک پر دیسے نہ یوں ہاتھ دکھانا اپنا
مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم — تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا نکلا
دامن ترا نہ ہے گا گریبان عاشقان — گر یونہیں ٹھوکریں دم رفتار کھائیگا
مت میرے رنگ زرد کا چرچا کرو کہ یان — رنگ ایکسا ہمیشہ کسی کا نہیں رہا
میں حسرتیں لیے از بس جہان سے جاتا تھا — جنازہ دوش پہ یاروں کے تھا گران میرا
صیاد کی گلی ہے وہ کوچہ کیا کہ جس میں — سر خاک پر پڑا ہے اکثر کبوتروں کا
فصل گل فصل خزان دونوں گئیں اے صیاد — مرغ دل کونسے موسم میں رہا ہووے گا

بھیج دیتا ہی خیال اپنا عوض اپنے مدام
عشوہ وناز وادا اُسکی یہی کہتی سے ہے
چین سے کیونکہ مین سوؤن کہ شب ہجر مجھے
کیا یار کے دامن کی خبر پوچھو ہو ہم سے
تلوار کو کھینچ ہنس پڑے واہ
ترے کو مین اس بہانے مجھے دنکو رات کرنا
آنے کی تیرے کھلکے مرا دل تو خوش کیا
گلی کو یار کی سمجھے ہی اپنا وہ کعبہ
تھا آپ ہی دیوان مرا نامۂ اعمال
چھیڑ مت ہر دم نہ آئینہ دکھا
سُن نے پائے نہ دہن اُسکے سے دشنام تمام
آنے دو اُسے جس کے لیے چاک کیا ہی
جب تک کہ چھٹکے گا گلاب آپ وہ آکر
ہر دم کو سمجھتے ہین دم بازپسین ہم
پھٹ چکا جب سے گریبان تب سے
وہی دشت اور وہی گریبان چاک
تو آئے نہ آئے وسلے ہم تو ہر شب
ہاے وہ دل کہ جسے مین نے بغل مین پالا
فلک گر ہنساتا ہی جسپر کسی کو ++
بھلا تو ساتھ تو چلتا مرے جنازے کے
کھانے نہین دیتے ہین مجھے خون جگر بھی
وہ سنے یا نہ سنے اُسکو ہم اپنا احوال
چوکھٹ پہ جسکی مین نے رو رو کے رات کاٹی

کس قدر یار کو غم ہی مری تنہائی کا
لے سکے کون یہان نام شکیبائی کا
یاد آتا ہی وہ راتون کا جگانا تیرا
یان ہاتھ سے اپنا ہی گریبان گیا تھا
ہی مصحفی کشتہ اس ادا کا +
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اُس سے بات کرنا
قاصد نے گو کہ اپنی طرف سے بنائی بات
یہ مصحفی سے نہ پوچھو کدھر ہی سجدہ درست
کاہے کو فرشتون نے لکھا نامۂ اعمال
اپنی صورت سے خفا بیٹھے ہین ہم
جنبش لب ہی مین اپنا تو ہوا کام تمام
تا صبح سے گریبان کو سلانے کے نہین ہم
اس غش سے کبھی ہوش مین آنیکے نہین ہم
غافل تو ہوا ہم سے ذرا بھی تو نہین ہم
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین
جب تلک ہاتھ پاؤن چلتے ہین
تری راہ تا بحد دم دیکھتے ہین +
اب اُسے یون ہدف ناوک مژگان دیکھون
مین ہنسکر فلک کی طرف دیکھتا ہون
نہ آئی موت بھی روز وصال پر سے تئین
نالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہین
پس دیوار کھڑے ہو کے سُنا جاتے ہین
سُنتا ہون صبح گیا وہ مہمان کسی کے گھر ہین

کوچے سے نکل کر ترے مین نالہ کرون گا
مین ہون وہ تلخ کام کہ روز وصال بھی
اپنا بھی جی سے جانا اب ہو چکا مسلم
اپنی مژگان رخنہ گر کو دیکھ
زلف کا بوجھ دے کر یہ نہ جہان
تھی شب وصل کھل گئی جو یہین آنکھ
کم ہوئی تری یان تک تو شہرۂ آفاق
کنج قفس مین ہم تو رہے مصحفی اسیر
ہم بندۂ تیغ یار کرین اُس کو مصحفی
جور فلک سے ہم نہ کبھی سر اُٹھا سکے
مصحفی یار ہین اس وقت کے سب مردہ پسند
نہ کہین صبح ہی ہوتی ہے نہ خواب آتا ہے
مین ترے واسطے سر پٹکون ہون دیوار سے
یار کا صبح تک ہے وعدۂ وصل
او دامن اُٹھا کے جانے والے
تو دیکھے تو اک نظر بہت ہے
آتا ہے جی مین رو کے ڈبو دون اسے بھی سب
از بس دوچند شوق رہا مجھکو نامہ بر
ہائے کعبے سے پھرا اب تک نہ ہرگز مصحفی
تو آ کے بیٹھے دم نزع جس کی بالین پر
تیری تصویر کو لے کر شیرین
وے لکھے دھڑکون کا یہ عالم ہو کہ بے منت دست
یہ شب ہجر مین اُٹھ اُٹھ کے قلق کے مارے

معلوم ہوا اب مجھے تاثیر نہین یان
آ کے جو لب پہ خندہ مرے زہر خند ہو
ہم رہ سکین ہین کوئی جب تم چلے سفر کو
آن کر دیکھو مرے جگر کو دیکھو
زلف کو دیکھو اور کمر کو دیکھو
رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھو
کہ سر کے بال ترے دیکھنے کمر کو چلے
فصل بہار باغ مین دھوم مچا گئی +
گریہ کے ہاتھ سے جو بدن مین لہو رہے
چون شمع زیر تیغ یہان عمر گھٹ گئی
بدنہ تھا ہم بھی تخلص جو مزاری رکھتے
رات کیا آتی ہے اک مجھپہ عذاب آتا ہے
چین کس طرح سے مجھ خانہ خراب آتا ہے
ایک شب اور بھی سے ہے ہے +
تک ہم کو بھی خاک سے اُٹھا لے
اُلفت تری اس قدر بہت ہے +
یہ تھوڑی سی جو پانی کے باہر زمین ہے
آیا جو وان سے ایک تو پھر یان سے دو گئے
اُسکو اب کیا جانے کس بت سے محبت ہو گئی
وہ مر بھی جائے تو آنکھین کبھی نہ بند کرے
اپنی چھاتی سے لگا رکھتی ہے +
پرزے ہو ہو کے گریبان اُڑا جاتا ہے
دل کو دیتا ہون تسلی کہ سحر ہوتی ہے

مصحفی

ٹھنڈی کو اپنی دیکھ کے کہنے لگا وہ شوخ
ہے ہے کسی کا خون ہوا میرے ہاتھ سے

وعدۂ قتل سے رکھتا ہوں دل اپنے کو میں شاد
کہ اسی وعدہ میں ایک وعدۂ دیدار بھی ہے

ہیں ابھی ہم الفت طفلاں سے نچھوٹے
لکھ پڑھ بھی چکے قید دبستان سے چھوٹے

وہ بھی میں یہ نازاں کہ مرا رعب تو دیکھو
میں خوش کہ خیال نگہ دور سے ہے +

صبح کی شام ہوئی شام کی پھر رات ہوئی
یہی وعدے ہیں تو کب اس سے ملاقات ہوئی

مجھکو پامال کر گیا ہے ابھی +
یہ جو دامن اٹھائے جاتا ہے ++

کس کے مژگاں نے یہ کیا جادو
میرے دل میں گڑی جو کیل سی ہے +

اس کو صحبت کا گر دماغ نہیں
طبع اپنی بھی کچھ علیل سی ہے

رشک ہے بخت زلیخا پہ کہ ہم سے کمبخت
خواب میں بھی نہ کبھی وصل سے مسرور ہوئے

ہرگز در اس کا وا نہ ہوا ہم سے سیکڑوں
سر کو پٹک پٹک پس دیوار مر گئے

غم کھاتا ہوں جتنا مری نیت نہیں بھرتی
کیا غم ہے مرے کا کہ طبیعت نہیں بھرتی

جب سارہی سری خون میں تجھے تیر کی بھرتی
تب نہ تم سے نیت ترے خنجر کی بھرتی +

مضمون تخلص یکے از ہمعصران میر و مرزا است دیگر حالش معلوم نشد از اوست

مے سے اس بن کون ہے خوش واہ یہ بیہودہ لہو
کس کو ہے خواہش معاذ اللہ یہ بیہودہ لہو

مضمون تخلص شرف الدین از اولاد شیخ فرید شکر گنج است نور اللہ مضجعہ از مردم قصبہ جاجمو کہ از متعلقات اکبرآباد است نوبتے وارد جہان آباد شدہ بود از تلامذہ خان آرزو است فکرش مقصود بر ایہام است کہ شیوہ اہل زبانش بودہ از اوست

ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق میں محبوب کیا
صبر ایوب کیا گریۂ یعقوب کیا

تیر مژگاں برستے ہیں مجھ پر
آب پیکاں کا اس طرف ہے ڈھال

ہمارا اشک قاصد کی طرح ہرگز نہیں تھمتا +
دل بیتاب کا شاید لیے مکتوب جاتا ہے

مضطر تخلص کشور حسین از سکنائے لکھنؤ است از عرصہ دوازدہ سال بعلاقہ تحصیلداری ڈبائی کہ از متعلقات بلند شہر است بسر اوقات میسازد با فقیر بارہا برخوردہ شوق بجست در درویشان از اندازہ افزون است و ہضم انکسار فراوان دارد قصیدہ در واقعہ از بیش داشتہ

دو سه بیت ازان بر من خوانده بود معلوم میشد که مضامین معقول یافته باشد خود را از تلامذه مصحفی میگیرد اورا است

حلل اندازو فا کو نشانہ ہوا	کہ جواب خط مضطر قلم انداز ہوا
سوز جگر کو دیدۂ پرنم کو دیکھیے	ان آفتون کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے
ابھی سے بیقراری ہی تو ہم نے	دل مضطر مقدرات کا تقی

مضطر تخلص اسمش مرزا سنگین تخلصے است ذہین و خوش اختلاط با فقیر تعارفی دارد وقتی انجمن ملاقات در چند زمین سخنے افتاده بود این تخم آن است

کیا کیا دست جنون یہ تری بیجائی سے	مین تو خوش تھا کہ کفن مین بھی گریبان ہوگا
تھا خود وہ تڑپنے سے خجالت زدہ ہم تو	مضطر کے کبھی خون کا دعوی نکرینگے

مضطرب تخلص درگا پرشاد از کایستان لکھنو است واز تلامذه محمد عیسی تنہا اورا است

ترے وعدون پر اب ہے دم شماری	بہت اختر شماری کر چکے ہم

مضطرب تخلص محمد حاجی فرزند قاضی رحمت اللہ خان که قاضی القضات دہلی بوده از تلامذه ممنون است بالفعل بسری بنظم ندارد مرد خوبی است بعد مرگ پدرش خدمت قضا بوی تعلق گرفته گاه گاه برمیخوارد اورا است

کٹتی کسی طرح سے نہین یہ شب فراق	شاید کہ گردش آج سے تجھے آسمان نہین

مظہر تخلص اسم شریفش مرزا جانجانان علوی نسب است بزرگان ایشان از ارباب مناصب بوده اند پدر بزرگوار ایشان بعلتی از عالمگیر بادشاه آزرده ترک منصب گفته مرزا در اکبرآباد نشو و نما یافته عاقبت میانه جهان آباد طرح سکونت انداخته کسب باطن از خدمت سید نور محمد بدائونی نقشبندی مجددی فرموده نور اللہ مضجعه و قدس سره و بسبب پاکیزگی گوہر و حسن فطرت قطعاً بزخارف دنیا رو نکرده از ریعان شباب بالطبیعه شیخ و به تہذیب نفس مایل و بریاضت مصروف مانده شاه غلام علی که از مشاہیر و لیے دهر است از مریدان اوست و باہمه فضایل ہمه تن درد مجسم دل نرم و ہنگامه پیشتر بحر مین آمده ارش در سر و به رعنا جوانان نظرش بود اگر نخے بشرح نفاست

پیشتر

ونزاکت طبعش پردازد و دفترے باید نوشت وفور شهرت او از ان مستغنی و رواشته سخن کوتاه
فکر سخن فارسی بسیار میکرده هر چند اہل سخن را در زبان ایشان حرفهاست اما واقعا
بعض خیالات بغایت پسندیده و مطلوب و مقبول دارد دیوانے مختصر فراهم آورده بیاضی
جمع کرده است خریطه جواہر نام بتماشایش پیدا است که سلیقه انتخاب هم سلیقه
داشته بشیوه دیگر ارباب تذکره که در رطب و یابس تفرقه و تمیز نمیکنند نمینمایند و تتبع ابیات
ریخته هم میگفته در ماه محرم سنه ۹۲ الفی بعضی از تعصب کیشان بیباک و بیدردان سفاک
شهیدش کردند و او خونش بقاتل بخشید میر قمرالدین منت عاشق حمید امات شهید اتاریخ
وفاتش یافته این اشعار از خیالات اوست

لوگ کہتے ہین موا مظہر بیکس افسوس — کیا ہوا اس کو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا
ہمنے کی ہی توبہ اور دھومین مچاتی ہی بہار — ہائے بس چلتا نہیں اور مفت جاتی ہی بہار
خدا کے واسطے اس کو نہ ٹوکو — یہی اک شہر مین قاتل رہا ہی

مظفر تخلص سید مظفر علیخان خلف سید غضنفر علیخان بہادر از تلامذه مضمون ادر است

تجکو ہی پوچھتا مشکل نزع مین مظفر — آیا بہت ہی رونا ہم کو جو تو نہ آیا

مشغول تخلص حالش واضح نگشت از فکر اوست

رقیبون پہ غضب ڈر سہم گئے ہین — ہوا اثر بھی کوئی مر سہم گئے ہین

معنی تخلص محمد امین از سکنای جوانب مشرقی است وفاتش میانه اول اتفاق افتاد از اوست

سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہی چشم یار کو — نیلا گنبد ہی پہنا یا ہر دم بیمار کو

معین تخلص معین الدین خان از تلامذه رفیع سودا است در الہ آباد بسر می برده از اوست

ہون مین وہ دوانا کہ بہار آنے سے پہلے — زنجیر مین رکھتے ہین معین مجکو پکڑ کر

معروف تخلص الٰہی بخش خان نام کوچک برادر فخر الدوله نواب احمد بخش خان بہادر
کلین پور مرزا عارف جان برادر شرف الدوله قاسم جان که از اعاظم امرای عهد
ذو الفقار الدوله نواب نجفخان بہادر بوده غفر الله لهم اجمعین بفیض صحبت درویشان
بحالت ایشان در آمده ترک زینت دنیا نموده با فن شعر الفت بیش از بیش داشت

در سنہ ۱۲۴۲ یکهزار و دو صد و چهل و دو از هجرت خیر البشر علیه الصوات الله الاکبر اینجهان گذران را گذاشت صاحب دو دیوان است اکثر خیالات رنگین و مضامین دلنشین دارد
این اشعار از دیوان اول التقاط یافت

اور تو باتین بری چھٹ گئین سب جیتے جی
کی وصیت یہ کچھ ارمان بھری آہ کہ رات
غیر روتے ہین مری حالت پہ وہ تو یار تھا
آہ وہ کون تھا خدا مارا
اس حوصلۂ زلف پریشان کا ہون عاشق
تھا شب وعدہ یہ احوال ہر اک کھٹکے پر
چشم تر سے گرچہ آمرشگان پہ پانی پھر گیا
کر دیا تھا اُسکے حسن حیرت افزا نے یہ رنگ
کہتا ہے جب وہ ہنسکر ہی گریہ اختیاری
ہمسے کیا جان کہ یون جان فرشتے لیجائین
باغ ہستی مین کھلا گل یہ نیا میرے بعد
سینۂ پر داغ کی دولت سے لیے جائینگے ساتھ
نہ چھٹے کیا طائر دل ایسے صیاد ستمگر سے
کبھی ہم مین سے پیا کیے ہین یار
بات کا اپنی وان پناہ نہین
اُسکے جانے کی اگر کچھ بھی خبر رکھتے ہم
اُٹھے جاتے ہیں سر آتے ہی اُسکے لئے معروف
کہا جو مین نے کہ اس ناتوان کا سنیے حال
سو گئے جو اُس کی ہم دیوار کے سایہ تلے
وضو کو نانک کے پانی چھل کر معروف

آنکھ مسند سے پر چھپا ایک مگر دیکھنا
سارے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
دیکھکر کہ خفا نہ آیا میرے گھر اچھا ہوا
جس نے اُس سے مجھے لگا مارا
عشاق کا دل حال پریشان مین رکھنا
چونک پڑتا تھا کہ ابکی تو مقدر آیا
اسپہ بھی تو نوح کے طوفان پہ پانی پھر گیا
بزم مین تصویر گویا میری جا تھی مین نہ تھا
آتا ہے اور مجھکو نہ لے اختیار رونا
جب تلک بیٹھے نہ آئین وہ تو یا اُسکی صورت
غیر سے وہ مرے پہلو مین ملا میرے بعد
مثل قارون کچھ نہین جائینگے ہم یان چھوڑکر
جو اونی صید کی خاطر بچھائے دام سو سو کوس
مسجد و خانقاہ ایک طرف
دوستی کا نباہ ایک طرف
ایسے دیوانے نہتے گھر مین جو در رکھتے ہم
غرض کہ ختم ہی بس اس سے اب سوا تعظیم
کہا کہ حال سنائے وہ ناتوان نہین
ہمکو اس تقصیر پر اُسنے بٹھایا دھوپ مین
یہ مفلسی ہی تم کو گھر مین خاک نہین

شہ تو سو جھے ہی نہ انکار کیا جاتا ہی
کہہ ہی مجھسے کوئی تجھکو یاد آیا ہی
یہ اوج خاک نشینی مین عشق نے بخشا
ڈبو دیا مجھے اس چشم تر کو کیا کوسون
دیا ہی اپنے سے ظالم کو اُس نے دل معروف
آپ جھوٹ رقیبونکی قسم کھاتے ہین
اپنی آنکھین باندھ تا آسکے نہ تجکو مجھپہ رحم
مے کے پینے سے تو ہر چند نباہی توبہ
کیسی بیرحمی خدا نے اُسکے جی مین ڈالدی
دیکھکر رفتار اُس خوش قد کی کہتی ہی نسیم
جواب خط نہین دیتا نہ دے جواب تو دے
درد سر ہی ہو گئے صندل لگانے کا دماغ
کچھ تو سمجھ ایسا ہی جو اُس کو دیا ہی دل
تو ایک مجھسے کاش وفا کر کہ بعد ازین
لاغر ہون یہ کہ سب اُسے باریک بین کہین
دیکھی جو سب نے شدت وان بھی مری بیکلی
عمر آخر ہو چکی قاتل نہین ملتا کوئی
وان زخم جسکے پہ بھی ترحم نہین کرتے
صید شاہین کی طرح ہون مین اسیر آفت
کس سے فریاد یہ مین جا کے کرون مثل سپند
گریہ و آہ و فغان سے ایکدم فرصت نہین
ہائے اُس شوخ کا یون روٹھکے جانا معروف
میرے مرنے سے ہوئی اُس پہ خلق

رگ جان ہی کہ کمر کچھ ہمین معلوم نہین
کرون ذرا جو نہ اُس بدگمان سے باتین
کرے ہی آہ مری آسمان سے باتین
جلا دیا مجھے سوز جگر کو کیا کوسون
اب اور اُس بت بیداد گر کو کیا کوسون
ہمسے رقیبون کے نصیبونکی قسم کھاتے ہین
میری آنکھین کیلیے باندھے ہی اسے جلاد تو
پیر مغان سے یہ خجل ہون کہ الٰہی توبہ
بات رونے کی مرے سن کر ہنسی مین ڈالدی
جان یہ کس نے تن سرد ہی مین ڈالدی
کہ قاصد آکے جو کچھ دے خبر تیسا ہی تو جسے
اس کا اک گھسنا لگانا درد سر یہ بھی تو ہی
کیون ناصحا عبث ہمین سمجھائے جاتے ہو
مقدور کیا جو کوئی مجھے پھر تا کہے
گر میرے دست دیا کو کوئی دست وپا کہے
کیا کیا ہنسی ہوئی ہی دیوار قہقہا کی
کاٹ ڈالون جی مین ہی اپنا گلا تلوار سے
کیا فائدہ پھاڑا ہی گریبان کسی نے
ذبح کرتا ہی مجھے جو کہ تڑپتا ہی مجھے
خوبرو جو ہی جہان مین سو جلاتا ہی مجھے
ہم سمجھتے تھے محبت کا مزہ کیا رونا ہی
اور یہ کہنا کہ ہمین اب نہ ستانے کوئی
مین نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی ++

ہم تو جھوٹے ہیں محبت میں مگر — امتحان بھی نہیں کرتا کوئی
مشرقی عادت اپنے دیوانوں کی دیکھ — جس طرف کو وہ چلے پیچھے چلے
بعد مرنے کے بھی میری سیہ بختی کی داد — نعش کے ہمراہ تھا وہ موے سر کھولے ہوے
دست ہم پاؤں سے تو ہم کو نہ ٹھکرا اجل جا — حیف ہم دیکھ چکے فندق پا اچھی ہے
کس کی چشم سرمگین نے بے اجل مارا مجھے — سر پہ میرے جو قضا آئی تو سرمائی بھری
معروف اہتو دیکھتے ہو تم ہمیں غریب — ٹک منہ لگائے یار تو پھر ہم کو دیکھیے
دور جو بزم میں وہ آن کے بیٹھے ہم سے — کیا ہی پچھتائے کہ آگے سے وہیں کیوں نہ بیٹھے
روٹھنے کو تو چلے روٹھ کے ہم وانسے ولے — مڑ کے تکتے تھے کہ اب کوئی منا کر لیجائے
ناتوان مجھ سے کو کس طرح کرے قاتل دو — ہوں میں وہ جز و کہ جو لا تتجزی ہووے
اس بڑھاپے میں بھی کم ہوویں گے لہریا ہم سے — سبزہ رنگوں سے چھنا کرتی ہے کھڑی ہم سے

مقبل تخلص مغل علی خلف محمد عسکری کشمیری الاصل است او راست

خورشید جو نکلا ہے اسوقت یہ لرزان ہوا — اوسکے یہ کھٹکا ہے شاید وہ مہ لقا ہوگا

مقوم تخلص میر شیت علی از تلامذہ حکیم عزت اللہ خان عشق است او راست

خیال چشم میگون میں قدم مستانہ رکھتے ہیں — ادو لئے ہیں ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے ہیں

مفتون تخلص مرزا کریم بخش از دودمان گورگانی است او راست

مفتون خمار بادۂ شب ہو تو پھر پیو — ایک جام جا کے ساقی پیمان شکن کے پاس

مفلس تخلص محب علی عاشق از تخلص بیداست در رامپور رعنا فروختن بسبب معیشت مصروف او راست

آؤں تولا کے بار پہ دربان ترے کہیں — مفلس سے تجھ کے نذر کے ابرو کریں

مقبول تخلص مقبول نبی فرزند انعام اللہ خان یقین است و از سکنائے این بلدہ ... از تلامذہ ثناء اللہ خان فراق شمردہ بود او راست

دل گرفتاری کو اس زلف کی کب چاہیے تھا — عشق نے ڈالی ہے یہ پاؤں میں زنجیر بزور

مقتول تخلص ابراہیم بیگ اصفہانی نژاد است مولدش جہان آباد اکتساب فنون نظم از خدمت غلام ہمدانی مصحفی کردہ او راست

مین یان خون رویا ہون ہاتھون سے اُنکے ۔ جو پاؤن مین اُس کے حنا باندھتے ہین

مقصود تخلص از سوقیان لکھنؤست خرافاتش نه سزاے آنست که درین اوراق مذکور گردد اما چون نوشته اند نوشته شد

بوسه لینے سے خفا ہوتے ہو کیون مشفق من ۔ بوسه دیتے ہین کہ دونون کو مزا دیتا ہے

ملال از ساکنان لکھنؤاست از وست

موت آئی نہ سر شام جدائی مجھکو ۔ سخت جانی نے عجب رات دکھائی مجھکو

ملول تخلص شاہ شرف الدین از درویشان است ازوست

تری جدائی سے یان تک ہمین ملول کیا ۔ کہ زندگی کے عوض مرگ کو قبول کیا

ممنو تخلص صفحهٔ خاطر مؤلف از نقوش احوالش خالی است ازوست

سرو ساقد گل سا چہرہ جب دکھایا آپ نے ۔ قمری و بلبل کو آپس مین لڑایا آپ نے

مصحف رخسار پر رکھتی قدم ہے بار بار ۔ زلف کا فر کو عبث سر پر چڑھایا آپ نے

ممتاز تخلص یکے از سکناے فیض آباد و شاگردان سودا است ازوست

ہمارے رونے سے دل کا بخار اُٹھتا ہے ۔ کہ جیسے پانی کے چھڑکے غبار اُٹھتا ہے

ممنون تخلص میر امانت علی از ارباب عظیم آبادی کسب علوم بدلی فایز شده در محافل مشاعره شامل مے شد واستفاده از میر فرزند علی موزون میکرد ازوست

اے واے کہ تیرے لیے اس خاک نشین کو ۔ جون باد لیے پھرتی ہے گھر گھر تپش دل

ممنون تخلص نقاوهٔ دودمان سیادت نظام الدین نام مہین پور قمر الدین منت است اصلش از قصبه سونی پت من توابع دار الخلافه شاہجہان آباد مولد و منشا یش ہمین شہر خجسته بنیاد کسب فنون از خدمت والد بزرگوار خود کرده مدتے بلکھنؤ بسر برده زمان دراز بزمرهٔ شعراے پایه تخت حضور والا سرافراز مانده از پیشگاه خلافت فخر الشعرا لقب یافته الحال از چندے بکوہستان اجمیر بگذرانید طرز گفتارش خیلے دلچسپ واقع شده است و ملاحت کلامش بنہایت عذب شیرین در بستن مضامین یگانه بیگانه است و قدر سخن واقف و صاحب از غلطش استاد است قوت نظم اکثر اصناف سخن دارد لواے شعر ش بلند رسید

وازان انتخاب درین اوراق ثبت گردید

ترا ما سنے جب مرے دست کھینچنے سے
اٹھے سو شور محشر گرد ہو یان ایک جنبش مین
قربان ناز نعش مری دیکھ کر کہا
ہاتھ مین جنبش محمل کی عنان ہی اسے
نو سے کر یہی بالیدگی ہی تو آخر
سیج تک گیا کیا نہ جھکو یقین سا جتنا سے شوق
لے لیا بوسہ تو اسنے دین نہ کیا کیا گالیان
بیتابی دل تیرے شہیدونکی کہان جائے
روان ہی خون چپ و راست دونون آنکھونسے
غبار ابسا سے کا وہ ہی خط آزادی ہی
بدگمانی سے ڈرا ورنہ لیا تیرا جو نام
ممنون قضا نے ہم کو دیا کیا بغیر دل
نکس نے تیرے سینے سے ملے دیدہ تر رات
کیا سینہ فولاد نہ تھا تیشہ فولاد
کس قدر اسشیخ گرانبار ہی غم کلھی تھی
ہاسے ری بیکسی دامن و بے یاری جیب
اٹھاتی تھی ہم آنکھو سو اسیرین دل مفت
یہ سانس سے میلا ہو وہ آہو نسے نہو نرم
ہین روان ناقہ کے دنبال ہزارون بیتاب
دیکھیے چاندنی سی ہی در و دیوار پہ مگر
تصور شب ترا ماصبح کس کس طرح یان باندھا
ہاتھ سے تیرے یہ احوال ہی دلبر اپنا

انھین حق نے ایسا بنایا تو دیکھا
کیا تو نے غبار اسے چرخ ہمکو کسکے دامان کا
گردن پہ کس کے خون ہی اس بیگناہ کا
ورنہ یان کس کو سر آبلہ فرسائی تھا
دل گرفتہ نہین سینے مین سمانے کا
راستہ رکھکر یہ بر و صفحہ سر تر تھا تصویر کا
یان کسر سے بھی زیادہ ہی مزا تنہیر کا
کھینچکر رگ بسمل سے نہین تار کفن کا
جگر کا فکر جدا سوچ ہی جدا دل کا
نامہ اغیار کو گرا کی رقم کیجیے گا
دیکھتا بوسے کے خاطر لب و لالہ تھا
سو وہ بھی نذر کاہش و تشویش ہو گیا
پژمردہ جو پھولون کا سر ہار نہ پایا
یون نقش جو شیرین کا سر سنگ نہ کھینچا
کہ مرے نامے نے بازو سے کبوتر توڑا
کہ مرا دست جنون بستہ زنجیر رہا
سمجھا تھا لڑائی کو یہ نادان تماشا
تن آتش ہی دل ہی مرجان کا لوہا
دیکھیو پردہ محمل نہ اٹھانا اپنا
مہمان قریب خانہ کوئی باہر رہو
کبھی کھولی تھی گہ طرہ عنبر فشان باندھا
دل نہین ہاتھ مین اور ہاتھ ہی دلبر اپنا

اے فوج چاک اب سر تاراج کس لیے
شغل شب فراق یہی تھا کہ دھیان مین
دلمین جو جو ہین نکالین وہ ذرا بول کے خوب
یون کرین چارۂ بیماری اغیار وہ لب
آمد سے تیرے ہمیشہ جو ہوتی تھی سو ہو لی
نہین دیتی دکھائی صورت ذلت
ہین نثار اُس شوخ کے اپنی بلائین آپ لین
یہ بجا نا تھا کہ اُس محفل مین دل رہ جائیگا
توسن ناز کو یون رخصت جولان کب تک
خط پارہ پارہ کرکے دیا پھیر دیکھ لطف
شاید کہ جائے طول سے وان خود بخود پہونچ
قائل ہی وہ نہ ہووے جو مجنون کی نعش پر
خط نہین جا چکا کہ پھر آیا
یون تو وہ ہے فرشتہ خو لیکن
مدت ہوئی کہ غرفے سے جھکے ہی وہ عذار
اس مرگ پر حیات فدا ہی کہ اُس نے آج
پیش دل نے بچھوڑا کہ کبھی ہم اکبار
ہین اس سخن کے تصدق وہ دیکھ آئینہ
جلاد کی یان جنبش ساعد پہ نظر تھی
اس ذوق سے کہتے ہین حدیث لب شیرین
پوچھین گے گر آرزوے دم ذبح
یہ کہان نصیب کہ آئے تو خیال اپنے مین ہو بہو
شب عدہ چشم ہی راہ پہ جو ذرا بھی کھٹکے کسی کا در

تخت تباہ تو مرے دامان کا ہو چکا
اک اک شکن گنا تری زلف دراز کا
آج اُس شوخ سے اپنے دل کھو کے خوب
یہ مرے درد کی ہوتی ہے دوا یا قسمت
اب وعدۂ حشر پہ وا رے قیامت
غضب صورت ہون آیا دیکھکر آج
آئینہ مین زلف چھوٹی اپنے منھ پہ دیکھکر
ہم یہ سمجھے تھے چلے آئین گے دم بھر دیکھکر
کیا ترے زعم مین باقی ہے مری خاک ہنوز
بھیجے جواب خط مین ہین بھیجے ہزار خط
تحریر کیجیے جو بصد اختصار خط
کہتا تھا اک جوان بہت بار بار حیف
پھر رہا ہون جو آپ کا مشتاق
ہی ذرا آدمی کسی کا شوق
کوندے ہی برق سی طرف بام ابتلک
بدھی کے اپنی خاک پہ میری چڑھائے گل
لائین تسکین کے لیے لب پہ ترا نام تمام
مجھسے پوچھے ہی کیون کیسے طرحدار ہین ہم
کچھ ذبح کی ایذا دم بسمل نہین معلوم
گویا ترے ہونٹون ہی سے لیتے ہین فراہم
جلاد ہی کو ستائین گے ہم
تر نقشہ کھینچ کے رہبر و گلہ شکوہ در و دیوار کرین
تو صدا ے پا تری جا نکر کہون تک کہ دھر کہان

کیا کہیے وان مزاج تو نازک ہے اور یان
ممنون مبادا آئے کہین ہجر ناگہان
نہ کسی چشم کا سرمہ ہوں نہ دامن کا غبار
درد دل سب تجھسے سُنا جاوے ولیکن ظالم
بزم عشرت مین ہنسون کیا کہ برنگ مینا
ترے غم سے زبان تک گیا بیہودہ
ہنستے ہی ہنستے نکل گئی بسمل کی آرزو
یون رشک سے کہے کم جو وہان رنگ حنا ہو
اُس مرگ پہ سو جان مری صدقے کہ دم نزع
آ خلوت مین جو تنہا کبھی پاؤن تجھکو
کہین جانا ہو تو جا چاہے کہ اگر جان بھی جاوے
پاؤن لاتا ہین ہے تصور مین ترے ممنون کو
شب کو گشت دخون رہا فوج غم کے ساتھ
کون آئے ہے کہ سینہ مین بیدار ہو گئین
مکتب مین بھی سبق تھا الف لام میم کا
پاؤن ممنون نے نکالے ہین بہت دیکھو تو
کس بہت ہرجائی سے جا کر لگا کر ہاتھ آئے
غیر کو دے مے تعلین مجھے جوتون مین کے
اضطراب دل ذرا فرصت کہ یون بوسے کئی
دل کہ میان وہ ہم سے کہان اب کہ آج کل
مہربانی سے لگے متصدق لاگ کے سینے سے مرے
رکھ دیجیے قتل مین دم تیغ پہ یہ دل
مجلس مین تیری اور سے آنکھین لڑائیے

قصہ دراز نخت نہ یون ہوئی ان کہین
ناکامیون سے وصل ہی مین آ خو کرین
خاک اپنی یہ ترے در کے سوا جا کے کہان لین
ہم سے یہ قصۂ جان سوز کہا جائے کہان
بند منھ کرتے ہین گر خندہ کبھو کرتے ہین
کہ جینا بھی اپنا نہ بھایا ہمین
تھی خونبہا مین خندۂ قاتل کی آرزو
پا تھہ اُس نے کسی دیدۂ تر پہ نہ دھرا ہو
گھبرا کے کہے تو کہ بس اب دیکھیے کیا ہو
جس سے لیے تجھکو بنایا ہے دکھاؤن تجھکو
نہ بلاؤن نہ بلاؤن نہ بلاؤن تجھکو
تو اگر آئے تو اک سیر دکھاؤن تجھکو
سو حسرتین شہید ہوئین اپنے دم کے ساتھ
صد آرزو ہے خفتہ صدا ہے قدم سے ساتھ
طفلی ہی سے ہوا ہون خوگر الم کے ساتھ
ہین بھی اس شہر مین زنجیر بنانے والے
دے کے سو ٹکڑے کرون اسکی یہی تعذیر ہے
تو ذرا رشک سے خون دل بیتاب تو پی
پھر لب معشوق سینے مین کسی کا تیر ہے
ہونگا مہر محبت اشعار گرم ہے ++
یون لگا کہنے کہ ممنون آرزو دیکھو ابھی ہے
لیکن خیال [illegible] ابرو نہ [illegible]
پھر پاس [illegible] نرگس جادو نہ [illegible]

اُلجھین صبا سے شانہ سے یا لپٹین بار بار — بالون کا تیرے شکوہ سو نہ کیجیے

بس حنا زور آزمائی ہو چکی — دلبرون سے ہاتھا پائی ہو چکی

رات تھوڑی حسرتین دل مین بہت — صلح کیجیے بس لڑائی ہو چکی

تفاوت قامت یار و قیامت مین ہی کیا ممنون — وہی فتنہ ہی لیکن یان ذرا سانچے مین ڈھلا ہی

رخصت کیوقت ہون ترے گریان کہ آدمی — رو دے ہی اُس گھڑی کہ نہ جسوقت بس چلے

بگڑے کے درد سے رنگین نشان آہ کیے — دل شہید کے غم مین علم سیاہ کیے

دامن ہی جھٹکنے کا ہو وسواس کئی روز — لگا ہی غلطی سے جو مری خاک پر آئے

ہین نامہ و پیغام سے گذرا کہین یارب — کچھ قاصد بیچارہ کی اپنے خبر آئے

اُس دست حنائی سے آنسو جو مرے پونچھے — حسرت سے لہو ٹپکا دو چار کی آنکھون سے

ہوتی ہی پھر اغیار سے صحبت کی درستی — لے عہد ہی عاشق غمناک سے باندھے

اللہ رے فرط شوق جو اکدم ہو تو یہان — بیتابی جھنکا لے ہی کس کس کے گھر مجھے

کون وہ چاندنی مین عطر لگا کر بیٹھا — آج کچھ چادر مہتاب مین خوشبو سی ہی

شیر تخلص وجیہ الدین نام پور شاہ نصیر الدین است طبع خوشی داشتہ اما از بسکہ بہیچ از ضروریات این جہد الست از طریقہ راسخہ بر کران است بریعان جوانی داعی اجل را لبیک اجابت گفت اور است

خبر پا دے کتنی تھی تیشہ کی زبان ہر دم — مغموم نہ ہو نادان سنگ آمد و سخت آمد

اس باغ جہان مین کبھی پھولے نہ پھلے ہم — چون نخل چنار اپنی ہی آتش مین جلے ہم

بیان جو رخوبان کل ترا بیمار غم سن کر — یہ کہکر مرگیا ایک آہ بھر لیسے ہوتی تھی

تو نہی دھار سے پہ چھینٹین دلسے دل اوگار ونکے — رو مشکت سن کے ٹکڑے ہو گئے فوارون کے

غضب چہرہ پایا ستم آن پائی — تجھے پائے تصویر کیا جان پائی

منیر تخلص خواجہ آفتاب خان شاگرد سعادت یارخان رنگین است از دست

جی چاہتا ہی زلف کا تیری بیان کرین — شانہ کے دست توڑ کے اپنی زبان کرین

منشی تخلص میر محمد حسین خلف سید ابوالحسن المعروف بمیر کلن کہ حسن خط از مشاہیر این معمورہ بودہ اصلش از ایران دیار است و بزرگانش درین شہر سکنی اختیار کردند

وے آخرہا بلکھنؤ رفت ودر حضرت مرزا سلیمان شکوہ بہادر بخدمت انشا پرداز سے مامور بتقاضائے صحبت لب بسخن آشنائی کرد وبہمین تقریب منشی تخلص قرار دادہ وے ہم بدرستی خطوط معروف وموصوف بودہ است

پوچھو اُس پہ کیسے حسن کا عالم کہ آفت ہے
بلا شوخی غضب رفتار قامت اک قیامت ہے

جو پوچھا اُس سے لوگوں نے کہ منشی کون ہے بولے
کہ کچھ یوں ہی اُس سے دور کی صاحب سلامت ہے

منشی تخلص ہوچند از شاگردان نصیر کایتی است در دہلی قصص شاہ نامہ را بریختہ نظم کردہ است ازوست

چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت
اس لیے لوگ انھیں آفت جان کہتے ہیں

خواہش نہیں کہ ہاتھ مرے سیم و زر لگے
یہ آرزو ہے سینے سے آ کے سیمبر لگے

منتظر تخلص نور الاسلام نظر بطریق اکابرش بصدق وصلاح مایل است تحصی از صرف نحو بہرہ ور از گزین تلامذہ مصحفی است ازوست

ہر دم خیال یار جو پیش نظر رہا
ہجران میں بھی وصال ہمیں بیشتر رہا

کل شب وصل جو تھی کیسی مچائی تھی دھوم
بولتا آج نہیں مرغ سحر آخر شب

ہو گئی تھی جامۂ یوسف کی بو گم
سو پائی تیرے پیراہن کے اندر

چاہت مرے دل کی آزما دیکھ
ظالم کہیں تو بھی دل لگا دیکھ

طرف چمن نہ جا نہ سوے لالہ زار دیکھ
تو آپ باغ حسن سے اپنی بہار دیکھ

دولت حسن ہے جس پاس یہ اُس سے ہے سوال
کچھ ملے اور نہ ملے پر ہمیں ذکر کیجے

کچھ نہ پایا جب نثار عید قربان کے لیے
لے چلے ہم جان بکف تب نذر جاناں کے لیے

مارا ہے کوہکن نے سر اپنے پہ تیشہ ہائے
دل کو لگی ہو چوٹ تو کیا آدمی کرے

کیوں سیر لالہ زار کو اس بن گیا میں ہائے
جو تازہ ہو گئے مرے داغ کہن کئی

ہمارے جی میں تو ہے زہر کھا کے سو رہیے
وسلے یہ ڈر ہے نہ تہمت ہو یار پر اپنے

منتظر تخلص شیخ امام الدین از سکنائے اکبرآباد است ازوست

جس گھڑی یار گلستاں کی طرف جاتا ہے
ہاتھ ہر گل کا گریباں کی طرف جاتا ہے

منعم تخلص قاضی نور الحق خدمت قضاے بریلی باوے بوده اعظم الدوله وصف بسیارے ازو مذکور ساخته از شعراے مسلم فارسی شمرده و بامراتب علمی منوط دانسته این مطلع که باعدم التفات بریخته بخاطر داشت وے گفته بود از تذکره ایشان نقل کرده شد

وہ نوک مژہ جیسے مرے دل میں گڑی ہے	ایسی تو کھٹکتی ہے کہ جینے کی پڑی ہے

منعم تخلص موہن لال از تربیت یافتگان شاه نصیر است اور است

کہیں آیا ہے دلا آج قد یار نظر	کچھ قیامت کے سے تیور ہیں جو آثار نظر
دہان اشارہ ابرو مطلع ہلالی ہے	ہے یہ آہ کا مصرع مقطع فغانی یہاں

منت تخلص نعمت علیخان قوم افغان از تلامذه نظام خان مجرم بوده از وطن اصلی خویش که عظیم آباد باشد حرکت بدهلی نموده چند سالست که هم درینجا وفات یافته بعلت تنگی معاش بتعلیم اطفال بسر برده در تدریس کتب مشهوره فارسی سلیقه خوشی داشته و بتحقیق لغات مغلقه و حل غوامض مشکله همین صحبت اساتذه باوے بوده در نظم اشعار چندان دستگاهی نداشته فقیر را هم اتفاق درخور دالشان شده اور است

گر عشق ترا یہ ہے تو بچ کے دست جنوں سے	داماں رہیگا نہ گریباں رہیگا
خیال جائے ترا کیونکر میرے سینے سے	جدا ہوا ہے کہیں نقش بھی نگینے سے

منشی تخلص میر شمس الدین سید نسبت پاک گوهر اصلش از مشهد مقدس و وے بقصبه سونی پت از عدم بوجود آمده بسیار جهان آباد دهلی نشو و نما یافته کسب فنون علمی نموده بیعت طریقت با مولانا فخر الدین رحمة الله علیه نموده دران مدت که بجهان آباد بود برسم عادات اهل سنت داشت لیکن بلکهنؤ آمده بروش امامیه برآمد قصاید بمدح صاحب دولتان آنجا گفته جایزها یافته و بکلکته رفت و ناظم آنجا که مشهور به گورنر جنرل میباشد بوده ملک الشعرا لقب یافته و بحیدرآباد شتافته و از پیشگاه نواب نظام الملک بصله قصیده ده هزار روپیه را گرفته و جنس ذخیره اندوخت بعد سیر و سفر دراز باز به لکهنؤ وارد شد و راجه تکیت راے را ندیم گشته و قریب چهل و شش سال در کلکته بتقریب گذارش اتفاق افتاده بود داعی اجل را لبیک اجابت گفت و کان ذلک فی سنه ثمان و مائتین بعد الف و

خطاکرد آنکہ مرگ او را بہ لکھنؤ نوشت بزبان فارسی در مراتب نظم قدرت و قوت داشتہ خیالاتش بکنیم صد ہزار بیت نوشتہ اند دو سہ بیت از مثنوی او چمنستان نام کہ بشرح تصنیفاتش گفتہ است آوردہ میشود ابیات درین عمر دہ مثنوی گفتہ ام + بہ آئین و طرز نوی گفتہ ام + چو اشعار من در عدد میرسد + شمار قصاید بصد میرسد + بود شعر من در غزل سی ہزار + ز پانصد رباعی گرفتم شمار + + در نثر کتابی موسوم بہ شکرستان کہ بزعم خود بشیوہ سعدی نوشتہ از و یادگار است گاہی بفکر ریختہ ہم می پرداخت و این است

اس آنے کا کچھ ہے لطف پیارے	ہر دم جو کہو کہ جائین گے ہم
گر اُس لب جان بخش کی مین بات سناؤن	عیسیٰ بھی جو پھر بولے تو صلوات سناؤن
قدم رکھ گیا کون سینے پہ اپنے	گل داغ مین آج مہندی کی بو ہے
مدعی اُس سے سخن ساز بسا لوسی ہے	پھر تمنا کو یہان مژدۂ پابوسی ہے
تہمت عشق عبث کرتے ہین مجکو تہمت	ہان یہ سچ ملنے کی خواہش ہے تو اک خوشی ہے

موزون تخلص میر فرزند علی از مردم سامانہ از تلامذہ شمس الدین فقیر است طبعی موزون داشتہ از تاریخ گوئی بہرہ بر داشتہ بہ لکھنؤ رفتہ رنگ سکونت ریختہ او این است

ہے مجھ آگے نمر سان سارا احسان تیرا	منھ دیکھے کیون نہ ہر اک اے میر یحان تیرا
شمع ہر بزم نہ ہو نا ہے ہرگز	دل جلون کا بھی کسا سینکے گا
اپنے کوچے کو خار بست کیا	یہ بچھانا بر ہشر پا ہین ہم
سینہ و دل کو ریشن کرتا ہون کہ دیتے صاف	کس کی آمد ہے الٰہی کہ یہ گھر جھڑتے ہین
نرگس کا پھول بھیجے نامے مین یار کو	معلوم تا کرے وہ مرے انتظار کو
وابستہ جیسے تجھے پیمان کی درستی پر	دل ٹوٹ گیا میرا تم عہد شکن نکلے
پھول جھڑتے ہین ترے منھ سے مری آنکھ تلے	حسن اور عشق کی کیا خوب گل افشانی ہے

موزون تخلص چھجو رنگریز از کسبیان دہلی است خود را شیرہ ما و ہور دام کہ الشادی دستمال اطفال است میگفت و این است

بیت ابرو کو ترے دیکھ کے اے مطلع حسن	جو ترے کوچے سے نکلا سو غزل خوان نکلا

موج تخلص خیر بخش از سرایندگان مشهور است خانه در اکبرآباد دردرفن خویش ساز و برگ خوشی داشته شعر بدی گذرانیده بارها بچشم آمده مرد خوش صحبت ظریفی بود چند سال است که در لکهنو فوت کرده طبعی موزون داشته گاهی فکر شعر میکرده از وست

لاکھون کٹوا دیے سر آن مین پشتے	اے موج ہجران کوئی تو دیکھا تماشا نکلا

مونس تخلص حکیم سعادت علی نام از سادات کرام است و از ارباب بنارس مرد خجسته دلبطبع شگفته و ظریف است بتقریب ورود بلده شهر فقیر را با ایشان ملاقات دست بهم داده بلکه از جانبین ابواب ربط و وابستگی بروی هم کشاده طبیب مسیح نفس است سابقا گاه بیگاه بفکر اشعار پرداختی اکنون مطلقا بدین فن متوجه نیست روی سخن علی سبیل الحکایت ابیاتی چند از زاده های طبع وقاد خود خوانده بود شعری از ان ثبت گشت

زبان جوش گریه هچکیان لینے لگا مونس	خلل انداز ہوا ہے نالہ شبگیر مین آنسو

مومن تخلص سنجنده لعل کان سخن دانندہ یکدانه گهر دریای معانی فرمان فرمای اقلیم سخن پایه بلند ساز این فن بدور آور ساغر باده بینش نواگر نغمهای دلپذیر و دلکش صاحب جایگاه رفیع صورت معانی بیان و بدیع مهر سپهر نکته دانی واقف سیر آسمانی شاعر حکمت پرور حکیم سخن گستر فرید عصر یکتای دوران جامع فنون شتی حکیم محمد مومن خان الذی اعطاه الله تعالی استعدادا من الجم من استنشاقات الکمال و جبری فی ریاض قلبه من ینابیع فیضه الاقدس انهار الافضال از دودمان گرامی و از خاندان نامی است عد فضائل عمیم و جلائل فخیمش حد تقریر نیست و شمار محامد بزرگ و مکارم سترگش اندازه قلم فی مهدا این مجال هم از اطالت آبی است ورنه بهمین زبان الکن نغمه بر لب مرغ گلستان شکسته و بهمین بیان هیچ طوطی خوش لهجه را زبان گفتار بستی داستانهای باستانیان که بطمطراق تمام افسانه گوش عالم است عهد آنکسان فراموش میکردند و حکایات پیشینیان که بصد شور و شغب ثبت جریده روزگار است سهوا بیاد نمی آوردند بالجمله بحکم مالا یدرک کله لا یترک کله نبذی از ان اشعار میرود که هرچند نظر بکمالات مشهوره شاعری دون مرتبه اوست اما چون سخن درین فن است اعراض

تا مستحسن زبان جادو طرازش سحر را بمرتبهٔ اعجاز رسانیده و سخن دلپذیرش طول را بمپایهٔ
ایجاز گردانیده گوهر افشانی طبع نیسان بارش دامن دامن کان جواهر در جیب آستین
مفلسان انداخته و گلریزی اندیشهٔ بهار نثارش چمن چمن ریاض جنت بچشم نظارگیان
جلوه گر ساخته در جنب تفرد ذاتش ماهتاب که یکتای عالم است مانند ستارگان متعدد
مشهود و بضیای شمع فکرتش ذرات نامحسوس بجلوهٔ خورشید رخشان مشاهد و منظور
در پیش جبین نیر گیتی آرا نوری کم از سها و در بارگاه جبین خدیو فریدون فر خاقانی
کمینه چاکر اعنی یکی از وظیفه خواران خوان نعمت اوست داو قیصر را سبکی از
غاشیه برداران میدان نصرت او دعوی گران بلند آهنگ همه دانی در حضورش نغمهٔ هیچدانی
می سرایند و مدعیان طلیق اللسان بپیشگاهش لب می بندند و زبان باظهار لکنت
میگشایند با این همه صفات که مذکور شد بی تحریک محرکی بفکر سخن نمی پردازد و چنانچه
اکثر کلامش بخواهش داعی آثم صورت ظهور گرفته و هم تدوین افکارش را فقیر باعث
گشته دیباچهٔ آن که ریختهٔ خامهٔ شکسته است دران بتفصیل این ماجرا باز کرده ام و اکنون
که التفاتی بنظم ریخته کمتر دارد گاهی گاهی که داد سخن سنجی و سحر آفرینی میدهد بر جان
دری زبانان لکنت ها می نهد بزعم فقیر بقوت شاعری ایشان کم کسی برخاسته در هر
جنس سخن آنچنان مکانتی وافی دارد که کسی را در یک صنعت هم میسر نیامده و با وجود
تخالف لسانین بهر دو لغت چندان دستگاهی نصیب او گشته که پارسیان از
آن خود می انگارند و هندیان خود و بشرف این نسبت چه نازها که دارند فرد مناجاتیان
هیچ خوان من اند خراباتیان خود از آن من اند ملا ظهوری ترشیزی سه صد سال
پیش این بیت گویی در خصوص ایشان گفته و شاید که تر از این در از نفسها اشتباهی
بخاطر گذرد محل بر کثرت ائتلاف والتیام کنی یا از این گفتگوهای غرضی در میان دانی
لا اهل بهذا الرتبه فیه اگر حظی از فهم خداداد داری بیا و بدیوانش نظر کن و بتصدیق و
تکذیب من زبان انصاف بگشا از روز ولادت الی حال بسبب موالفت جهان آباد
و اهل جهان آباد بسمتی حرکت نکرده بوصال یاران رنگین و بوصل شاهدان شیرین

شعری خوش میگزارد دیوانش مملو از اصناف سخن است و مثنویات متعدد دارد که هر یکے
رشک گلشن است و غیرت چمن نگارندہ ملاحظہ شد و ازان انتخاب یافت و ثبت افتاد

اس نقش پا کے سجدے نے کیا کیا ذلیل
میں کوچۂ رقیب میں بھی سر کے بل گیا

بچاؤں گا کبھی جنت میں میں بچاؤں گا
اگر نہ ہووے گا نقشہ تمھارے گھر کا سا

بہ ناتوان ہوں کہ ہوں اور نظر نہیں آتا
مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا

محو بھسا دم نظارۂ جانان ہوگا
آئینہ آئینہ دیکھے گا تو حیران ہوگا

خواہش مرگ ہو اتنا نہ ستا ورنہ
دل میں پھر تیرے سوا اور بھی ارمان ہوگا

کیا ستاتے ہو کہ ہے ہجر میں جینا مشکل
تم سے بیرحم پہ مرنے سے تو آسان ہوگا

کیونکہ امید وفا سے ہو تسلی دل کو
فکر ہے یہ کہ وہ وعدہ سے پشیمان ہوگا

درد ہو جانے کے عوض ہر رگ و پے میں ساری
چارہ گر ہم نہیں ہونے کے جو درمان ہوگا

اُن سے پرسش کو نہ دیکھے کوئی
مجھ کو مری شرم نے رسوا کیا

دعوے تکلیف سے جلا دے نے
روز جزا قتل پھر اپنا کیا

خدا کی یاد دلاتے تھے نزع میں احباب
ہزار شکر کہ اُس دم وہ بدگمان نہ ہوا

وصل کی شب شام سے میں سو گیا
جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا

ساتھ سر سے چلنے کا بہانہ تو دیکھ
آ کے مری نعش پہ وہ رو گیا

دل لگانے کے تو اُٹھائے مزے
جی بلا سے رہا رہا نہ رہا + + +

تو فنا مرگ ہم سے سب غافل
اب کسی کا بھی آسرا نہ رہا

سوئے صحرا لیچلا اُس کوسے میرے نقش پا
تھا یہی ڈر ان دنوں تلوار اکھلائے تھا

دھاتو نگا نصیحت پر نہ سنتا میں تو کیا کرتا
کہ ہر ہر بات میں ناصح تمہارا نام لیتا تھا

نقد جان تھا نہ مزلے دیت عاشق حیف
خون فرہاد سر گردن فرہاد رہا

چھوٹنا دام شکستہ سے بھی آسان نہیں
میں گرفتار خم گیسوئے صیاد رہا

کشتۂ ناز بتان روز ازل سے ہوں مجھے
جان کھونے کے لیے اللہ نے پیدا کیا

کیا تم نے قتل جہان اک نظر میں
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا

دم حساب رہا روز حشر بھی یہی ذکر
وہ کرتے لہو ہے بیاک عاشق کشی یون
اُلجھا ہے پاؤن یار کا زلف دراز مین
ان نصیبون پر کیا اختر شناس
مہ نو بنگلے ہم طول شبہائے جدائی سے
یہ عذر امتحان جذبۂ دل کیسا نکل آیا +
روز جزا جو قاتل دلجو خطاب تھا
پھرنے سے شام وعدہ کے یہ کہ سوتے ہیں
وقت وداع بے سبب آزردہ کیون ہوئے
دیکھا نہ ہے یہ رشک وحسد وہ بلا کہ آج
ہون کیون نہ محو حیرت نیرنگہائے شوق
کیا جی لگا ہے تذکرۂ یار مین عبث
خود گلا کاٹ موا جب کہ مین بسمل ہوا
کیا گلے ہوتے گرا دون پہ بھی رحم آجاتا
بیخود سے غش سے محو تھے دنیا کا غم نہ تھا
موت کے صدقے کہ وہ بے پردہ آئے لاش پر
دشنام یار طبع حزین پہ گران نہین
بدکام کا مآل برا ہے جزا کے دن
میرے گھر بھی پھرتے چلتے ایکدن آجائیگا
واعظ بتون کو خلد مین لیجائین گے کہین
بوسے دم غضب لیے اُلٹی سمجھ تو دیکھ
بجلی گری فغان سے مری آسمان پر
بزم مین عدو نے سوئے تغافل سے مری اُٹھے

ہمارے عشق کا چرچا کہان کہان ہوا
نہین کوئی دنیا مین گویا کسی کا
تو آپ اپنے دام مین صیاد آگیا
احسان بھی ہے ستم اچھا وکیا
کہان تک دیکھیے وہ حسن روز افزون نہ ٹھہریگا
مین الزام اُس کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا
میرا سوال ہی مرے خونکا جواب تھا
آرام شکوۂ ستم اضطراب تھا
یون بھی تو ہجر مین مجھے رنج وعذاب تھا
سنبل کو تیری زلف کا سا پیچ وتاب تھا
جو دل مین شعلہ تھا وہی آنکھون مین آب تھا
ناصح سے مجکو آج تلک اجتناب تھا
اُن کو آسان ہوا جو مجھے مشکل ہوا
شکر صد شکر کہ میرا سا ترا دل ہوا
جینا وصال مین بھی تو مرنے سے کم نہ تھا
جو دیکھا تھا تماشا عمر بھر دکھلا دیا
اے ہمنفس نزاکت آواز دیکھنا
حال اسیر تفرقہ انداز دیکھنا
وہ مبارک کیا داب کی یار ہرجائی ملا
ہے وعدہ کافرون سے عذاب الیم کا
بل جو پڑا جبین پہ تمنا کو لب ہوا
جو حادثہ کبھی نہ ہوا تھا سو اب ہوا
وہ کیا کہ سب کو جذبۂ دل سے عجب ہوا

دکھلا رہے گی جلوہ نزاکت کہ ہے اُنھین
یہ زلف خم بخم نہ ہو کیا تاب غیر ہے
آغوش گور ہو گئی آخر لہو لہان
دھو دیا اشک ندامت نے گنا ہو نکو مرے
تھا روز بخشش غم شبہاے دراز آہ
اس حال کو پہونچے ترے قصہ سے کہ اب ہم
راز نشان زبان اغیار تک نہ پہونچا
یہ کاہ ربا سے بھی ہین کم لے کشش دل
آغشتہ بخون دست کو کو پونچھتے ہین وہ
چشمہ حیوان بنا اُس کے ابو ٹکی شرم سے
ہٹ گیا ہوگا ڈوپٹہ منھ سے سوتے ہین کہین
یہ کیسی ہے ہو کہ ان لطفون پہ گستاخی نہ ہو
شرمندہ تسخیر سے ہم خود مسخر کیون نہ ہون
تو فلک ہین کیا کرے یہ نالہ آتش فشان
ہجر بتان مین تجکو ہے شومن تلاش زہر
شوخ کہتا ہے نے صبا جانا
شعلہ دل کو ناز تابش ہے
کیا پوچھتا ہے تلخی اُلفت مین پند گو
ہونے سمن سے شاد تھے اغیار بے تمیز
وہ سنتے ہین کے نالہ بلبل کا
جلوہ دکھلائے تا وہ پردہ نشین
آفرین دلمین رہی خنجر دشمن کے سبب
وہ ہی خالی تو یہ خالی یہ بھرے تو وہ بھرے

دشوار چاک پر وہ حمائل کو تھامنا
ہیہات ہے جنون تر دبکی سلاسل کو تھامنا
آسان نہین ہے آپکے بسمل کو تھامنا
تر ہوا دامن تو بارے پاکدامن ہو گیا
طفلی سے ہے اختر شعری مشغلہ اپنا
راضی ہین گر اعدا ابھی کرین فیصلہ اپنا
کیا ایک بھی ہمارا خط یار تک نہ پہونچا
مذکور کچھ ایسا پس چلمن ہے ہمارا
اُلٹے کف جلاد مین دامن ہے ہمارا
پانی پانی بسکہ اعجاز مسیحا ہو گیا
شب یہان رہنے کا تیرے سبھین چرچا ہو گیا
غیر ہمسا کب ہوا ہر چند ہمسا ہو گیا
آنکھ کی پتلی جو تھی جادو کا پتلا ہو گیا
ایک دشمن سر سے کھویا اور پیدا ہو گیا
شمع پیراہم خوار تو کل نہ ہو سکا
دیکھو دشمن نے تم کو کیا جانا
اپنا جلوہ ذرا دکھا جانا
ایسی تو لذتین ہین کہ تو جان کھا گیا
اُس گل کو اعتبار نسیم و صبا گیا
سنتے رونا ہے خندہ گل کا
مین نے دعوا کیا تحمل کا
اپنے قاتل سے خفا تھا کہ مین خاموش ہوا
کاسہ عمر عدو حلقہ آغوش ہوا

کیا شاد شاد ہوں کہ وہ ہے تلخکام تر
ستی تھی ہی مزار تلک آکے اسپہ بھی
دے تسلی تو وہ ایسی کہ تسلی نہ ہوئی
سجدے سے پہ سر قلم ہو دعا پر زبان کٹے
رکھوے لے سر اپنے زانوے نازک پہ شوق سے
چشم غضب سے مشورہ قتل کھل گیا
تارے آنکھیں جھپک رہے تھے
اس شعبدہ میں تو تڑپنے سے آ گیا ہے لب تلک
اے روز حشر مجھ شب ہجران بھی کم نہیں
مانع قتل کیوں ہوا دشمن
مومن آگے بس بہت ہیں کہ ہے سب بجا
خورشید رشک غیر کی بھی ہم کو ہو گئی
مر جائیں کہیں گر تو ہم ہجر ان سے چھوٹ جائیں
اٹھ بیٹھا ان کا دریائے بالین سے کہ ہوش تھے
شوق وصال دیکھ کر آیا عدو کے گھر
زلف مشکین میں کاٹے کو رکھتے
نازان سے تجھ پہ چھوڑا مثل نہار
بوس و ... نے اٹھایا لاش کو
وصل بتاں سے گر ان تو نہیں یہ کہ ہو دبال
وہاں چھوٹا ملے گا نا کہ شوق ہے کیا ہیں
... شہ تو لو تم اسے کیا کہتے ہیں بھلا
بیزار جان سے جو ہوئے تو مانگتے
اس کو بہا جا کر بیٹھے مددوانسے ہجوم شوق

میرے جو شور شوق نے عدو کو مزا دیا
کہتے ہیں لوگ خاک میں اس نے ملا دیا
خواب میں تو مرے آئے وہ مگر آخر شب
گویا وہ زمیں ہے نہ وہ آسمان ہے اب
تیرا مریض عشق بہت ناتوان ہے اب
جو بات دل میں تھی سو نظر سے عیاں ہے اب
کھا بام پہ کون جلوہ گر رات
کہتے ہیں اپنے نالے کو ہم نارسا عبث
بدنام ہو جہاں میں تیری بلا عبث
جان ہی جائے گی ہماری آج
حسرت حرمت صہبا و مزا میرے شیخ
اب اور مجھ نکالے آواز کی طرح
کہتے تو ہیں بھلے کی وہ لیکن بری طرح
نقش ہو گیا ہیں رنگ حنائے ناب دیکھ کر
سوجھا نہ مجھے شب مہتاب دیکھ کر
کیا خبر تھی انہیں فگار ہے دل
خود الجھ کر رہ گئے دامن میں ہم
اپنے پاؤں سے چلے مدفن سے ہم
مومن نماز قصر کریں کیوں سفر میں ہم
رکھاتے تھے گلے سے غیر کی تصویر اکثر ہم
انصاف کیجے پوچھتے ہیں آپ ہی سے ہم
... شکایتوں پہ تری ... سے ہم
آج اور در کرتے ہیں بیٹھا فتنے سے ہم

کھا کھا کے زخم سو گئے نمک زار پر دریغ
خنجر تو نہ توڑ سخت جانی
گر ہے دل غیر نقش تسخیر
آپ برباد ہوا ہے ملک محبت اس نہیں ہے ہمکو تو
وہ جفا کش ہین اے فلک کہ کیا
اے تپ ہجر دیکھ مومن ہین
لاش پر آنے کی شہرت شب غم دیتے ہین
کیا دوا سے ہو تری رنجش بیجا کا علاج
کیا پڑی رہتی ہے اے پردہ نشین جون بیمار
خون بہا قاتل بیداد سے مانگا کسنے
دیکھ مضطر کیون نہ چھیڑے دشنہ کھ[illegible]
ہے دعا بھی سنے اثر گویا کہین
نہین اپنا نہ دل اپنا نہ تم میرے نہ جان میری
ذرا سمجھو تو جان من وصال غیر پہ ہر دم
گر ہی شوق شہادت ہے تو مومن جی سے جھکے
یار رکھے یا دشمن جان سکھے الٰہی چارہ گر
اضطراب شوق شاید غیر اُسکے پاس ہو
ہے نئے چھالی پڑی گو مجھی کو چھپا تکو تم
ہے جلوہ ریز نور نظر گرد راہ مین
مت کیجو دیر آ لیے ہین کیا جانے کیا سنے
جانے دے چارہ گر شب ہجر انہین مت بلا
ظالم وہ بیوفا ہے عدو جس کے رشک سے
شیرین پہ طعن کیجئے فرہاد کس لیے

کھو بیٹھے اپنی جان تن آسانیون مین ہم
پھر کس کو گلے لگائین گے ہم
تو بیتاب سے لیے جلائین گے ہم
ہوتے ہین لاغر اور زیادہ جتنا ہم غم کھاتے ہین
اُس ستمگر نے انتخاب ہمکین
ہجر حدار آگ کا عذاب ہمین
لے پری ہم ملک الموت کو دم دیتے ہین
چارہ گر کیون مجھے بیچ سپی ہم دیتے ہین
بد دعائین ترے چیلون کو جو ہم دیتے ہین
کو فرشتے مجھے یان داغ درم دیتے ہین
یار سے ہے وہ کچھ تماشائی نہین
عرض عاشق کے پذیرائی نہین
اثر کس کو ہو سے کبھی گر فریاد بیکس ہین
مری جان کون ہے یہ کسکی جھوٹی کھائے ہو قسمین
مار ڈالے کا سکی کو کافر دلجو ہمین
پہلے مرتے ہی زندان سے سوے صحرا ہمین
جانب جلوون گلزار وسیدم کیونکر کرین
کو رو زیر دہ جا کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
آنکھین ہین کس کی فرش تری جلوہ گاہ مین
پھینکا ہے جذبہ شوق نے یوسف کو چاہ مین
وہ کیون شریک ہون مرے حال تباہ مین
اتنا کچھ آ گیا خلل اپنے نباہ مین
مجھکو کبھی کچھ مزا نہ ملا تیری چاہ مین

ہے دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا
تا نہ پڑے خلل کہیں آپ کے خواب ناز مین
اُس لیے اب التفات کی غیر کو ہین حسرتین
منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہین
کیا خوش ہون کوسے غیر مین گر نقش پا نہین
بے التفاتیان جو عدو سے شوخ تھین
بجرم پامال عدو کو کیا کیا
ناصح کہان تلک تری باتین اُٹھا سکون
عاشق کشی ہے شیوہ اگر بوالہوس سہی
دامن قاتل کو وقت قتل کیونکر چھوڑتا
گر یقین وان دعا ہوتی ہے اے مومن قبول
بسکہ بن آئی مر گئے ہم شب انتظار مین
مرگ ہے انتہاے عشق یان ہے ابتداے شوق
تھا قلق بہ ہنگی دشمن جان شب فراق
اُس بت کو ترک دین سے نہین مومن اعتماد
دیکھنا کس جا لیے کس حال کو پہونچا دیا
مین گلہ کرتا ہون اپنا تو نہ سن غیروں کی بات
غیر سے سرگوشیان کر لیجیے پھر ہم بھی کچھ
نیم بسمل ہین بکھیڑے تپش دل کہ ابھی +
اے اجل کاش اُلٹ جائین شب ہجر انہین
مختصر قتل ہے مکتوب گنہگاران کا
آبرو رہ گئی مرنے کی کہ روتے تو ہین وہ
وہ ہے نفلین تو بھی تو یان نیند اُڑ گئی

جادو بھرا ہوا ہے تمھاری نگاہ مین
ہم نہین چاہتے کبھی اپنی شب دراز مین
سن کے مرا بیان لغو منت احتراز مین
آشنا رہا ہون دور کہ ہجران کا غم نہین
وہ شوخ جانتا ہون کہ ثابت قدم نہین
نہ جانتے تھے وصل مین رنج و الم نہین
تھا وہ خیال بھی ترے سر کی قسم نہین
سچ ہے کہ مجھ مین طاقت جور و ستم نہین
آخر کچھ اپنی جان نکلے دشمن تو ہم نہین
بیکسی سے جان تھی اپنے کفن کی فکر مین
جائین گے کعبہ بھی طفل برہمن کی فکر مین
دن جو رہے تھے عمر کے جلتے رہے ہزار مین
زندگی اپنی ہو گئی رنجش بار بار مین
کاٹ لے اپنے سر کو ہم بیٹھے ہین کنار مین
کیونکر نہ مین شکایت اغواے دل کرون
بخت تیرے عاشقون کے نارسا کہنے کو ہین
ہین یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہین
آرزو ہاے دل رشک آشنا کہنے کو ہین
روے قاتل کا نظارہ کوئی دم کرتے ہین
وہ دعائین کہ تری جان کو ہم کرتے ہین
سر قاصد کو وہ فقرے سے قلم کرتے ہین
اشک شادی ہی سے گو چشم کو نم کرتے ہین
یہ سوچ ہی گیا ہوا عدو کے خواب مین

ان نالہ ہاے شب کا اثر صبح دیکھیو
کشتۂ غیرت ترے پانی چوائے سے ہی بغیر
بچا ہون روز جزا داد یہ ستم دیکھیو
ہین غیر مرے نکلنے سے خوش
ربط اُس سے ہے مثل شعلہ و شمع
اُس کو مین چھوڑ جاے مجکو
اُس نام کے صدقے جسکی دولت
کیا کیجیے کہ طاقت نظارہ ہی نہین
جز نشہ سپہر مین مرے دشمن تو اور بھی
پانی کے بدلے برسے گی آج آگ ابر سے
شبنم خراب مہر و کتان سینہ چاک ماہ
کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا
نہین منظور اگر بوالہوسی کا شکوہ
رشک سے جلتا ہون ورنہ شمع بار عام مین
یاد دلوادی تپش نے تیری شوخی وصل کی
مجلس مین مرے ذکر کے آتے ہی اُٹھے وہ
اُس غیرت ناہید کی ہر تان ہے دیپک
وفا سکھلا رہے گا دل ستانا
پسینے کی جگہ آنے لگا خون
سمجھتا کیونکہ دیوانے کی باتین +
ہمسار اعشق تو کیا مرجائین تو بھی
دو رات فکر جو مین یون پیچ اُٹھا نا لب ہلا سا
مومن تم اور عشق بتان لے پیر مرشد خیر ہے

آیا خلل گر اُس ستم آرا کے خواب مین
مرتے دم پاتا ہون ذوق خون دشمن کہین
کب آزماتے ہین جب وقت امتحان نہین
گویا کہ مین اُن کا مدعا ہون
مرجاؤن گر ایک دم جدا ہون
ہرچند عدو کا نقش پا ہون
مومن رہون اور بتون کو چاہون
جتنے وہ بیحجاب ہین ہم شرمسار ہین
لیکن بڑے غضب یہی دو تین چار ہین
اُٹھے ہماری قبر سے بھی کچھ بخار ہین
لو اور بھی ستم زدہ روزگار ہین
بیشمار ہی جی نکاسے تو باتین ہزار ہین
غیر کو تم مرے اشعار سناتے کیون ہو
ون کو ہی تحریر وہی حاسد مد جو تحریرات کو
مرگئے ہم دیکھکر چین ہاے بستر رات کو
پہنا ہی عشاق کا اعزاز تو دیکھو
شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو
تمہاری خاطر نا مہربان کو
چھپاؤن کس طرح زخم نہان کو
نہ پایا محرم رستے راز دان کو
کیجیے طرہ عنبر فشان کو
نہین تھمتی ذرا آرام یون تم بھی ذرا آرام لو
یہ ذکر اور شیخ آپ کا صاحب خدا کا نام لو

گو آپ نے جواب بُرا ہی دیا و لے
یان وصل ہو تلافی ہجران ہین لے فلک
جب تو چلے جنازۂ عاشق کے ساتھ ساتھ
سنگ اسود نہین ہی چشم بتان
شکست رنگ بیٹھتے ہین ہم بھی
مجھے تو کہتے ہو مست دیکھ میرے حباب تو
کچھ شور محبت کی تو لذت ہی نہ پوچھو
لٹتے وہ شاد کہتے ہین اور کس ادا کے ساتھ
نے پردہ غیر پاس اُسے بیٹھا نہ دیکھتے
اُسکی تجلی کہان یہ تو کچھ باغ شداد ہی
تھے وعدے کے پھر آنے سے خوش یہ خبر نہ تھی
ہین اپنے گریبان کے تکڑون کا ہون پیرو
ہی دست مری نبض کی تف سے ید بیضا
ہنگام وداع آہ گلا کاٹ رہے تھے
جون شاخ گل لے جوش جنون زار ہون یعنی
ہم اور یہ بدعت تپش دل کے سبب سے
لے جامہ زیب مین ہون وہ مجنون کہ قیس کا
میرا قلق بھی قبلہ نما سے نہین ہے کم
جسکا ترا ابتون مین بھی تاثیر کر گیا
منظور نظر غیر سہی اب ہمین کیا ہی
بس بس نکرو بات کہ یاد آئی ہی مجکو
تو یہ گنہ عشق سے فرماتے ہی واعظ
آزردۂ حرمان ملاقات ہے کیا

مجھسے بیان نکیجے عدو کے پیام کو
کیون سوچتا ہی تازہ ستم انتقام کو
پھر کون وارثون کے سپے اذن عام کو
بوسہ مومن طلب کرے کیا شیشہ
دکھائین کس کو انکھین وقت خمار آئینہ
اور آپ دیکھتے ہو بار بار آئینہ
ہی آپ کے بھی حسن سے کتنا نگین یہ
بیطاقتی کے طعنے ہین عذر جفا کے ساتھ
اُٹھ جاتے کاش ہم بھی جہان سے حیا کے ساتھ
کس جا پہ مجکو چھوڑ گئی موت لا کے ساتھ
ہی اپنی زندگانی اُسی بیوفا کے ساتھ
چلتے ہین جنون مین مرے پاؤن سے سوا ہاتھ
یہ معجزۂ تازہ مسیحا کے لگا ہاتھ
کیا کھینچتے دامن کو مرے کام مین تھا ہاتھ
جب چاک ہوا جامہ تو بس ٹوٹ گیا ہاتھ
مومن مرے سینے پہ ہے بعد فنا ہاتھ
پھٹ جائے سینہ میرے گریبان کے جوڑ دیکھ
یاور نہین سے مجھے تو ذرا منھ کو موڑ دیکھ
مومن یقین نہین ہی تو پتھر کو پھوڑ دیکھ
بیمار تری آنکھ سے دل کیسے بھرا ہی
ناصح سے جو کچھ ہجو دیون مین بھی سنا ہی
یہ بھی کہین دل دیکے گنہگار ہوا ہی
یعنی کہ نہ ملنا ہی نہ ملنے کی سزا ہی

پرہیز سے اُس کے گئی بیماری دل آہ
مین ترک وفا سے بھی وفادار ہون مشہور
سو مین نہ سہی بوسہ یا سجدہ کرین گے
خوشی نہ ہو مجھے کیونکر قضا کے آنے کی
ہوا ایک خلق کا خون سر پہ اشک خون نکلے مرے
بجھ گئے اور ہی کچھ مر چلا مین لے تا صبح
مین اگر آپ سے جاؤن تو قرار آجائے
کر ذرا اور بھی اے جوش جنون خوار و ذلیل
باندھو اب چارہ گر چلے کہ وہ بھی شاید
ٹھہر جا جوش تپش ہو تو تڑپنا لیکن
فصد کی حاجت نہ مجھے کیا چارہ گر
مت کرو گستاخی نہ یہ دزد حنا
گر نصیحت گر مین سچ ہون سادہ لوح
وعدہ کر کے وہ نہ آئے نامہ بر
جابجا نہرین ہین جاری مین نے اشکا
لاغر ایسے زندگی مشکل ہوئی
گر علاج جوشش وحشت چارہ گر
چھٹ کے ہر گان ملاحت تون کیا
حسن روز افزون پہ غرا کس لیے اے ماہرو
پونچھے آنسو وار نیٹے کیا گردن اب ہارے رہے
ابتو مرجانا بھی مشکل ہے ترے بیمار کو
ہنٹ گو یہ تو ہی فرما کس کو سودا ہے یہ کون
شکوہ دشمنی کرین کس سے

بیگانگیون مین بھی عجب ربط رہا ہے
کین سے مجھ سے جو جلے دشمن ارباب وفا ہے
وہ بت ہے جو اورون کا تو اپنا بھی خدا ہے
خنجر ہے نعش پر اُس بیوفا کے آنے کی
سکھا کی طرز اُسے دامن اُٹھا کے آنے کی
کہا جو تو نے نہین جان جلے کے آنے کی
یہ یہ ڈرتا ہون کہ ایسا نہ ہو یار آجائے
مجھ سے ایسا ہو کہ ناصح کو بھی عار آجائے
وصل دشمن کے لیے سو سے مزار آجائے
چارہ سازون مین ذرا دم دل زار آجائے
بہ گیا خون دیدۂ خونبار سے
دل جدا اے طرۂ طرار سے
تو نہ جیتے گی خوب اُس عیار سے
تو نے پوچھا ہوئے دنگا تکرار سے
پونچھے ہون گے دامن کہسار سے
ہے گران تر جان جسم زار سے
لاوے اک جنگل سے مجھے بازار سے
خود لپٹ جا سینۂ افگار سے
یونہی گھٹتا جائیگا جیسا کہ بڑھتا جائے ہے
داغ میرے خون کا دامن سے چھوٹا جائے ہے
ضعف کے باعث کہان دنیا سے اُٹھا جائے ہے
اور کی سنتا نہین اپنی ہی بکتا جائے ہے
وان شکایت ہے دو مستداری کی

تاب نظارہ نہین آئینہ کیا دیکھنے دون
غور سے دیکھتے ہین طرف کو آہوے حرم
ایک ہم ہین کہ ہوے ایسے پشیمان کہ بس
تم اُٹھ گئے محفل سے ذکر آتے ہی مجنون کا
بے پردہ سب جلوون یکبار تم آ بیٹھے
کیا ہو گئی خود بینی اب غیر سے چشمک ہی
کہتا ہی مرے آگے وہ عجبہ عدو غش ہی
پامال اک نظر مین قرار و ثبات ہی
پیغام بر رقیب سے ہوتے ہین مشورے
چھٹ کر کہان اسیر محبت کی زندگی
کیونکر خدا کو دون کہ بتون کو ہی احتیاج
مجھکو مارا مرے حال متغیر نے کہ ہی
لذت مرگ سے ہجران مین دعا ہی کہ خدا
جو مر جاتا تو یہ دکھ کاہے کو سہتا اگر مین
گر تصور سے ہو ہم بزم تو بیتاب رہے
عیش مین بھی تو بچاگے کبھی تم کیسا جانو
بخت بد نے یہ ڈرایا ہی کہ کانپ اُٹھتا ہون
ذکر کرتے بیٹھے برائی ہی سے شاید میرا
سنا اُسنے مرا نالہ اثر بھی کچھ ہوا شاید
نکرنی تھی نصیحت اُسکے بیٹھے پر قیامت کی
خیال خواب راحت ہی علاج اُس بدگمان کا
کیون ہی رنگ زرد پر گلگونہ اشک سرخ کا
میسر ہی تغییر رنگ کو مت دیکھ

اور بنجائین گے تصویر جو حیران ہونگے
کیا کہین اُسکے سگ کوچہ کے قربان ہونگے
ایک وہ ہین کہ جنھین چاہ کے ارمان ہونگے
سایہ سے مرے وحشت لے رشک پری اتنی
ہی تاب نظر کس کو کیون جلوہ گری اتنی
یا خوش نگہی وہ کچھ یا بد نظری اتنی
ہی ہی مری الفت سے ہی بیخبری اتنی
اُس کا نہ دیکھنا نگہ التفات ہی
سنتا نہین کسی کی یہ کہنے کی بات ہی
ناصح یہ بند غم نہین قید حیات ہی
مومن یہ نقد دل زر جانکی زکات ہی
کچھ گمان اور ہی دھڑکے سے دل مونس کے
یہ مزا ہو نہ نصیبون مین کسی بیکس کے
کھتا ہین تو شاید دشمنون کی بد دعا لگتی
کس قدر وہ میرے ملنے سے حذر کرتا ہی
کہ شب غم کوئی کس طور سحر کرتا ہی
تو کبھی لطف کی باتین بھی اکثر کرتا ہی
اب وہ اغیار کی صحبت سے حذر کرتا ہی
کہ دشمن کہ گیا بیفائدہ کیون غل مچاتا ہی
عجب فتنہ ہی ناصح بھی کہ یہ فتنہ اُٹھاتا ہی
وہ کافر گور مین مومن مرا سناٹا ہلاتا ہی
کس لیے ملنے لگی رنگت ہمارے آپکی
تجھکو اپنی نظر نہ ہو جائے

بات ناصح سے کرتے ڈرتا ہون +
اسے قیامت نہ آئیو جب تک
رشک دشمن کا فائدہ معلوم
وفای غیرت سے شکر جفا نے کام کیا
ہنسو نہ تم تو مرے حال پر مین ہون وہ ذلیل
مین اور اسکو بلاؤن گا روز حشر مین لو
دم بدم رنگ ہی تغیر مرا حیرا ان سے
دیکھا عذاب رنج دل زار کے لیے
سے تو ہی بھیجدے کوئی پیغام تیغ اب
عدو اس اوج پر شاکی ہی شاید غضب آجائے
عذاب ایزدی جانکاہ ہی مانا بس اب توہن
اجل سے خوش ہون کسی طرح ہو وصال تو ہی
کہان تک گلہ ہاے تغافل قاتل
جفاے یار کو سونپا معاملہ اپنا
تسلی دم وا پسین ہو چکی +
وہ بہم وکش ہو گا بھی تو غیر سے
خیال اجل سے تسلی کرون
چشم خونبار مرے آپ نے تا و نیسے
ہوگئے آزردہ پشیمان ہون کہین جس سے کہون
جان بلب ہون خبر وصل سنا دے قاصد
وہ بدخواہ مجھا تو میرا انھین
کھلائے نہ کیون سر منہ کو سالہ کو
کیونکر یہ کہین منت الحمد اللہ کرین گے

کہ فغان سے اثر نہ ہو جائے
وہ مری گور پر نہ ہو جائے
مفت حق کا ضرر نہ ہو جائے
کہ اب ہوس سے بھی اعدا لے بوالہوس کہتے
کہ جس کی ذلت و خواری سے تم کو شان لگی
اجل بھی کرنے محبت کا امتحان لگی
رنگ کیسا مری تصویر مین بہزاد بھرے
عاشق ہوے ہین وہ مرے آزار کے لیے
تجویز نہ ہو تیرے بیمار کے لیے
ملاے خاک مین یہ تو بھی شکر آسمان کیجے
خدا کے واسطے ذکر ستمہاے بتان کیجے
نہ آئے نعش پہ وہ یہ یہ احتمال تو ہی
ہم آپ کاٹ لین آخر یہ سر و بال تو ہی
اب آ گئے ہو نہ ہو امید انفصال تو ہی
ہمین ہو چکی جب نہین ہو چکی +
مری قسمت لے شانہ مین ہو چکی
وہ طاقت بھی جان حزین ہو چکی
ورنہ ایسا بھی کہین رنگ حنا ہوتا ہی
وہی کہوے کوئی ایسے سے خفا ہوتا ہی
لب ہلانے مین ترے کام مرا ہوتا ہی
عبث دوستی تم کو دشمن سے ہی
خجل سا مری چشم پرفن سے ہی
کیا کیا نہ کیا عشق مین کیا کیا نہ کرین گے

ہنس ہنس کے وہ مجھسے ہی مرے قتل کی باتین
گر ذکر وفا سے بھی غصہ ہے تو اب سے
توبہ ہے کہ ہم عشق بتون کا نکرینگے
گر حسن گلو سوز نے پھر آگ لگائی
کتنی بدگمانی اب اُلٹھین کیا عشق حور کی
بیزار زندگانی کا جیسا محال تھا
واعظ سے ذکر مہر قیامت کو کیا کہون
رشک دشمن بہانہ تھا سچ ہے
اُٹھ گئے وہ دست غیر مین دیے ہاتھ
مرتے پہ ہی بجسم صیاد
روز جزا نہ دے جو مرے قتل کا جواب
کچھ بھی کیا نہ یار کے سنگین دلی کا پاس
اُن کو گمان ہے گلہ چین زلف کا
لشکر پری سے ہے عدو سے کے یہ وحشتین
یارب انکا بھی جنازہ اُٹھے
شعلہ رو کہتے ہین اغیار کو وہ
جان گئی پر نہ گئی جور کشی
اب یہ صورت ہے کہ رہے پردہ نشین
جان سے جاتی ہین کیسا کیا حسرتین
اُس دہن کو غنچہ دل کیا کہون
ناتوانی سے نزاکت ہے زیاد
شب ہجر مین کیا ہجوم بلا ہے
نہین یا صنم مومن اب کفر سے کچھ

اس طرح سے کرتے ہین کہ گویا نکرینگے
گو قتل کا وعدہ ہو تقاضا نکرینگے
وہ کرتے ہین اب جو نکیا تھا نہ کرینگے
کیون آپ بھی ہم تیغ سے ٹھنڈا نکرینگے
جو آگے مرتے دم مجھے صورت دکھا گئے
وہ بھی ہماری نعش کو ٹھوکر لگا گئے
عالم شب وصال کے آنکھون مین چھا گئے
مین نے ہی تم سے بیوفائی کی +
آس ٹوٹی شکستہ پائی کی
اب توقع نہین رہائی کی +
وہ ہم سخن رقیب کو اُس کم سخن سے ہے
سب کاوش رقیب بجا کوہکن سے ہے
خوشبو وہان زخم جو مشک ختن سے ہے
نفرت بلا مجھین مرے دیوانہ پن سے ہے
یار اُس کو سے اُٹھاتے ہین مجھے
اپنے نزدیک جلاتے ہین مجھے
بعد مردن بھی دباتے ہین مجھے
مجھ سے احباب چھپاتے ہین مجھے
کاش وہ دل مین بھی آنا چھوڑ دے
ڈھلے لگے ہے مسکرانا چھوڑ دے
مجھ سے تو دامن جھٹکنا چھوڑ دے
زبان تھک گئی مرحبا کہتے کہتے
کہ خو ہو گئی ہے سدا کہتے کہتے

وہ مٹا وے نامۂ مضمون وصل
گر ہو خط کاتب تقدیر سے

یون بنا کر حال دل کہنا نہ تھا
بات بگڑی میسر تھی ہی تقریر سے

دوستو تم آؤ قاتل کو کسی تدبیر سے
سر کٹا سکتے کہ اب تو جنگ ہے تقدیر سے

کام جز الفت نہین اے کاتب اعمال یان
فائدہ حرف مکرر کی بھلا تحریر سے

اے فسونگر چشم جادو پر نہین چلتا عمل
دیکھنا بھی چھٹ نہ جائے سرمۂ تسخیر سے

حسن کی نیرنگیون سے کم نہین ارژنگ عشق
تو بتو جلوے ملا لو رنگ کی تغییر سے

ہو گئی ساری زمین صرف حروف نو رقم
اک جہان ویران ہے میرے نامہ کے تحریر سے

کیون کہا تھا یہ کہ بکتے بکتے سر پھرنے لگا
اب تو پابند ہونگا مین ناصح اس کو بھی زنجیر سے

کہتے ہین سب یہ رہا آوارہ بعد قتل بھی
ہو گئی کتنی مری نام آوری تشہیر سے

اُن کو جلدی جانے کی مجھکو عذاب جانکنی
دونون کا دم ناک مین ہے موت کی تاخیر سے

میرے لکھے کو مٹایا آپ نے اچھا کیا
تھا شگون ہی مدعایان نامہ کی تحریر سے

ایسے نازک کے شمائل کیون نہ دلپن نقش ہو
کھچ گیا سینے پہ نقشہ غیر کی تصویر سے

اے جنون اپنی اسیری بعد مردن بھی رہی
حلقۂ ماتم مین آئے حلقۂ زنجیر سے

نالہ ہاے بوالہوس نے کھو دیا اثر ارشوق
لو ہم اچھے ہو گئے درمان نے تاثیر سے

بزم دشمن سے نہ اُٹھے وہ کسی تدبیر سے
مل گئے ہم خاک مین محشر تری تاخیر سے

مہر تخلص رجب بیگ از فکرت اوست

مین جان بلب ہون وسنے درے اے نکتہ چین مجھے
آیا ہے یاد خال لب نازنین سے مجھے

مہر تخلص منشی مہر چند وطن اقامت وے فرخ آباد است بیشتر در لکھنؤ و اکبر آباد بسر بردہ
عمرش صرف شکاری تحصیل مواضع مختلفہ نمودہ از وست

اے کمان ابرو جہان جاتا ہون وان تیر نگاہ
پھر چبھتا ہے ایکدم مین پاس میرے پر لگا

نیند آ گئی ابرو کے تصور مین جو مجکو
تھا خواب مین سینچے ہوئے تلوار کوئی شخص

پیر تو اپنے خواب مین بھی بر نہ آئی آرزو
ہم خیال وصل جانان بیشتر باندھا کیے

مضطرب ہین چشم کے بیمار کی لے جلد خبر
بولتا ہی نہین کہتے ہین بڑی دیر ہوئی

مهلت تخلص مرزا علی از لکهنو است عرض سخن با جرأت کرده نوشته اند که دیرا
با علی نقی محشر منازعت اتفاق افتاد هر دو برگشتن هم راضی نشدند از دست محشر زخم کار
باو رسید با اصرار پرسندگان نامش بر زبان نیاورد و این قصه را به محشر داشت و بهمان
صدمه رخش کالبد خاکی را گذاشت درست

مرنے کے بعد بھی نہ گئی دل کی بیتپش	آرام زیر خاک بھی اب خاک کیجیے

میر تخلص افصح فصحا اشعر شعرا سخنور عالی مقام محمد تقی نام از اهل اکبرآباد خواهرزاده
سراج الدین علی خان آرزو دست لطافت با طبعش همراز است و با کلامش حرف عزیز همدم
بلبل و فغان خا و طوطی ناطقه شکر بارش رونق بازار عشا دل شکسته و صفر خامه گلستان
نگارش ناله بر لب مرغ بستانی بسته صفحه خیالش بجلوه ریزی لاله عذاران افکار
لاله ریز چون اندیشه عاشق قطعه گلزار است در نسخه قلمش در شگفانیدن گلهای
مضامین تازه همرنگ ابر نوبهار صد آه دردناک بتاثیر یک مصراع او نیست و هزار
عزایم تسخیر هم فسون نیم بیتش کو حلاوت سخنش بکام مشتاقان گوارا تر از شهد
لعل شکر بار است و نمک گفتارش بمذاق شوریده طبعان بامزه تر از پسته تبسم
دلدار نظمش اگر سحر است سحر حلال است و فکرش اگر از قوت مکتسبی است
از چه اعجاز مثال با فنون نظمیه ربط تمام دارد لاسیما در غزل سرائی و مثنوی گوئی
گوی سبقت میربا ید پست و بلند که در کلامش بینی و رطب و یابس که در ابیاتش
بنگرے نظر نکنی و از نظرش نیفگنی که گفته اند قسم شعر گر اعجاز باشد بے بلند و پست
نیست + در ید بیضا همه انگشتها یکدست نیست + و سخنے سخن در بیناب تحت ترجمه
مرزا رفیع سودا گذشت و بغایت چیده و سره است قلتیذ کرششش دیوان ریخته با صناف
سخن نظم کرده مسدس که بمضامین و اسوخت گفته غازه شهرت بر رو دارد از اقسام
شاعری در قصیده فکر خوشی نداشته چندانکه غزلش بلند مرتبه تر است همچنان
قصیده اش پست پایه تر در بد و حال بشاهجهان آباد آمد و تمتع نیافته ناکام
برگشته در لکهنو میگوراند و باحتیاج از سرکار نواب وزیر الممالک بهادر می یافت

ہم دران جا بسیر ملک عدم شتافت دیوانہایش ملاحظہ شد و ازان انتخاب افتادہ درینجا بقلم آمد

ہمارے آگے ترا جب کسی نے نام لیا — دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا

غم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا — دل کے جانے کا نہایت غم رہا

حسن تھا اُس کا بہت عالم فریب — خط کے آنے پر بھی اک عالم رہا

یاد اُس کی اتنی خوب نہیں میر باز آ — نادان پھر وہ جی سے بھلا یا نجائیگا

اتنی گذری جو ترے ہجر میں سو اُسکے سبب — صبر مرحوم عجب مونس تنہائی تھا

چشم خون بستہ سے کل رات لہو پھر ٹپکا — ہم نے جانا تھا کہ بس اب تو یہ ناسور گیا

آیا تو سہی وہ کوئی دم کے لیے لیکن — ہونٹوں پہ مرے جب نفس باز پسین تھا

مسجد میں امام آکے ہوا آج وہاں سے — کل تک تو یہی میر خرابات نشین تھا

اُلجھاؤ پڑ گیا جو ہمیں اُسکے عشق میں — دل سا عزیز جان کا جنجال ہو گیا

تو وہ متاع ہے کہ پڑی جس کی جی پہ آنکھ — وہ جی کو بیچ کر بھی خریدار ہو گیا

آنکھوں میں جی مرا ہے ادھر دیکھتا نہیں — مرتا ہوں میں تو ہائے رے صرفہ نگاہ کا

ہم نے جانا تھا لکھیگا تو کوئی حرف اے میر — پر ترا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا

خدا کو کام تو سونپے ہیں میں نے سب لیکن — رہے ہے خوف مجھے واں کی بے نیازی کا

دل کی کچھ قدر کرتے رہیو تم — یہ ہمارا بھی ناز پرور تھا

فلک کا منہ نہیں اس فتنے کے اٹھانے کا — ستم شریک ترا ناز ہے زمانے کا

دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا — اب جس جگہ کہ داغ ہے یاں پہلے درد تھا

عاشق ہیں ہم تو میر کے اس ضبط عشق کے — دل جل گیا تھا اور نفس لب پہ سرد تھا

قاصد جو واں سے آیا تو شرمندہ میں ہوا — بیچارہ گریہ ناک گریبان دریدہ تھا

کسی عاشق کا ترے جبہے سے ناخن کا خراش — خط تقدیر کے مانند ہٹایا نہ گیا

کیا ہے گلشن میں جو قفس میں نہیں — داغ دل دیکھیے بس چمن دیکھا

دل دینے کی ایسی حرکت اُسنے نہیں کی — جب تک جیےگا میر پشیمان رہیگا

ہم خستہ دل ہیں تجھسے بھی نازک مزاج تر — تیوری چڑھائی تو نے کہ یاں جی نکل گیا

مستی مین چھوڑ دیر کو کعبے چلا تھا مین
علاج کرتے ہین سوداے عشق کا میرے
کیسا چمن کہ ہم سے اسیرون کو منع ہے
آنکھین خدائیو نہ تک اے بہار سے
کف جانان سے ممکن ہے رہائی میر کوئی ہے
تیرے کوچے کے رہنے والون کے
حال بد مین مرے ذرا آ کر +
شہرۂ عالم اُسے یمن محبت نے کیا
ہم خاک مین ملے تو ملے لیکن اے فلک
داغ فراق و حسرت وصل آرزوے شوق
جواب نامہ سیاہی کا اپنی ہے وہ زلف
ہر زخم جگر داور محشر سے ہمارا
جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف
تھی صبح عاشقی کی بدایت ہی میر کو
نہ خون ہو کے آنکھون سے بہا اور ہوا داغ
سخت کافر تھا جس نے پہلے میر
جہان سے فتنے کو خالی کبھی نہین پایا +
سب گئے ہوش و صبر و تاب و توان
دل مین کتنے مسودے تھے ولے
سبحہ گردان ہی میر ہم تو رہے
ابتو جاتے ہین میکدے سے میر
سمجھے تھے ہم تو میر کو عاشق اُسی گھڑی
پھر آج میر مسجد جامع کے تھے امام

لغزش بڑی ہوئی تھی ولیکن سنبھل گیا
خلل پذیر ہوا ہے دماغ یارون کا
چاک قفس سے باغ کی دیوار دیکھنا
میری طرف بھی دیدۂ خونبار دیکھنا
اپنچا ہے جو اُسکے ہاتھ سے نامہ تھا چھوٹا
یہان سب نے کعبہ کو سلام کیا
آپ کو سب مین ننگ نام کیا
ورنہ مجنون ایک خاک افتادۂ ویرانہ تھا
اُس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا
مین ساتھ ذرہ خاک بھی ہنگامے سے گیا
کسی نے حشر کو ہم سے اگر سوال کیا
انصاف طلب ہے تری بیدادگری کا
اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا
کیا جانیے کہ حال نہایت کو کیا ہوا
اپنا تو یہ دل میر کسی کام نہ آیا
مذہب عشق اختیار کیا
ہمارے وقت مین تو آفت زمانہ ہوا
لیکن اے داغ دل سے تو نہ گیا
ایک بیش اُس کے روبرو نہ گیا
دست کوتاہ تا سبو نہ گیا
پھر ملین گے اگر خدا لایا
جب سُن کے تیرا نام وہ بیتاب سا ہوا
داغ شراب دھوتے تھے کل جانماز کا

کل سے کو مین نے میر کو چھیڑا کہ اُسنے آج
شب میکدے سے وارد مسجد ہوا تھا مین
ایسا بھی قصد تھا سر دیوار باغ کا
مستی مین لغزش ہو گئی معذور رکھا چاہیے
ناشہ خراب میر بھی کتنا غیور تھا
کم کم اُٹھتا وہ نقاب آہ کہ طاقت رہتی
کہتے تو ہو یون کہتے یون کہتے جو وہ آتا
آزار دل نہین ہے کسی دین مین درست
اُس سر سے دلکی خرابی ہوئی اے عشق دریغ
میرا ہی مقلد عمل تھا
پشیمان ہوا دوستی کر کے مین
اعجاز منہ تکے ہے ترے لب کے کام کا
رفتہ ہمین جو آئے ہے سو تیر مین بندھا
کیونکر گلی سے اُسکی مین اُٹھ کے چلا جاتا
کہتا تھا کسو سے کچھ تکتا تھا کسو کا منہ
ہم کوئے مغان مین تھے ماہ رمضان آیا
کھلا نشے مین جو پگڑی کا اُسکے پیچ اے میر
ڈرتا ہی مین رہا کہ پلک کوئی گر نجائے
دور بہت بھاگو ہو ہمسے سیکھے طریق غزالونکا
عشق ہمارے خیال پڑا ہے خواب گیا آرام گیا
ماہ اُس کو کہکے سارے شہر مین
نہ گیا اُس طرف کا خط لکھنا
دروازے پر کھڑا ہون کئی دنسے یار کے

یہ درد دل کہا کہ مجھے دردِ سر رہا
پر شکر ہے کہ صبح تلک بیخبر رہا
ٹوٹا ہی تھا قفس کو کہ صیاد آ گیا
اے اہل مسجد اسطرف آیا ہون مین بہکا ہوا
مرتے ہوا پر اُس کے کبھی گھر نہ جا پھرا
کاش یکبار ہمین منہ نہ دکھایا ہوتا
یہ کہنے کی باتین ہین کچھ بھی نکہا جاتا
کیا جانے ان بتون نے ستم کیون روا رکھا
تونے کس خانۂ مطبوع کو ویران کیا
مجنون کے دماغ مین خلل تھا
بہت مجھکو ارمان تھا چاہ کا ++
کیا ذکر یان مسیح علیہ السلام کا
کیا دیجیے جواب اجل کے پیام کا
یان خاک مین ملنا تھا لوہو مین نہانا تھا
کل میر کھڑا تھا یان سچ ہے کہ دوانا تھا
صد شکر کہ مستی مین جانا نہ کہان آیا
سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا
آنکھو نے رات اُس کے جو تلوے لگا لیا
وحشت کرنا شیوہ ہے کچھ اچھی آنکھون والونکا
جی کا جانا ٹھہر رہا ہے صبح گیا یا شام گیا
مجھکو مشکل منہ دکھانا ہو گیا
ہاتھ جب تک مرا قلم نہ ہوا
حیرت نے حسن کی مجھے دیوار کر دیا

کاش اُس کے روبرو نکرین مجکو حشر مین
پھر نہ آئے جو ہوے خاک مین جا آسودہ
ہم تو آگے ہی مرے بیٹھے ہین میر
خو گر ہوے ہین عشق کی گرمی سے خار و خس
بیٹھے ہے سنگ مزار پہ فرہاد
دو قدم ساتھ جنازے کے نہ آیا وہ میر
جاتا ہے آسمان لیے کوچے سے یار کے
جیتے تھا اُس سے ملے تو کیا کیا نہ کہتے میر
مرتا ہون مین تو آدم خاکی کی شان پر
قیامت تھا سماں اُس شمگین پر
ہر گام سدرہ تھی بتخانہ کی صحبت
مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے +
ضعف یان تک کھچا کہ صورت گر
میر صاحب ہی چوکے اے بد عہد
تناسب ہے اعضا کے اتنا مختصر
کچھ ہو رہیگا عشق و ہوس مین بھی امتیاز
آمجھ ہی ابر قبلہ چلا خانقاہ پر
منتظر قتل کے وعدہ بیٹھا ہون اپنے یعنی
حالانکہ عمر ساری ہی مایوس گذری تس پر
اب اُسکے غم سے جو کوئی چاہے سو کھائے داغ
دل لگا ہو تو جی جہان سے بھی اٹھا
شاید کہ دل ہوے رخصت گلشن ہون بیقرار
ہم گرے اُس کے در ہی پہ مرکر

کتنے مرے سوال ہین جنکا نہین جواب
غالب آزار زمین میر ہے آرام بہت
تیغ کھینچے پھرے ہے یار عبث
بجلی پڑی رہے ہے مرے آشیانے بیچ
رکھنے شیشہ کہے ہے یا استاد
جانتا تھا کہ اسے ہے مری رفتار پسند
آتا ہے جی بھرا در و دیوار دیکھکر
پر جب ملے تو رہ گئے ناچار دیکھکر
اللہ رے دماغ کہ ہے آسمان پر
کہ تلوارین چلین ابرو کے چین پر
کعبے تلک تو پہونچے لیکن خدا خدا کر
یعنی آگے چلین گے دم لے کر
رہ گئے ہاتھ مین قلم لے کر
ورنہ دینا تھا دل قسم لے کر
بگاڑ اسے تجھے خوبصورت بنا کر +
آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر
صوفی ہوا کو دیکھکے کاش آئے راہ پر
جیتا مرے کو رہا ہے یہ گنہگار ہنوز
کیا کیا کھینچے اسکے امید وار خواہش
باقی نہین ہے چھاتی مین اپنے تو جائے داغ
موت کا نام پیار رکھا ہے عشق
میرے قفس کو لے تو چلو باغبان تلک
اور کوئی وفا کرے گا کیا خاک

سب موے ابتداے عشق ہی مین
سو جی سے عندلیب خریدار اُسکی ہی
اگر راہ مین اُس کی رکھا ہو گا سم
ہوتا خدنگ کاوش تیر انجام عشق مین
جی جاے کسی کا کہ رہے تم کو قسم ہی
اُس سکے کوچے کی خاک لائین سے ہم
اے ہواس قدر جفا ہم پر ++
اُسکے کوچے مین نکر شور قیامت کاذکر
نہ تنگ کر اسے اے فکر روزگار کہ مین
چلا نہ اُٹھکے وہین چپکے چپکے پھر تو میر
اُس کے نزدیک کچھ نہین عزت
کہون کب تک دم آنکھون مین ہی میرا
شیخ عزلت تو تہ خاک بھی ہو سکتی ہی
ہمین تو نزع مین شرمندہ اسکے اسنے کیا
نی نگہ نی پیام و نی وعدہ
ایک بیمار جدائی ہون مین آپہی تیسر
کیا تیر ستم اُسکے سینے مین بھی ٹوٹے تھے
مانند شمع ہم نے حضور اپنے یار کے
جو نے اختیاری یہی ہی تو قاصد
خوش نہ آئی تمھاری چال ہمین
دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
اک وہم نہین بیش مرے ہستی موہوم
جفائین دیکھ لیان بیوفائیان دیکھین

ہووے معلوم انتہا کیا خاک
اے گلفروش کچھ سمجھ کر بہاے گل
سکئے گذر رہے خضر علیہ السلام
لگتے ہی جسکے مر گئے ہوتے بلاسے ہم
مقدور تلک درپے آزار رہو تم
اپنا کعبہ جدا بنائین گے ہم
یا قسمت بندۂ خدا ہین ہم
شیخ یان ایسے تو ہنگامے ہوا کرتے ہین
دل اُس سے دم کے لیے مستعار لایا ہون
ابھی تو اُسکی گلی سے پکار لایا ہون
میر جی یو نہین خوار ہوتے ہین
نظر آتی رہے تھا کوئی دم مین
صفت ہی سیر کہ پھر عالم ایجاد نہین
رہا ہی ایک رمق جی سو کیا نثار کرین
نام کو ہم بھی یار رکھتے ہین ++
پوچھنے والے جدا جان کو کھاتے ہین
جس زخم کو چھیڑون ہون پیکان سے نکلتے ہین
کار وفا تمام کیا ایک آہ مین
ہمین آکے اُس کے قدم دیکھتے ہین
یون نکرنا تھا پایمال ہمین
وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین
اسیر بھی تری خاطر نازک پہ گران ہون
بھلا ہوا کہ تری سب برائیان دیکھین

ایک سب آگ ایک سب پانی ++
مدعی مجکو کھڑے صاف برا کہتے ہین
ابکی ہمت صرف کر جو اُس سے جی اُٹھے مرا
عشق کا گھر ہی میر سے آباد
نازک مزاج آپ قیامت ہین میر جی
کاسے شکے دل دو تو ہوتے عشق مین
سب گئے دل دماغ و تاب و توان
جانے ہی جی نجات کے غم مین
کرتا نہین قصور ہمارے ہلاک مین
شیوہ اپنا بے پروائی تو میدی سے ٹھہرا ہی
قتل کیے پر غصہ کیا ہے لاش مری اُٹھوانے دو
سر کاٹ کے ڈلوا دیے انداز تو دیکھو
کب میسر اُس کے منھ کا دیکھنا آتا ہے میر
اُس تیغ زن سے قاصد کہیو مری طرف سے
اُٹھ جائے رسم نالہ و آہ و فغان کی سب
اجرت مین نامہ بر کے دیتے ہین جان ملک تو
عشق کیا کیا ہمین دکھاتا ہے
خط لکھ کے کوئی سادہ نہ اُسکو ملول ہو
کہتے ہو اتحاد ہے ہم کو
دوستی ایک سے بھی تجکو نہین ++
نامرادانہ زیست کرتا تھا
رات ساری تو کٹی سنتے پریشان گوئی
نزدیک اپنے ہمنے تو سب کر رکھا ہی سہل

دیدہ و دل عذاب ہین دونون
جب چلے تم سنتے ہوئے بیٹھے اسے کیا کہتے ہین
پھر دعا لے میر ست کیجو اگر ایسا کرون
ایسے پھر خانمان خراب کہان
جون شیشہ میرے منھ نہ لگو مین نشہ مین ہون
ایک رہتا ایک کھوتے عشق مین
مین رہا ہون سو کیا رہا ہون مین
ایسی جنت پڑے جہنم مین ++
یارب یہ آسمان بھی ملجائے خاک مین
کچھ کبھی وہ مغرور دے تو منت ہم سو بار کرین
جانتے کبھی ہم جاتے رہے ہین آؤ تم بھی جانے دو
پامال ہے سب خلق جہان ناز تو دیکھو
پھول گل سے اپنے دلکو تم بھی بہلایا کرو
ابتک بھی نیم جان ہے گر قصد امتحان ہو
اس تیرہ روزگار مین تو میسر اگر ہو
اب کار شوق اپنا یہہ نجا یہان تلک تو
آ ٹک تم بھی تو اک نظر دیکھو +
ہم تو ہون بدگمان جو قاصد رسول ہو
یاران کو ہوا عشق سا دیتے ہے ہم کو +
ابتر سب سے عشق سا دیتے ہے ہم کو +
بیت کی وضع یاد دے ہے ہم کو
میر جی کوئی گھڑی تم بھی اب آرام کرو
پھر اُس مین مردن دشوار کیون ہو

تلوار کے تلے بھی ہین آنکھین تری اُودھر
خط آگیا پر اُس کا تغافل نہ کم ہوا
کہنے سے میر اور بھی ہوتا ہے مضطرب
ہوگا کسی دیوار کے سایہ کے تلے میر
ہوتے ہو سیر باغ تو دیکھو ہو تاک ادھر
یہ اضطرار دیکھ کہ اب دشمنون سے بھی
قبلہ و کعبہ خداوند ملاذ و مشفق +
پر کہون کیا رقم شوق کی اپنے تاثیر
آگ کے تلے ابتدائے عشق مین ہم
وصل اُس کا خدا نصیب کرے
اُس کے ایفائے وعدہ تک نہ جیے
زور و زر کچھ نہ تھا تو بارے میر
وا اُس سے میر حرف تو ہو گو کہ یہ سر جائے
تجھکو مسجد ہے مجھکو میخانہ
کہین جو کچھ ملامت گر بجا ہی میر کیا جانین
دل کو تسکین نہین اشک دمادم سے بھی
آج پھر تھا نے حمیت میر دان
مین جو بولا کہا کہ یہ آواز ++
آہ میری زبان پر آئے +
جب نام ترا لیجیے تب چشم بھر آئے
اُس ستمگار کے کوچے کے ہوادارون مین +
باہم سلوک تھا تو اُٹھاتے تھے نرم گرم
آلودہ اُس گلی کی جو ہون خاک سے تو میر

تو اس ستم کا میر سزاوار کیون نہو
قاصد مرا خراب پھرے ہی جواب کو
سمجھاؤن کب تلک اِس دل خانہ خراب کو
کیا کام محبت سے اُس آرام طلب کو
غصہ ہی ہم پہ کاش الطاف رہا کرو
کہتا ہون اُس کے ملنے کی کچھ تم دعا کرو
مضطرب ہو کے تُسے مین نے لکھا کیا کیا کچھ
ہر سر حرف پہ وہ سنکے لگا کیا کیا کچھ
اب ہوئے خاک انتہا ہے یہ
میرے دل چاہتا ہی کیا کیا کچھ
عمر نے ہم سے بیوفائی کی +
کس بھروسے پہ آشنائی کی
ہم حلق بریدہ ہی سے تقریر کرینگے
واعظ آ بنی اپنی قسمت ہیچ
اُنھین معلوم جب ہوتا کہ شیشے ہی جدا ہوتے
اس زمانے مین گئی ہے برکت غم سے بھی
کل لڑائی سی لڑائی ہو چکی +
اُسے خانہ خراب کی سی ہے
پھر بلا آسمان پر آئے +
اس زندگی کرنے کو کہان سے جگر آئے
نام فردوس کا ہم لے کے گنہگار رہے
کاہے کو میسر کوئی دن لے جب بگڑ گئی
آب حیات سے بھی نہ وہ پاؤن دھوییے

میکدے سے تو ابھی آیا ہی مسجد مین میر
جن جن کو تھا یہ عشق کا آزار مر گئے
گھبرا نہ میر عشق مین اس سہل زیست پر
وہ حرف اُسکے منھ سے تو لکھیو شتاب
لبِ تنے تو ہونٹھ بھی نہ ملے اُس کے روبرو
اب رحم پر اُسی کے موقوف ہی کہ یان تو
گھر درد جگر سے بھر گیا آہ
سرگذشتین مری سُن کر اُچٹتی ہی نیند
یہ بچا تو ہو گا سمع مبارک مین حال میر
کیا کرون شرح خستہ جانی کی
میرے تغیر حال پر مت جا
دم آخر ہی کیا نہ آنا تھا
ایسی کدورت کو ہم سمجھتے ہین +
دل و دین ہوش و صبر سب ہی گئے
اک شخص مجھی سا تھا کہ تھا تجھسے یہ عاشق
یہ جیسے مین رو دیا تو لگا کہنے نہ کہہ میر
پاسِ ناموسِ عشق تھا ورنہ
چاک پر چاک ہوا جون جون سلایا ہمنے
سرہانے میر کے کوئی نہ بولو
بہت سعی کیجیے تو مر رہیے میر
اب چھیڑ یہ رکھی ہی کہ عاشق ہو تو کہین
جس جگہ دور جام ہوتا ہی
میر صاحب بھی اُس کے یان تھے پر

ہوش لغزش کہین صحبت ہی یہ بیگانون کی
کتنے ہمارے ساتھ کے بیمار مر گئے
جب بس چلا نہ کچھ تو مرے یار مر گئے
قاصد چلا ہی چھوڑ کے تو جان بلب مجھے
رنجش کی وجہ میر یہ کیا بات ہو گئی
نئے اشک مین سرایت نہ آہ مین اثر ہی
کب تک مری چشم تر نہ ہووے
خاصیت یہ ہی مرجان ان افسانون کی
اس پر بھی جی مین آئے تو دلکو لگا سکے
مین سنے مر مرکے زندگانی کی +++
اتفاقات ہین زمانے کے +
اور بھی وقت تھے بہانے کے
وقف ہین یہ خاک مین ملانے کے
آ گئے آگے تمھارے آنے کے
وہ اُس کی وفا پیشگی وہ اُس کی جوانی
سنتا نہین مین ظلم رسیدون کی کہانی
کتنے آنسو پلک تک آ گئے تھے
اس گریبان ہی سے اب ہاتھ اُٹھایا ہمنے
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہی
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہی
القصہ خوش گذرتی ہی اُس بدگمان سے
وان یہ عاجز مدام ہوتا ہی
جیسے کوئی غلام ہوتا ہی

کبھو وا دے عشق دکھلائیے
آئے کبھی جو وانسے تو یان رہتے تھے اُداس
کھل گئی بات تھی سو ہر اک پر
وہ تو بگڑے ہیں میر سے ہر دم
کعبہ مین جان بلب تھے ہم دوری بتان سے
نکتہ دان بھی خندہ زن ہے تجکو کیا
آسمان سے شاید ورے کچھ آ گیا
میر دریا ہے سنے شعر زبانی اُس کی
تیز یون نہ تھی شب آتش شوق
رحم بھی دینا تھا تھوڑا ہائے اس خوبی کیا تھا
وہ کہان دھوم جو دیکھی گئی چشم تر سے
پر رات ہجر کی یان تک تو دکھ دکھاتی ہے
ڈر کیون نہ محلے مین سے روتے سے میرے
پیدا کہان ہین ایسے پراگندہ طبع لوگ
مقدور تک تو ضبط کرون ہون پہ کیا کرون
قاصد کے تقنع نے کیا دل سے تئین داغ
واعظ نا کس کی بات تو شیر کوئی جاتا ہے میر
حیرت سے دیکھ رہوے نامہ بر منھ اُسکا
حسرتین اُس کی سر پٹکتی ہین
پتھر کی چھاتی چاہیے ہے میر عشق مین
فریاد شب کی سن کے کہا بید ماغ ہو
ترے بیشانہ سے ہم ہین خدا جانتا ہے
پھرتے ہین میر خوار کوئی پوچھتا نہین

بہت خضر بھی دل مین گمراہ ہے
آخر کو میر اُس کی گلی ہی مین جا رہے
تو وہی منھ چھپائے جاتا ہے
اپنی سی یہ بنائے جاتا ہے
آئے ہین پھر کے یار وا بکی خدا کے ہان سے
پر ہمارا نہ مدعا سمجھے
رات سے کیا کیا رکا جاتا ہے جی
اللہ اللہ رے طبیعت کی روانی اُسکی
تھی خبر گرم اُس کے آنے کی
مجھسے کیا کل گفتگو یہ داور محشر سے تھی
ابر کیا کیا اُٹھے ہنگامے سے کیا کیا ہے
گو شکل صبح مری سب کو بھول جاتی ہے
سیلاب نے اس کوچے مین گھر مول لیا ہے
افسوس تم کو میر سے صحبت نہین رہی
منھ سے نکل ہی جاتی ہے اک بات پیار کی
بیتاب ہے مجھے دیکھے کچھ بات بنائی
آئے میخانہ سے چاو تم کس کے کہنے پہ گئے
بس اور کچھ نہ کہو ہرگز مری زبانی
مرگ فرہاد کیا کیا تو نے +
جی جانتا ہے اُس کا جو کوئی وفا کرے
دیکھو تو اس بلا کو شاید کہ میر ہو
خدا جانے تو ہم کو کیا جانتا ہے
اس عاشقی مین عزت سادات بھی گئی

جی ہی دینے کا نہین کچھ حسرت فقط ۔ اُسکے در سے جانے کی حسرت بھی ہے

اُسکا غضب سے نامہ نہ لکھنا تو سہل ہے ۔ لوگون کے پوچھنے کا کوئی کیا جواب دے

خدا کرے مرے دل کو ٹک اک قرار آئے ۔ کہ زندگی تو کرون جب تلک کہ یار آئے

نہین ہے چاہ بھلی اتنی بھی دعا کر میر ۔ کہ اب جو دیکھون اُسے مین بہت نہ پیار آئے

حرف النون

ناجی تخلص محمد شاکر از سخن گویان این دیار است و معاصر محمد شاہ طبعش با ایہام مایل او راست

ترے نگاہ کی حسرت سے اے کمان ابرو ۔ ہمارے سینے مین تو دا ہوا ہے تیرون کا

محبت سے علی کی دیکھ ناجی ۔ ہوا ہے دل مرا اب حیدر آباد

گر سلیمان کا تخت دین مت لے ۔ کہ سب آخر کو جائے گا بر باد

دیکھ دلبر تری کمر کی طرف ۔ پھر گیا پانی اپنے گھر کی طرف

غم نہین گر دلبری سے دلکو لیجاتا ہے وہ ۔ پاس میرے جب تو آتا ہے جو دل پاتا ہے وہ

عرض غصہ مین کبھی اہل وفا کی نہ سنے ۔ ہٹ پہ آجائے وہ کافر تو خدا کی نہ سنے

تصور سے ترے رخ کے گئی ہے نیند آنکھون سے ۔ مقابل جسکے ہو خورشید کیونکر اُسکو خواب آوے

نالان تخلص محمد عسکری از افلاس زدگان دہلی است مصحفی از اول شاگردان خویش
اورا گفتہ دو سال است کہ نود سالہ فوت کرد اوست

سحر کے ہونے کا از بس خیال رہتا ہے ۔ شب وصال بھی دل کو ملال رہتا ہے

وہ بدگمان ہون کہ اُس بت کے سایہ پر بھی مجھے ۔ رقیب ہی کا سدا احتمال رہتا ہے

نالان تخلص یکی از موزونان عظیم آباد بودہ اوراست

کچھ اندنون مین تم نے یہ روز خو نکالی ۔ ملنا کسی سے جا کر بدنام ہم کو کرنا

نادم از اوسط الناس دہلی است تخلص بنظر میر حسین تسکین میر سانید اوراست

آتے ہی تیرے شام ہوئی جلد کس طرح ۔ کیا آفتاب داغ دل بیقرار تھا

آج پھر دیکھین کہ ہوتی ہے سحر کس طور سے ۔ شام ہی سے جوش پر کچھ نالۂ شبگیر تھا

ناصر تخلص نواب ناصر جنگ فرزند نواب مظفر جنگ بنگش است کہ شمع جلالت ایشان

چون چراغ مہر مستغنی از فروختن است در سنہ ۱۲۴۶ در کسوف شمس باہ عمرش منخسف شد او راست

آگے تو تھی ہی بر سر پیچش کمند زلف | پیچھے پڑی ہی ہر کا سے کو کاکل بلا کی طرح

نادر تخلص گنگا سنگھ از مردم لکھنو شاگرد میر حسن است این بیت بنامش ملاحظہ شد

قاصد تو اس بہانہ سے اس پاس جائیو | ایہ کس کا خط ہے مجھ کو ذرا پڑھ سنائیو

نادر تخلص میر محمد عارف علی کشمیری الاصل بوده است در دہلی میبانده او راست

سو طرح سے بات اگر کیجے تو کھلتا ہی نہیں | مجھ میں اور اسمیں بتانوں پڑ گئی ہی کیا گرہ

نازک تخلص وینت نام از بتان لیٹائی است او راست

یاد آتے ہیں ان آنکھوں میں اندوہ کشی کے | ساقی مے گلرنگ سے جب جام بھرے ہے
ہے نالہ و زاری کا مرے شور فلک تک | پردہ بت مغرور کوئی کان دھرے ہے

ناظم تخلص جز اینکہ شخصے است در لکھنو دیگر روداد ش مکشوف نشد منہ

وصل ایسا ہو گیا اس کے بدن سے میرا تن | رات کو میں یار سے یکجان دو قالب ہو گیا

نامی تخلص مرزا رجب علی بیگ از اعزه لکھنو است امیر الدولہ حیدر بیگ خان عم او ست از وست

بسکہ مدت سے ہے راہ انتظار یار پر | چھا گئی آخر سفیدی دیدہ خونبار پر

نامی تخلص مبارز الدولہ نواب مرزا حسام الدین حیدر خان بہادر سلسلۂ قرابت الیشان با والی لکھنو می پیوندد و از امراے جلیل الشان است صاحب فطرت سلیم و فکرت مستقیم رضی الافعال شریف الخصال عدیلش معدوم و نظیرش نایاب از احبای والد بزرگوار این ہیچ در حساب است استفاده سخن از خدمت میر مستحسن خلیق کرده اکنون بنظم اشعار نمی پردازد اما رغبتی بشنیدن باقی است از نتایج طبع شریف او ست

دم شماری میں مجھے چھوڑ کے جانا کیا تھا | جان ہمارے کو بھی عاشق کے بہانا کیا تھا
ربط محبت جو باہم تھا ہم میں انہیں چھوٹ گیا | دونوں طرف سے ہے جو کشیدہ رشتہ الفت ٹوٹ گیا
تابش خور سے نہ کس طرح وہ کملا جائے | عارض یار ہی ہمرنگ گل تازۂ صبح
تھک گئے ہم تو شب ہجر میں نالے کرتے | کیوں سناتا نہیں مرغ سحر آوازۂ صبح
قتل کے دم بھی نہ کچھ نامی نے قاتل سے کہا | کیا بیان تم سے کروں اس کم سخنی کی سرگذشت

امید وفا ہی اُس سنگدل سے سخت بیجا ہے
مگر ان چاہنے والون کا پتھر کا کلیجا ہے

مرید پیر مغان پیر خانقاہ سے کئے
یہ بیطریق کئے ہم نے رو براہ کئے

نہ اُنہون نے اُسے الفت نہ ہمکا نون سے ملتا ہے
دل وحشی کا اپنے طور دیوانون سے ملتا ہے

نامی تخلص باانکہ تخلصش نامی نامش معلوم نیست اوراست

قطعہ

آتش عشق سے نامی کا جگر جلتا ہے
آپ ہنس ہنس کے یہ کہتے ہین کوئی آدیکھے

واہ کیا خوب مثل ٹھیک بندھی ہے اسدم
گھر کسی کا جلے اور کوئی تماشا دیکھے

ناسخ تخلص شیخ امام بخش از ارباب لکھنؤ است نسیم چمن طبعش نکہت ریز و شمیم گل فکرش دلاویز طائر بلند پرواز غورشش جز بشاخ سدرہ آشیان نساز دو مرغ تیزبال خیالش جز ببام فلک جلوہ نیفزاید والا مایہ عالی پایہ بلند اندیشہ نازک خیال است و در تراش مضمون تازہ و معنی سیراب سلیقہ مثل و مثال از اقسام سخن ریختہ بغزل بیشتر مائل و غیر از غزلیات و رباعیات صنفے آخر از وے دیدہ نشد تمامیہ عمر بلکھنؤ گذرانیدہ و نوبتی از کارکنان دولت آنجا نا امین بودہ مجال سکونت نیافتہ بہ الہ آباد شتافتہ و باز بہ کانپور شد و نمودہ و اکنون بسبب تغیر و تبدیل دورہ ارکین سابق رجوع بمرکز کردہ گویند کہ در ایام فراق لکھنؤ و احباب لکھنؤ اشعار درد آمیز گفتہ و قدرے نقل و حرکت او دراز است کہ این مختصر گنجائے آنرا بر نتابد و متعہد اخلاق عنوان است کہ بنقل و بیان حکایات آمدہ قصد متعلق نگشتہ الاماشاءاللہ دیوانش بنظر رسید بعد مدتے از ترتیب و تلخیص این رسالہ پدید آمد کہ دیوانے دیگر از افکار وقادش فراہم آمدہ و ہم در شہر رسیدہ اما خاطر آسودگی جوا انتخاب آن بایستاد و معہذ الکتاب شہرت گرفتہ و متداول گشتہ دخل و تصرف نا ملایم افتاد این اشعار انتخاب دیوان اول است و یک دو سہ شعر از غزلہائے جدید ہم کہ بعض احبا از لکھنؤ ارمغان کردہ بودند نگارش یافتہ

مہندی سے ہے شعلہ قدم اُس رشک پری کا
پاپوش نے سیکھا ہے چلن کبک دری کا

سینے جو بنی بنائی ہے ترے سو بافت کی
ناخن مشکین بنا ہے منہ ہر ایک ناسور کا

ایڑیان بھی اب رگڑ سکتا نہین کروٹ تو کیا
عکس پڑتا ہی جو تیرا آئینہ مین بیشتر
یہ ساعد دکھا ہی اُسکے عالم کہ جسنے دیکھا ہو وہ بیدم
مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہو گیا
محشر مین ہم کو نامۂ اعمال دیکھکر
کافر ہون پیر ہم رہین محروم واعظا
دے دوپٹہ تو اپنا مقتل کا
سر لگائے مجھے وحشت نے اڑا پھرتا ہون
اے اجل ایکدن آخر تجھے آنا ہے ٹلے
وصل سے یان آج بھی ہر عید کل بھی عید تھی
ذبح کر ڈالونگا گر ابکی تو بولا شب وصل
تھی شہادت سے غرض سو اس ادا مین ہو گئی
دور سے دیکھی دکھائی روشنی جائے سواد
لاغر ایسا ہون کہ مین اکثر ہوا سے اڑ گیا
لگے کشت آرزو کے آبرو میری رہی
ہاتھ دوڑا کے زمین سے سو شہید ناز کے
دینگے تیرے بازوے نازک کو پھر تکلیف تیغ
بس مین ہوتا نہ پڑا کے مین کبھی اے ناسخ
پچھلی موت مجھے سوے حسینان شہادت
روز روشن تیرہ بختی سے نہ دیکھا عمر بھر
اشک ٹلے تا عمر کو نادم کیا برسات نے
شوق اسے کہتے ہین مجنون جو لحد سے نکلا
مجھسے انصاف تو کر چھٹ نہ سکا ایک رقیب

ہو چکا تابوت مین اٹھنا ترے رنجور کا
اضطراب اسواسطے جاتا رہا سیماب کا
نیام تیغ قضا سے مبرم لقب ہی قاتل کی آستین کا
آفتاب اونچا ہوا اتنا کہ تارا ہو گیا
قاصد خیال آ لگا خط کے جواب کا
کرمیکدہ پہ حملہ نہ جاری فرات کا
ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا +
مجھسے پامال کوئی حناے بیابان ہوا
آج آئی شب فرقت مین تو احسان ہوتا
کیا شب فرقت مین ظالم طول تھا اک سال کا
مین نے سو بار تجھے رنگ سحر چھوڑ دیا
گو نہ قاتل سے نزاکت کے سبب خنجر اٹھا
یاد رکھ قاصد نشان ہی یہ دیار یار کا
میرے پیکر مین ہے عالم تنا غذری تصویر کا
برق ہی گرتی جو مین باران رحمت مانگتا
تھم گیا چلنے مین قاتل کا جو دامن پڑا
لاشو اپنے شہیدون کے نہ مدفن پایا
آہ میرا مرے قابو مین اگر دل ہوتا
ایکدم پاس جو وہ حور شمائل نہ ہوا
شبکی شب گویا مین اس محفل مین مہمان رہ گیا
بیٹھکے باعث مرے گھر رات جانان رہ گیا
شور محشر کو بھی آواز حدی خوان سمجھا
مین نے کیونکر تری الفت مین زمانہ چھوڑا

کیا خبر تھی کہ تری غیر کے دل مین ہے جگہ
کس چمن سے ہم اُس کے تصور مین محو تھے
ثابت قدم ہم اپنی وفا پر جو ہین سو ہین
کی ہیں یان شدت سے شدت پر شکال اشک نے
ہاتھ مین تیرے نہ ٹھہریگا وہان مکتوب شوق
ہو رہا ہے کس کو شب فرقت مین ہوش
اُسنے جب سنگ سے پٹکو دیا تھی شیشیہ شیرین
لے پتے چشم کو سے کے شب وصل باغ مین
مر گیا کیا ناسخ میکش جو سارے میفروش
لے میکشو نزاکت ساقی کو دیکھنا
لیج اُٹھائے ہین حسینونے جہان مین اسقدر
خط جو ہم کرتے تحریر تو پہونچانے کو
بس یہی تدبیر اب اُسکے بھگانے کی رہی
شب جو اُلٹی اُسنے رو سے حیرت افزا نقاب
جنت کو جائین گے لیے دوزخ بغل مین ہم
پہلے تیشہ مارتے خسرو کے لے شیرین دہن
حال دل کہنے کی ناسخ جو نہین پاتا ہار
انتقام اسکا کہین لے نہ فلک ڈرتا ہون
عشق مین دلنے پھسایا تو ہوا غیر کو رنج
دکھلا گیا کبھی نہ وہ چشم سیاہ کو
سر رگڑ دون آستان بت نازنین سے مین
فیلسوفی محتسب کی دیکھنا لے میکشو
پیشتر نشہ ایجاد سے بیہوش ہون مین

راست ہم نے نہ کوئی تیر اُٹھکا نا چھوڑا
کنج لحد مین شور قیامت محل ہوا
ناسخ ہزار بار وہ پیمان گسل ہوا
کیون نہ دوا ان آجائے موسم سبزے کے آغاز کا
یاد رکھ قاصد یہی ہے بس نشان کوے دوست
ہو چکی ہو گی ہزارون بار شیخ
قبر فرہاد کو لازم ہے اُسی کا تعویذ
بھاگا مین آشیانہ مرغ سحر دور
مسجدون مین بیٹھے اپنی اپنی دوکان چھوڑکر
لاتا ہے رکھکے مثل سبو جام دوش پر
بعد مردن بھی نہ آنکھ اپنی پڑیگی حور پر
آشیانون سے نکل آئے کبوتر باہر
جبین ہے ہو جاؤن عاشق چند روز اخبار پر
چاندنی مثل سفید ہی رہ گئی دیوار پر
ناسخ رہی جو بعد فنا بھی وفا سے داغ
جی نکھوتے مفت اپنا ہوتے گر فرہاد ہم
پھینک جاتا ہے وہ اشعار ترے کوچے مین
چھوٹے وعدونے جو وہ شاد کیا کرتے ہین
نہین اپنے مین مروت جو ہے بیگانے مین ‡
آنکھین مری سفید ہوئین انتظار مین
ہے جبین داغ سجدہ مٹادون جبین سے مین
توڑتا ہے شیشۂ میکے کی راہ مین
خم گردون بھی نہ تھا جسے کہ مے نوش ہون مین

جو مجھکو یار نے مارا تو غیر کو کر و قتل
عشق کا ہو درد اسے ناسخ نہ کیونکر لا دوا
وہ آدھر رخصت ہوا اُٹھا ادھر طوفان اشک
ہم مست بھی ہین تارک لذات زاہدا
صبح فرقت تیرگی مین شام سے کچھ کم نہین
ہر کسی کا کام رکھتا ہی ادھورا آسمان
تو ہی ہون گو ستم آسمان سے زار ہو نہین
ہوا اگرچہ سبک دشمنون کی نظرون مین
بارہا بیٹھ کے کعبہ مین لنڈھائی ہی شراب
کیون اُٹھا لائے ہین ہمدم مجھکو ناسخ بعد قتل
ہی جو یون مکروہ طبع پاک کو مضمون غیر
رحمت حق جوش پر ہی کیون نہ عصیان کیجیے
بھلا تکبر و غیبت سے زاہدا حاصل
رفعت کبھی کسی کی گوارا ایسان نہین
دھوکا نکھا ظرف وضو کو تو دیکھ کر
صبح محشر سے سوا صبح شب وصل ہی شیخ
دم اخیر تو کر یون نظارہ جی بھر کر
دو شب تار سے تشبیہ ہمارے دن کو
نہ کیون بندہ رقیبون کو جلائے لے بتو ہر دم
یون نزاکت سے گران ہی سرمہ چشم یار کو
رحم آجائے اگر مور ان کوے یار کو
دعا سے مرگ نہ اُسکو تری جور و جفا سنکر
بھولے نہ بعد مرگ بھی ہم رقص یار کو

عزیز و اُس کے سوا اور انتقام نہین
زخمہا سے تیر مژگان کا نشان ہوتا نہین
تیرتا جاتا ہی اُس قاتل کا توسن آب مین
ایکدن تو دیکھ کیسی ہی تلخی شراب مین
چاند نکلا ہی افق سے نیر اعظم نہین
گر ہم پھوڑتا سر شوریدہ تو پتھر نہین
اُلجھ گئے دامن محشر پھٹے وہ خار ہو نہین
پر اپنے دوست کے دلپر ہنوز بار ہو نہین
تعجب کیا ہی خدا کا ہمین جب پاس نہین
چین سے لاشہ پڑا تھا کوچہ سفاک مین
وصل کا مضمون شایان اپنے دیوان مین
شغل بہتر میکشی سے ابر و باران مین نہین
یہ رند کیا ہی فرشتے کے گناہ کرتے ہین
جس سرزمین سے ہم ہین وہان آسمان نہین
مسجد ہی میفروش کی ناسخ دوکان نہین
آج ہی تجھسے زیادہ غم فردا ہم کو
الٰہی تیغ سفاک آبدار نہ ہو +
تیرگی سے نظر آتے ہین ستارے دن کو
جہنم مین خدا ابھی ڈالتا ہی اپنے دشمن کو
جس طرح ہو رات کھا دی مردم بیمار کو
کھینچ لیجائین لحد سے میرے جسم زار کو
مسیح آئے ترے بیمار کی جو چارہ سازی کو
ٹھوکر کی آرزو ہی ہمارے مزار کو

آئی شب وصال ہوئی صبح شام سے
ہوش اُڑتے ہین جو سُنتا ہون تری آواز کو
تیرے کوچے کے سوا ہو جو تمنائے بہشت
کیسی شب وصل آئی نظر شام و سحر ساتھ
خط نکل آیا دہان باقی ہی ہان مضمون شوق
فندقوسے گوری گوری انگلیان ہین مثل شمع
سے پرستو ہم تو کرین محتسب کو سنگسار
زار انتظار خط نے کیا اسقدر مجھے
یہ آدمی ہی کہ برسون جمال رہتا ہی
یہ پھک رہا ہی مرا جسم آتش غم سے
ٹھوکر ایک پاے حنائی سے لگایا چاہیے
داغ فرقت زیست بھر سوز جہنم بعد مرگ
یان سرکا دش توانائی کے عالم مین تھا
تنگ ہو کر جب کہا مین نے کہ مرجاؤن کہین
تو نے آتے کیون نہ اُلٹے پاؤن بھاگے دور سے
بادہ کے مانند ساقی لے اُڑا پانی مجھے
آیا ہے صیام علی الرغم محتسب
فرقت قبول رشک کے صدمے نہین قبول
فصل گل ہی چار دن ایام توبہ ہین مدام
لگی چاٹ مرے زخمون کو تسکین نہ ہوئی
دو چار حسرتین نہ نکلین اگر اور بھی رہے
نالے سیاہ ہوتے ہین تشبیہ کے لیے
ڈر تھا اثر کا اسکو وہ بھی نکل گیا

قسمت نے آفتاب کیا ماہتاب کو
کیا ترے پردے نسبت پردہاے ساز کو
جاؤن دوزخ کو مرا حشر ہو شداد کے ساتھ
گھڑیالیون نے دونون بجائے ہین گجر ساتھ
دیکھیے کب ہو فراغت نامہ کی تحریر سے
ہی بجا تمثیل ناخن گیر کو کلگیر سے
بچ رہے ہین سنگ کچھ مینا نیکی تعمیر سے
بچانتا نہین ہے مرا نا سر پہ مجھے
وگرنہ ناد کو یکشب کمال رہتا ہی
کہ طوق بھی مرے گردن مین لال رہتا ہی
پھول کوئی میری تربت پر چڑھایا چاہیے
ان بتون کو کس توقع پر خدا یا چاہیے
کج جسم ناتوان کیون خار پا سے ہو رہی
بدگمان سمجھا کہ اس کو اشتیاق حور ہی
صبح ڈرتی ہی بہت میری شب دیجور سے
کشتی مے ہو گئی تخت سلیمانی مجھے
روزے سے شاید ہے سر بازار توڑیے
کیا آئین ہم رقیب تری انجمن مین سے
عمر بھر اے میکشو باب اجابت باز ہے
ہو گئی یار کے کٹنے ہی نمکدان حنائی
ہستی کی طرف منہ نکرے کوئی عدم سے
مضمون ڈھونڈھتا ہون اگر اُسکے خال کے
نادم ہوا ہون منہ سے مین نالہ نکال کے

مشرق سے کانپتا نہیں نکلا یہ بے سبب
خورشید ڈر گیا ترے روز سیاہ سے

دھوئی کیوں اشک کے طوفان سے لوح محفوظ
سرنوشت اپنی ہی تا ہیچ سے مٹائی ہوتی

شوق مے نے کر دیا اس درجہ مجکو بیحواس
محتسب سے راہ پوچھی خانۂ خمار کی

لے مؤذن کر دعا جا سے اذان
وصل کی شب اور کوئی دم رہے

وصل کو لکھا ہے تا ہیچ درد عاشق کی دوا
دل ہمارا قابل تشخیص جالینوس ہے

دامن اگر نہ غنچۂ محشر سنبھالتا
چلنا محال تھا اسے دامن کے بوجھ سے

پیچھے لاشے کے وہ ہمراہ لحد تک ہوئے
اے اجل تیرے قدم مجکو مبارک ہوئے

نثار تخلص عبد الرسول از موزونان اکبر آباد است و معاصر میر و سودا اوراست

ہاتھ سے ان خامہ نویسوں کے نکل جائینگے ہم
یہ گریبان دامن صحرا کو دکھلائینگے ہم

ہا سرو کی جو ہمسر باقی ہے
یہ وہم پر آسمانی ہے

اس کے عارض کو دیکھ جیتا ہوں
عارضی میری زندگانی ہے

جب حرف محبت کے باہم سے گئے گذرے
ہم تم سے گئے گذرے تم ہم سے گئے گذرے

تم انجمن میں رات عجب آن سے گئے
بسمل کئے پڑے ہیں کئی جان سے گئے

نثار تخلص نثار علی بلگرامی مردے است عاشق مزاج اوراست

اٹھتے نہ تک خاک سے یوسف زمین سے نکلے
ممکن نہیں کہ تجھ سا کوئی کہین سے نکلے

بوسے کے بدلے گالی شیرین لبوں سے پائی
یہ بھی نصیب اپنے زہر انگبین سے نکلے

نثار تخلص محمد امان فرزند سعادت اللہ معمار گویند کہ بنائے جامع دہلی از پدران اوست وے نیز در فن تعمیر دست خوشی داشت کسب این فن از خدمت شاہ حاتم کردہ است

اس ابر میں وہ ساقی گلفام نہ آیا
کیا یار جو یاروں کے کبھی کام نہ آیا

چھوڑ کے تنہا مجھے جب کہ وہ گھر جائیگا
جان ادھر جائیگی اور یار ادھر جائیگا

اسکے پاؤں سے لگی رہتی ہے دن رات حنا
خوب دنیا میں بسر کرتی ہے اوقات حنا

اے محتسب نظر کی تو نے اگر سبو پر
سنتا ہے مر مٹینگے ہم اپنی آبرو پر

تارے کو ہر سے پڑھکے پتنگ نے ہے زمین پر
دیکھی رقم شوق کی تاثیر تو کیا خاک

خوبی مین ترے حسن کے کچھ حرف تو کب ہی — لیکن یہ ذرا خط ہی سو اصلاح طلب ہی
زخمی کو محتسب کی ہر طرح سے راحت ہی — گر نون بھی تو چھڑکے تو سنگ جراحت ہی
مجھ مین اور اُن مین سبب کیا جو لڑائی ہو گی — یہ ادائی کسی دشمن نے اُڑائی ہو گی
گردش کا اُس نگاہ کے اب طور اور ہی — اے ساکنان میکدہ یہ دور اور ہے
صورت موافقت کی کبھی سو جھتی نہین — صاحب کی وضع اور مرا طور اور ہے
اُس آئینہ طلعت کی اب مجھسے یہ صورت ہی — ظاہر مین صفائی ہی باطن مین کدورت ہی

نجف تخلص میر نجف علی از قدماست اور است

کس طرح ربط نہ ہو زلف سے دیوانون کو — ربط ہوتا ہی پریشان سے پریشانون کو

نجات تخلص سید زین العابدین گویند کہ در فارسی ید طولی دارد علی الخصوص در قصائد و گفتار فارسی او در نظر نیست گاہی بفکر ریختہ ہم پرداختہ او راست

یان تلک سر کو پٹک ہجر مین توڑے پتھر — کہ نہین دامن کہسار مین چھوڑے پتھر
آنکھین پتھرا گئین تیرہین سے ٹپکے آنسو — بل بے ہجران تری قدرت کہ نچوڑے پتھر

ندرت تخلص مرزا مغل نام از پشینیان ست او راست

تجھے تو پاسے تخت عیش ہی نقش قدم اُسکا — بڑی دولت ہی ندرت جو میسر ہوئے پابوسی

نسیم تخلص مرزا علی از مرثیہ گویان مشہور است و شاگرد میر و مرزا بدیع بسر میبرد از وست

جدائی مین ترے ہم کیا کہین کس طرح جلتے ہین — بجائے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

نزہت تخلص مرزا ارجمند بخدمت نامہ نویسی در سرکار نواب اعتماد الملک قیام داشتہ او راست

چاک کر پھینک دیا ہاتھ کا اُلجھاؤ گیا — ایک قصہ تھا گریبان کے سلولنے کا

نزاکت تخلص مہ جلوہ مہر تمثال نادر الحسن بدیع الجمال جانواز دلارام رجو نام اصلش از بلدہ نارنول و از آوان صبا جلوہ فرماے شاہجہان آباد است و رونق افزای این شہر فرخندہ بنیاد شاہبیت شیرین و دلبریست نمکین از شعشعہ عذار تابانش خورشید خجل واز جلوۂ قامت زیبایش شمشاد پا در گل غنچہ از لب خندانش طرز تبسم آموختہ و شمع از عارض رخشانش چہرہ برافروختہ نسیم گیسویش عطر بیز تر

از باد بہاریست و شمیم مویش رنگ ریز تر از نافہ آہوان تتار خجستہ روئے و خجستہ خوئی
و خجستہ کام خوش ترکیب و خوش حرکات و خوش خرام تازہ گل گلشن جوانی است
و نو رسیدہ ثمر باغ زندگانی و رنگستان حسن سرولیست نوخاستہ و با چنین صفات ظاہر
بمحاسن باطن آراستہ از حسن صورتش چگوید کہ بمعنی صد چندان از آن است ابتدائی فکر
وجودت ذہن و درستی فہم وحید عالم و یکتائے زمان طبع لطیفش بمقتضائے فطرت
بکسب فنون کمال مالوف است و بحسب سرشت از اوضاع ناپسندیدہ نفور و بسے جاہائے
مرضیہ مشغوف از زیرکے و فطانت و شوخی و متانت بکلی بہرہ ور و از آئین دردمندے
و بیدردے و وفا پروری و بیرحمی بخوبی باخبر گاہ گاہ بفکر سخن میپردازد ابیات دلکش
منظوم میسازد طرز کلامش نیکوست و این چند شعر از وست

بسکہ رہتا ہے یار آنکھوں میں / ہے نظر بیقرار آنکھوں میں
محفل گلرخان میں وہ عیار / لے گیا دل ہزار آنکھوں میں
سرمہ خاکِ پا عنایت ہو / آ گیا ہے غبار آنکھوں میں
کہیے جو رقیبوں سے برائی تو کہے وہ / ہے وہی وفادار جو ایسوں سے نباہے
پڑا ہے خون دل سر سے قدم تک جابجا میرے / بنایا ہے مجھے گویا کہ خاک کوئے قاتل سے
کہتا ہے آپکی بھی ہے کیا عاشقی غلط / گر کہیئے تیرے عہد میں الفت نہیں ہے
کیا کیا عذاب اٹھائے ہیں اندوہ عشق کے / جز نام اب تو کچھ بھی نزاکت نہیں رہی
ہوں نزاکت وسے لے کوئی کیا ذکر / دم رخصت ترے سنبھال سکے
کیوں نہ میں قربان ہوں جب وہ کہے ناز سے / ہم کو جفا کا ہے شوق اہل وفا کون ہے
مرے شوق پنہاں کی تاثیر دیکھو / کہ دلدار بھی دلربا جانتا ہے
نزاکت ہوں ہر ناتوان محبت / لطیفہ مرے نام کا جانتا ہے
نامنصفی اور اسے بت بیداد گر ایسی / چاہت تری غیروں کو بھی ہوگی مگر ایسی
حرمان ہے اگر چاہ کی تعذیر تو ظالم / تقصیر نہ ہوگی کبھی یا رب دگر ایسی
ہم بزمی دشمن کو چھپاتا ہی تھا قاصد / کہتا ہے کسی سے کوئی نادان خبر ایسی

نسیم تخلص گلزار علی نام شرف الدین مسرور گوید که از پدرش کسب سخن میکرد از کلام اوست

جب آگئے تو تجھے اب کہین تلاش	اے ولے کیا کرون کہ ہے وہ رشک حور دل
غیر دلے ساتھ اُس کو تو سارے تپاک ہین	اک ہم ہی لے نسیم اُڑانے کو خاک ہین

نسیم تخلص مرزا راجہ گلزار ناتھ بہادر نبیرہ راجہ رام ناتھ بہادر متخلص بود متسین بیتاب اعزہ بمی آمدہ پیشکاری نظارت دربار سلطانی ابا عنجد متعلق بوے بوده دو سال است

کہ بجہان راپدرود کرده از نتایج افکار اوست

قتل ہاتھو سے ترے عاشق رنجور ہوا	درد سر روز کا تھا خوب ہوا دور ہوا

نشاط تخلص مولوی الٰہی بخش از اہل علم ذو الشان است خانہ در قصبہ کاندہلہ دارد کسب فنون علمی از خدمت مولانا عبد العزیز طاب ثراه نموده و امتیاز تمام یافتہ سیاقیسہ بے عدیل است از وست

تیغ ابرو کا اگر کچھ بھی اشارا ہو جائے	آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہو جائے

نشاط تخلص الپسر سنگھ عرف لبنت سنگ کایتھ فرزند سندر داس کہ متصدی دفتر خالصہ شریفہ بود خود را شاگرد انشاء اللہ خان میگرداند از وست

کوئی ترسے ہے بارا چشم کا اور کوئی قامت کا	ترے کوچے مین ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا
پاؤن تک دسترس کہان ہے نشاط	ہاتھ سے ہاتھ تک نہین سکتا
ہو اجازت تو ذرا تجھے دم سایہ مین	تیرے دیوار کے آ ہو پہنچے ہین ہم سایہ مین
تڑپ رہا ہون دیکھنے کو ہے وقت آخری یہ	وہ آگے یا نہ آگئے یار دبگا تو دیکھو

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین سجادہ نشین یکے از خلفا شاہ صدر جہان علیہ الرحمہ والغفران است از مدت شصت سال بر مشق ریختہ است باکثر معمورہ ہاے مشہور مثل لکھنؤ و حیدر آباد وغیرہ ہم مکرر رفتہ و با شعراے مشہور دیار بر خورده و مطارحہ و مشاعرہ کرده و با شاہ وسے نامبرده آورده ہنگام قیام جہان آباد بتاریخ پانزده و بیست ہر ماه محفل مشاعره منعقد میسازد و زمین ہاے سنگلاخ طرح میکند با فقیر تعارف و شناسائی دارد مرد نیک و صاحب صفات حسنہ است از اوست

پشت لب پر ہی ترے یہ خط ریحان ایسا / منھ تو دیکھوں لکھے یاقوت رقم خان ایسا
نکلے تھی دم تیشہ زنی سنگ سے آوازہ / فرہاد یہ دشمن ہی تری جان کا لوہا
قیامت آپ کا قد اس کی دلپذیر ہوا / چھڑی سے لے سرو چمن بیٹھو اقصیر ہوا
کمان و تیر نمط ربط تھا مجھے اس سے / جب اس نے آپ کو کھینچا مین گوشہ گیر ہوا
خود بخود طاق سے شیشہ جو گرا اے ساقی / روح تھی کس کی یہ مینا سے کہ اب مین بند
قدم نہ رکھ مرے چشم پر آپ کے گھر مین / بھرا ہی نوح کا طوفان حباب کے گھر مین
کبھو نہ اس رخ روشن پہ چھائیان دیکھیں / گھٹا کہین چاند پہ سو بار چھائیان دیکھیں
سب سے ملاؤ ابرو ہم سے نفاق رکھو / اس دوستی کو اپنی بالاے طاق رکھو
دیجے دل مین کیون جگہ اس آہ بے تاثیر کو / جس مین پیکان بھی نہو رکھنا ہو کیا اس تیر کو
یہ عالم اس کے خط سبز نے دکھایا ہی / کہ جس کو دیکھ کے عالم نے زہر کھایا ہی
شوق نظارہ ترا کھینچ کے لایا تھا اسے / گرچہ تھی قیس کے پاؤن مین سلاسل بھاری
دیکھ لیتے جو اٹھا کر ترے کیا ٹوٹتے ہاتھ / لیلی ایسا تو نہتا پہ وہ محمل بھاری
دل کا کیا مول بھلا زلف چلیپا ٹھہرے / ترے مکھ کا نہ گرہ لینا ہو تو سودا ٹھہرے
جنبش لب یہ قیامت ہی کہ جی اٹھے ہم / آج اک بات مین ہم رشک مسیحا ٹھہرے
دل یہ کہتا ہی کہ مت یاد بتان دلواؤ / چھٹنے کا ڈر ہے پھر آپ ہرا دیکھیں گے
دیکھنے بیٹھا جو وہ مہ اپنے گھر کی چاندنی / جب تلک بیٹھا رہا ہرگز نہ سر کی چاندنی
اوپر وہ آنکھ یار سے لڑتی ہی رات سے / تار نگہ کو رشتہ ہی چاک قنات سے

نظیر تخلص شیخ ولی محمد اکبر آبادی خانہ در جوار روضہ تاج گنج کہ بیرون شہر مذکور است دارد، تخلق مثلها فی البلاد کہ در خصوص باغ مشہد آمدہ است مہر دہان گشت ورنہ در ثناے این گلستان ہمین مثنی برزبان آمدی گویند کہ نظیر در حلم و خلق وانکسار بے نظیر روزگار است بتعلیم صبیان بسر میبرد کہ مدت است کہ ازین خاکدان بروضۂ رضوان رفتہ اشعار بسیار دارد کہ بر زبان سوقیین جاریست و نظر بآن ابیات در اعداد شعرا نشایدش شمرد اما برعایت ابیات منتخب قطع نظر کردہ شدہ است

بھونکوے ہین خوناب دل پلاتا تھا / فلک ہمین یہ تجھے کیا یہ زہر کھاتا تھا
ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کرین گے فریاد / وہ بھی کمبخت ترا چاہنے والا نکلا
داغ مرنے کا وہی محو دم جائے جس کو آہ / موت آپہونچی شتاب اور یار آیا دیر کر
سرچشمۂ بقا سے ہرگز نہ آب لاؤ / حضرت خضر کہین سے جاکر شراب لاؤ
عشق پھر رنگ وہ لایا ہے کہ جی جانے ہے / دل کا یہ رنگ بنایا ہے کہ جی جانے ہے
ہین دست و گریبان ہون دم باز پسین سے / ہمدم لئے لاتا ہے تو لا جلد کہین سے
کچھ نہ دیکھا ہم نے جز بیداد تیرے ہاتھ سے / لے مرے بیداد گر فریاد تیرے ہاتھ سے

نظیر تخلص گنپت راے ہندو سے است شاگرد شاہ نصیر دہلوی است

کیا زرد ہوئین عشق کے آزار سے آنکھین / ہم چشم ہین اب نرگس بیمار سے آنکھین

نظیر تخلص شخصی است در بنارس خود را شاگرد سودا میگوید از کلام اوست

تا ایک نظر دیکھے تجھے لے مہ تابان / رہتا ہے سدا مہر درخشان ہمہ تن چشم

نظام تخلص نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر است جلیل القدر امیر است عالی شان حالش مستغنی از شرح و بیان مرزا رفیع سودا در از نجا گستر است قصیدۂ کافیہ کہ بطلاق تمام در مدح وے گفتہ مشہور و بر زبان خاص و عام مذکور است و ایشان را در اکثر اصناف سخنہای موزون است میر شمس الدین فقیر والد و اختتامی در خدمت ایشان ندیم بودہ این اشعار پاکیزہ نتیجہ طبع ایشان است

اعجاز لب اس کا دم عیسا سے نہین کم / وہ پنجۂ سیمین ید بیضا سے نہین کم
معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کرے ورنہ / مضمون کمر یار کا عنقا سے نہین کم

نوازش تخلص نوازش حسین خان المشتہر بہ مرزا خانی نبیرۂ نواب ناصر خان از تلامذۂ میر سوز است و صاحب دیوان دیوانش بنظر نیامدہ از وست

نہ باتون با تہمین بات نکلے اسکی شاید لب لپٹتے ہین / عزیزو جب تک جیا نوازش کسی کے لپٹے تہین نہ دیکھا
مرے چشم خونبار کے گرد اے / لپٹا جیسا ہے گرد ارغوانی ڈوپٹا
یہ بل کرتا ہی تو زلف مزہ کی آبداری پر / تجھے بھی طنطنہ کتنا ہے اتنی سی کٹاری پر

مجھے رونا نہ اپنے حال پر کس طرح سے آوے ۔ نوازش برق بھی ہنستی ہے میری بیقراری پر

یہ سانس ہے پیکان ہے نشتر ہے کہ دل ہے ۔ کانٹا سا کھٹکتا ہے یہ کیا دیکھیو ہے سینہ

اُس تندخو سے بوسے مین نے بصد سماجت ۔ جب سو پچاس مانگے تب تین چار ٹھہرے

نیاز تخلص مولوی نیاز احمد صوفی مشرب است صافی طینت در بریلی سکونت دارد او راست

وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی ۔ سو کشش سے دامن ناز کی اُسے بھی مین سے مٹا دیا

مجھے چین خواب عدم مین تھا نہ تھا زلف یار کا کچھ خیال ۔ یہ جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا مین پھنسا دیا

صبر و قرار و شکیب طاقت و تاب و توان ۔ اور تو سب چل بسے رہ گئی اک جان تو

ہجر کی جو مصیبتین عرض کین اُس کے روبرو ۔ ناز و ادا سے مسکرا کے کہنے لگا جو ہو سو ہو

نیاز تخلص میر محمد نام اکبرآبادی تعلیم اطفال شیوۂ اوست او راست

کہان ہے دسترس اپنی جو پہونچے تیرے دامان تک ۔ نہ پہونچے ناتوانی سے یہ ہاتھ اپنے گریبان تک

حرف الواو

واصف تخلص حسن بخش خان اعظم الدولہ اور اپنی عم و شاگرد خویش نوشتہ او راست

آتا ہے دل مین چاک گریبان کیجیے ۔ صحرا کے آج چلنے کا سامان کیجیے

واصل تخلص محمد واصل سرخیل حجاب مشاورے سلطنت است از وست

سرگرم ناز کیون نہو وہ رشک آفتاب ۔ عالم مین اُس کے حسن کا بازار گرم ہے

وجیہ تخلص نواب وجیہ الدین خان بہادر کہین برادر حسام الدولہ نواب حسام الدین خان بہادر است کہ سرخیل کارپردازان شاہی بودہ شعر را بر فاخر مکین گذرانیدہ در فارسی ہمین تخلص میکردہ

این بیت از افکار اوست

تسکین نہ درد دل کو کوئی آج ہو نہ کل ہو ۔ اے یار جیکی آگ وہ ہی ہے ملے تو کل ہو

وحشت تخلص از شاگردان جعفر علی حسرت است دیگر حالش معلوم نشد او راست

آہ آگے تو نکلتی تھی جگر سے باہر ۔ اب جگر نکلے ہے خود دیدۂ تر سے باہر

وحشت تخلص میر ابوالحسن از اہالی بلدۂ مینو سواد جہان آباد است او راست

مین نے شروع نزع مین کی تھی اُسے خبر ۔ پہونچا تو اُس گھڑی کہ مرا کام ہو گیا

واقف تخلص درویشی بود در فیض آباد فی الواقع اشعار عجیب دارد او راست

سرد ہی بازار خوبان گرم بازاری نہین — کتنے یوسف دیکھتا ہون پر خریداری نہین
خوبرو ہوکے باوفا ہووے — مین نہ مانون اگر خدا ہووے
عشق مین کیا فضل و ہنر چاہیے — آہ مین تھوڑا سا اثر چاہیے
صبح بروصل یار کی ٹھہری — ہاے پھر انتظار کی ٹھہری

والہ تخلص از ہندوان فیض آباد است بدہلی ہم آمدہ او راست

اعجاز لب اس کا دم عیسا سے نہین کم — وہ پنجۂ سیمین ید بیضا سے نہین کم
معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کرے والہ — مضمون کمر یار کا عنقا سے نہین کم

والہ تخلص رحمت خان نژادش از کشمیر است و وے درین معمورہ سکنے ودر لکھنو بدارو غگی اخبار انگریزی امتیاز داشت آبایش با وقع و وقار بودہ اند بفارسی ہم فکر میکرد و آنجا ثاقب تخلص دارد او راست

گنے جو بندون مین اپنے تو ایکبار مجھے — تو خلق مین ہو خدائی کا اعتبار مجھے
ہے عیان جلوہ ترا انسان کی تصویر سے — صورت معنی ہے ظاہر لفظ کی تحریر سے

وحشت تخلص غلام علی خان خلف الصدق میر فرحت اللہ خان داماد مولانا محمد رشید الدین خان غفر اللہ لہما از دودمان کریم است واز اکابرزادگان فخیم مولدش مراد آباد و در بنارس و شاہجہان آباد نشو ونما یافتہ بالفعل بمناصب ممتاز انگریزی دربلند شہر بسرمی برد ماہ منیر اوج سخن سنجی و سخندانی است و مہر انور فلک مضامین ومعانی گلہاے فکرش دستہ بزم گلرخان را شاید وجواہر نظمش آویزہ گوش یا درت لباز را باید ترسے ہے صولت کلامش کہ از زبان حسود ہیچو است بجاے طعنہ نعرۂ احسنت خیزد و خپی ذوق گفتارش کہ در رہ بہر خند شراب از دہان اعدا ریزد عرصۂ نظم پامال کردۂ ترکتاز رخش اوست انصاف نیست کہ کوئے فن شعر در نخجش اوست وقطع نظم ازین باوجود حداثت سن وعنفوان شباب در اکثر کمالات جاہی بلند ومکانتی ارجمند دارد وہم بمقتضای سن از رموز عشق ماہر وآشفتگی از سیمایش ظاہر دوست سراپا وفاق

است و مخلص دور از نفاق سالہاست کہ من و او نرد محبت باختہ ایم و در ششجہت و شش آوازہ یگانگی و یکدلی انداختہ از گرامی شاگردان مومن خان است و این اشعار از کلام آن نکتہ دان

وقت مضمون سے لکھا ہری تقدیر کا
کھل گیا اس پر کہ یہ خط ہی اسی دلگیر کا

بسکہ رنج افزاے طبع نازک جانان نہین
آسمان پر ہی دماغ اس آہ بے تاثیر کا

اس نے دکھلایا جو خط غیر منحرف ہو گیا
ہاتھ آیا اپنے یہ نسخہ نیا اکسیر کا

تھی نہ بس مرضی قاتل تو جدا زندہ ہوا
روز محشر سر بے تن تن بے سر میرا

غیر سے گر نہین بے پردہ ہوے ہو تو پھر
آپ کا بند یہ کیون روزن دیوار ہوا

ہی منا ہی کہ نہ کھینچے کوئی مجنون کی شبیہ
اسقدر اب مری صورت سے وہ بیزار ہوا

دل ترا سنگ ہی پر آگ نہ نکلی کا ہے
رخ ترا آئنہ ہی پر کبھی حیران نہ ہوا

آئین حرمت صہبا کی سناتا ہون اسے
ذکر سن سن کے رقیبون کی سے آشنائی کا

منفعل ضعف جو لیسے ہوے ایسے کہ نہ پوچھ
طوق آہن جیسے مجھ سے گریبان نکلا

سارے عالم سے صفائی ہوئی اپنی وحشت
کیا مکدر کہین وہ آئنہ رخسار ہوا

میرے مرنے کی خبر غیر کو یون دیتے ہین
مر گیا وحشت جانباز تری جان سے دور

اہل آسان نہین جور اٹھانے اس کے
نوجوان یار ہو وہ کچھ فلک پیر نہین

اڑ چکا ہی جو یہ شدت سے قلق کی بالکل
رنگ رخ مین مرے اسواسطے تغییر نہین

مجکو کثرت نے گناہون کی بچایا کہ وہان
ایسے مجرم کی مقرر کوئی تعزیر نہین

جو بچا تا ہو کہین کوچۂ جانان کے سوا
ایسے دیوانے کو کچھ حاجت زنجیر نہین

دل مین عدو کے بڑھ گئی کیا الفت آپکی
کچھ اندنون مین پہلے سے لطف و کرم نہین

سن سن کے مجھسے شکوۂ لطف عدو کہا
ان کو تو کچھ بھی رشک جفا و ستم نہین

ناصح یہی تو عین محبت کی بات ہی
ان کو جو میرے مرنے کا ہجران مین غم نہین

جوش وحشت سے یہ حالت ہی کہ سایہ مجھسے
یون گریزان ہی کہ سایہ سے گریزان ہو نہین

پھرنے وحشت مرے دن پھر کے جو دیکھا اسنے
گردش چشم ہوئی گردش دوران مجھکو

ہین تو مین سچ تو یہ ہی دشمن نہ بدلے اے فلک
ہین تو انسان ہون یہ بیتابی دل ہی وہ بلا
گرم غمخانہ ہی اتنا آہ آتش بار سے
پردہ جانان کہان مجھکو نصیب اے بوالہوس
بلوا اہوس کو بھی ہوا شوق شہادت اندنون
سنے تکلف آئے وہ بہر تماشا وقت نزع
ناز و شوخی دیکھنا کرتا ہی صرف بزم سور
نازکی سے کب طاقت ناتوانی دیکھنا
دیکھون کیا سوے بہشت آنکھین مری
کیون نہ باطل سمجھون اقرار وفا
خط کے آنے سے گئی شرم سخن
نالہ میرا وہ شب سُن سُن کے عادت ہو گئی
بزم مین ہر دم گرین کیونکر نہ ہم اغیار پر
سوکتہ ہوا اُسی سے خفا مت ہو پسند گو
گذرا اُس اعتبار محبت سے مین خدا
کہین مورد جفاے یار کے ہم ہون نہ بعد اسکے
تیر پہ تیر ناز کا دل پہ مرے گذار تھا
اُس اوج تک تو سیل سرشک اپنا جا پھرا
سانس بھی سینہ مین اب کھٹکے ہی میرے پھانس سی
اُس پاے حنائی پر رکھتا ہون جو مین سر کو
ٹھکا ہی منزلون کا پیام یاس لاتا ہی
حاجت تیر و کمان ہی سخت جانونکے لیے
ہو گرفتاری سے میری سارے عالم کی نجات

ملگیا اُس کا دوپٹہ چادر مہتاب سے
ہجر کی شب خواب اُڑ جاتا ہی فرش خواب سے
بھاگتی ہی دھوپ میرے سایہ دیوار سے
حیرت آئی ہی ہجوم حسرت دیدار سے
اُڑ گئی ہی آب کیا ظالم تری تلوار سے
کام آسان ہو گیا یان مردن دشوار سے
وہ شکر لے کے میرا خونبہا اغیار سے
جان آتی ہی نگاہ نرگس بیمار سے
اٹ رہی ہین خاک کوے یار سے
سحر ٹپکے ہی تری گفتار سے
آشنا طوطی ہوا زنگار سے
اہل عالم اب نہین مرنے کے بانگ صور سے
ہی سیہ مستی نگاہ نرگس مخمور سے
نکالی مین اُن لبون سے جو آیا مزا اسے مجھے
مجھسے چھپائین کاش وہ الفت رقیب کی
مرے مرجانے کا اغیار کو اسواسطے غم ہی
رخنہ زخم ہر خدنگ دیدہ انتظار تھا
جس مین کہ ابر جون کف دریا بہا پھرا
کیا ہی زور دن پر چڑھی ہی ناتوانی اندنون
کس ناز سے وہ ہنسکر کہتا ہی کہ بس سر کو
آلہی خیر ہجو نامہ بر پھر شکستہ آتا ہی
قتل کو میرے ذرا ابرو پہ بل درکار ہی
شور و نالہ سے مرے ہر شخص شب بیدار ہی

اُٹھانے کو کسی نے پھر نہ میری آستین پکڑی
برنگ نقش پا اُس در پہ جب مین نے زمین پکڑی

وحدت تخلص جمعیت رائے از کایتان میرٹھ است او راست

ہر دم ہی عندلیب کو اب عزم نالگی
فصل بہار آتی ہی اُس کو ہوا لگی

وزیر تخلص خواجہ وزیر از اہالی بلدہ لکھنؤ و از تلامذہ شیخ ناسخ است عزیزی این ابیات بنامش خواندہ بود

ہر چشم نیم باز عجب خواب ناز ہی
فتنہ تو سو رہا ہی در فتنہ باز ہی
ایک عالم نے جبہ سائی کی
اے بتو تم نے بھی خدائی کی

وزیر تخلص وزیر علی خان است کہ نواب آصف الدولہ مغفور ویرا بفرزندی بر داشتہ داستان جانشین شد نقش بعد وفات مرحوم مذکور بخلاف اہل فرنگ و عزل کردن ایشان اورا از ان منصب و طرف شدن وے با ایشان و ادنا سازی بخت طالع بدست ایشان افتادن مشہور است از ان اعراض رفت ہنگام اسیر شدن این مطلع را گفتہ بود **فرد** اُٹھ گئے محفل سے سارے یار او رہل چل پڑی * ہلے خلل انداز گردون اب تو تجکو کل پڑی * این بیت او راست

بعد رنجش کے مزہ ملنے سے کچھ حاصل نہین
اگر تمھین الفت نہین اپنا بھی اب وہ دل نہین

وسعت تخلص مستقیم خان افغان از تلامذہ قدرت اللہ شوق از اہل رامپور است او راست

ولے قسمت ایک گالی کی ہو مین تو تین چار
وقت گفتن جب زبان پر اُسکے لکنت آگئی

وصال تخلص نصر اللہ خان فرزند حکیم ثناء اللہ خان فراق از ماہران فن طب ست مردیست صلاحیت شعار گزیدہ اطوار کسب سخن از پدر کردہ او راست

آئینہ گھورنے کو سب سے نرالا نکلا
منھ تو دیکھون یہ بڑا چاہنے والا نکلا

والا تخلص مظہر علیخان فرزند سلیمان علیخان وداد کہ از شعرائے مشہور پارسی است نسبت تلمذ بہ میر نظام الدین ممنون کردہ او راست

یوسف کا جو نقشہ در و دیوار پہ کھینچا
کیون تونے زلیخا شہ دل زار پہ کھینچا

ولی در زمان عالمگیر بادشاہ بودہ اختلاف است در ینکہ اول کسیکہ بہ ریختہ سخن کردہ

اوست یا پیشتر ہم فکر درین زبان شائع بودہ و بتحقیق تقدیم ثانی بر اول است توفیق آنست کہ تا زبانش دیگرے برتبۂ او نرسیدہ و موجد گفتنش را علت ہمین باشد اگرچہ بزبانیکہ او دا اردو زبانیکہ درین زمان رائج فرق خورشید و ماہ و شب و روز است گویا میتوان گفت کہ این ہر دو یکزبان نیست اما بہمہ حال حق استادی وے بر جمیع اہل نظم ریختہ ثابت باشد و عدول بعید از عدل و بہ انش ملاحظہ شد قطع نظر از محاورات بعض جا مضمون مناسب می یابد این اشعار ازان التقاط یافت

طاقت نہین کسی کو کہ اک حرف سن سکے	احوال کرکہون مین دل بیقرار کا
لٹے دکی ہماری طرف تیغ تانسے	اُس شوخ کو خیال اگر ہو شکار کا
مسند گل منزل شبنم ہوئی	دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا
جنون عشق ہوا اس قدر زمین کو محیط	کہ پارسا کو ہوئی موج بوریا زنجیر
دو رنگی سے ترے اے سرو رعنا	کبھی راضی کبھی بیزار ہین ہم
خط کے آنے نے خبردار کیا گلرو کو	نشۂ ہوش ہوا اس بادۂ ریحانی مین
اک دل نہین آرزو سے خالی	ہر حباب پہ خیال اگر خلا ہے
مرا دل مجھسے کرکے بیوفائی	پسند خاطر خوبان ہوا ہے
ترک کرے رقیب فرعونی	آہ میری عصائے موسی ہے

ولی تخلص مرزا ولی محمد اصلش از دہلی است در مرشد آباد سکونت داشته اورا است

کبھی جو زلف اٹھا دے تو منھ نظر آوے	اسی امید مین گزری ہے صبح و شام ہمین
بند قبا چمن مین جو وہ یار وا کرے	لے برگ گل کو ہاتھ مین پنکھا صبا کرے

حرف الہا

ہادی تخلص میر جواد علیخان از رفقاے عماد الملک مغفور بودہ آخرالامر منزوی و در ۱۲۱۵ بگوشہ آرمیدہ دیوانی ازو یادگار است این اشعار ازان انتخاب یافت

تو نے پہچانا نہ یار اُس کو تغیر حال سے	ورنہ کوچے مین ترے ہادی بھی مرد ہو گیا
کچھ آج شکستہ ہے بہت رنگ رخ گل	صیاد نے کس بلبل شیدا کو ستایا

ہے حشر یقین ہم کو صنم جب سے خدا نے
آشوب قیامت تری قامت سے دکھایا

کیا ہر کس کی مجھے یاد زلف نے بیمار
کہ پیچ و تاب مین ہر تار تار بستر کا

چمن مین ہادی نازک مزاج جب آیا
لیا جنون نے رگ گل سے کام نشتر کا

رہے زندگی اپنے سے نہ خاطر کو تعلق
دلدادہ پشیمان ہر یار سفری کا

کیا مضایقہ اس مین ہم بھی گر ہوے رسوا
شوق تھا بڑا تم کو اپنے خودنمائی کا

نہ مجھسے ہادی کا شکوہ ہے کچھ نہ سودا کا
ہلاک شان محبت پہ جو ہوا سو ہوا

محمل لیلی دل مجنون ہی تھا پھر کیون عبث
در پئے ناقہ ہوا سرگشتہ کیا دیوانہ تھا

دل ہوا آگے نہ ہادی سن کے حال خستگان
بلکہ بہر خواب غفلت یہ بھی ایک افسانہ تھا

اندیشہ مجھے نکر مری فریاد و آہ کا
فریاد رس ہے کون ترے دادخواہ کا

مرے اعمال بد کی شامت سے
رو سیہ مفت ہو گیا کاغذ

ہادی لحد پہ شمع بجھی اور جلی پرآہ
آیا نہ میری خاک پہ وہ گلبدن ہنوز

حالت خستگی و ضعف ہوتا اسپہ عیان
خط کے ہمراہ ہمین بھیجنا تصویر یہ شرط

اٹھتا ہے جائے نالہ مرے دل سے اب اغبار
اس خاکدان مین آہ مکدر ہون یان تلک

صدقے ترے ہو کے مر گئے ہم
کرنا یہی تھا جو کر گئے ہم

خندان خندان جدھر پھرا وہ
گریان گریان ادھر گئے ہم

ہم تو مدت سے مر گئے ہادی
یار کو اب تلک خبر ہی نہین

کسی پہ ہوگی ہرگز پس مرگ یہ عقوبت
کہ جو زندگی مین ہم پر ہوے ہین عذاب کچھ ہین

یان تو نالے نے جگر آب کیا ہے ہادی
پر خدا جانے کہ اس دل مین اثر ہے کہ نہین

جی مین حسرت رہے زخم کی تیرے قربان
قتل کے بعد بھی ہے جستجو وار کئی

ہاشمی تخلص میر محمد ہاشم باشندہ لکھنو از شاگردان سودا است او راست

مرا سو بار اس تک نامہ پر آرزو پہونچا
ادھر سے پر جواب صاف پہونچا جب کبھو پہونچا

دماغ آشفتہ ہوتا ہے صبا نکہت سے سنبل کی
مشام آرزو مین تو کسی کاکل کے بو پہونچا

ہاشمی تخلص حالش معلوم نشد مگر اینقدر کہ وطن اصلی وے معمورہ جہان آباد ست از وست

نشہ مے میکشوں نے کیا فلک سر پہ اُٹھایا ہی — کہ مست ابر سیہ ہو کر چمن میں جھوم آیا ہی
مجھے تھا دھیان زلفوں کا جو وہ خورشید رو آیا — خدا نے غم کی راتوں میں خوشی کا دن دکھایا ہی

ہدایت تخلص ہدایت خان عم ثناء اللہ خان مرحوم کہ بفراق متخلص بود از مریدان و شاگردان مغفور خواجہ درد است طبعش بفنون نظم قادر و از نکات دغواض آن فی الجملہ ماہر در سنہ ۱۲۱۵ از جہان فانی بعشرت کدۂ جاودانی نقل کرد این اشعار از دیوانش ثبت شد

نہ رحم اُسکے ہی جی میں نہ دل میں اپنے صبر — ہماری گذرے گی کیونکر الٰہی کیا ہوگا
دیکھ اُس کے چشم مست کو دل تو بہک گیا — بس میری جان دو ہی پیالوں میں چھک گیا
ناتوانی کا بھی احسان ہی مری گردن پر — کہ ترے پاؤں سے سر مجکو اُٹھانے نہ دیا
چاہا میں درد دل کہوں پر اُسکے روبرو — جیوں زخم یکدگر لب اظہار مل گیا
جسدم زبان پہ یار ترا نام آگیا — مجھ دل کو چین جان کو آرام آگیا
کٹتی ہی نہیں یہ ہجر کی شب — یارب کیا آج سو گئی صبح
سینے کے تیرے کھلتے ہی اے میری جان بند — آئینہ ساز کر گئے اپنی دوکان بند
میں چھوڑتا ہوں کوئی اُسکو مثل حلقۂ در — یہ سر لگا ہی مرا اُس کے آستانے سے
ہنستے ہیں آپ اپنے رونے پہ ہم ہدایت — گریہ میں اب ہمارے تاثیر ہو تو یہ ہی
شب ہجران میں ترے صبح کے ہوتے ہوتے — استخوان شمع صفت بہ گئے رو رو کے
کرتا نہیں ہی جانے کو دل کوے یار سے — گو اس میں جی رہے نہ رہے ہمتو یاں رہے
صبا کوچے سے اُسکے مت اُڑانا خاک کو میری — مبادا گرد اُس کے چہرۂ گلفام پہ بیٹھے

ہرچند تخلص ہرچند کشور نبیرہ راجہ جگل کشور یاد فروش از اشعار اوست

پردۂ ظلمات دل پر سے دہیں سب اُٹھ گئے — شمع رو نے جب چراغ بزم کو گل کر دیا

ہمدم تخلص عبداللہ خان از سکنائے رامپور نواب فتحعلیخان از رئیسان کٹیہر است و راست

نوگرفتار ہوں کچھ رسم مجھے یاد نہیں — اس لیے لب پہ مرے نالہ و فریاد نہیں
کس کو حال دل غمگین میں سناؤں اپنا — قیس صحرا میں نہیں کوہ میں فرہاد نہیں

ہمزہ تخلص شاہ حمزہ از درویشان دہلی است بعظیم آباد رفتہ اودہ است

ہائے کس کس کے تئین ہنسکے ہم یاد کرین
غم مجنون کرین یا ماتم فرہاد کرین +

ہمت تخلص اخوند ہمت از آدمی زادگان رامپور است اور است

عجب گردش مین اپنی اندنون اوقات کٹتی ہے
غنیمت ہے کوئی ساعت جو تیرے ساتھ کٹتی ہے

ہوش تخلص غلام مرتضی از اہالی این بلدۂ فرخ است ازوست

جان گرتن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن
جسان منظور نہین تیری جدائی مجھکو

باغ ہستی کی وہین سوجھ گئی کیفیت
ہے گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجھکو

زاہد کا دل نہ خاطر میخوار توڑیئے
سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیئے

ہوش تخلص میر شمس الدین از شاگردان میر سوز است اور است

یار ہنستا ہے چشم ترکو دیکھ
گریہ ٹک اپنے تو اثر کو دیکھ

ہوس تخلص مرزا محمد تقی خان از کلانیان لکھنؤ است مظہر مکارم پسندیدہ و مصدر اوصاف حمیدہ ہوس شعر بسیار دارد و گفتارش در نظر مصحفی در آوردہ این ابیات ازوست

نزع مین ہم نے عجب طرح سے دل شاد کیا
آئی ہچکی تو کہا اس نے ہمین یاد کیا

جانا ہوس کی بزم مین تجکو روا نہین
یہ نام ہے تو دوستی گل سے لے صبا

مجھے کیا اگلے زمانے کی خبر سچ تو یہ ہے
کہ ترے عہد مین تجھ سا کوئی پیدا نہوا

محشر مین ساتھ لے گیا کیون نشان یار
سینے سے مین نکال کے پیکان خجل ہوا

دی مجھکو درد عشق نے غم مین بھی اک خوشی
رونے پہ میرے دیر تلک وہ ہنسا کیا

انکار سے کیا تمھارے صاحب
بندہ تو غلام ہو چکا اب ++

ہوس جب ذکر آجاتا ہے اس کا
زبان ہوتی نہین دو دو پہر بند

رنجش کا انھون نے بھی کیا وقت نکالا ہے
مجھسے وہ بگڑتے ہین جب خوب سنورتے ہین

یہی ہے سوچ مجھے چین کیونکر آئے گا
جو یاد تیری ادائین مزار مین آئین

غش آ نہ جائے دیکھ کے فصاد کو کہین
پھر دیے اپنا ہاتھ نہ باہر نکال تو ++

مین درد دل کہون تجھسے تو کھل کھلا کے ہنسے
نہ میری سادہ دلی پہ ترا الٹ کہین جاے

تڑپا نہ ترا صید ترے تیر کو کھا کر
اس ڈر سے کہ پہلو سے نہ پیکان نکل جاے

مجنون سے ہوس ہو دینگے ہم جا کے مقابل
تھوڑی سی توانائی بھی ہم کو اگر آوی

حرف الیا

یاد تخلص میر غلام حسین از اقارب مولانا عبد العزیز است رحمۃ اللہ علیہ کسب باطن از حضرت مولانا فخر الدین طاب ثراہ نمودہ و فن نظم از انشاء اللہ خان فراق گرفتہ اوست

ہے کون جو ہوا ہو روے خمار کے آگے
رستم بھی نہ ٹھہرے تری تلوار کے آگے

یاس تخلص خیر الدین ساکن دہلی طبع شگفتہ دارد اکنون بفکر شعر کمی پردازد و خوشہ چین خرمن فیض خدمت مومن خان است درین ہنگام طبعش بکسب طب مصروف است گویا ہمین سبب ترک سخن بودہ اوست

ہوں وہ ثابت رہ الفت میں کہ جوں نقش قدم
جب تلک مست نہیں لیتا نہیں اصلا ہلنا

اس طرف کو دیکھتا بھی ہے تو شرمایا ہوا
اب تلک ہے آنکھ میں شب کا سماں چھایا ہوا

زانوے یاس کہاں اور سر دلدار کہاں
ہمنشیں بات وہ کر جسکا ہو کچھ بھی سر پاؤں

ربط غیروں سے بڑہا مجھسے وفا چاہتے ہو
دل میں سمجھو کہ یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو

عشوہ و ناز و ادا طعن سے کہتے ہیں مجھے
ایک دل رکھتے ہو کس کس کو دیا چاہتے ہو

عاشق زرد رخ اپنے کے جلانے سے حصول
سمجھو تو سہی تم نے کو تم تو ایک کیا چاہتے ہو

شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کھانے دو
کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مر جانے دو

ہے ستم میرا وہ بیتابی سے در پر جانا
اور ترا ناز سے کہنا اسے مت آنے دو

لب بند ہوں لذت سے جو نام آئے زبان پر
لے گیا کوئی بوسے لب شیریں کے تمہارے

وصل جانسوز سے پروانے کو کیا ہوتا ہے
کم ہی ڈھونڈھا کوئی قسمت کا بھلا ہوتا ہے

دم تو لے تیغ تلے لے تپش دل تھم جا
دیکھ قاتل کا مرے دھیان بٹا جاتا ہے

گردن غیر پہ خنجر کو ہنسی سے رکھ نہ
وان تجھے کھیل ہے یاں کام ہوا جاتا ہے

پوچھیں گے چارہ تو ہند گی سنگدلان
گو رہیں ہیں پہ ستار کہن پتھر کے

تجھکو تسبیح عقیق اپنی پنہا دی اس نے
دب گیا ہاتھ تلے سیکڑوں من پتھر کے

کاش میں پر دیکا شکوہ ہی نکرتا ان سے
بیتابی نے کیا اور بھی بیتاب مجھے

یقین تخلص انعام اللہ خان خلف اظہار الدین خان اصلش از سرہند است و مولد و منشاے دہلی جہان آباد با مرزا مظہر بغایت مربوط بودہ و فخر تلمذ ہم داشت جوانیست نیکو روے و خوش خوی نسبت و خصائل بود کہ پدرش او را کشت و وجہ قتل ظاہر نشد در فن نظم مکانتے مطلوب با او ست کلامش سیر نمک است حلاوت دلخواہ دارد و دیوانش بنظر رسید و این ابیات ازان انتخاب و درین اوراق درج گردید

ہر گھڑی صحرانشینی پر نظر جرأت یقین — آ گئی تھی راس مجنون کو بیابان کی ہوا

آشنا کوئی جہان مین کسو ہوا نہ تھا — ملتے ہی تیرے مجھسے یہ دل آشنا نہ تھا

جو کچھ کہین ہین تجکو یقین ہے سزا تری — بندہ جو تو بتون کا ہوا کیا خدا نہ تھا

خار سے مژگان کے جی ڈرتا ہے میرا اسطرح — رکھ مری آنکھون پہ دیتے ہو کف پا جسطرح

بہار آخر ہوئی ہے اب تو سینے دے گریبان کو — یقین کرتا ہے کوئی اس قدر دیوانہ پن بھی کم

تو نہ تھا حیف یقین ورنہ دوانہ ہوتا + — آج اس طرح کا دیکھا ہے پریزاد کہ بس

کعبہ بھی ہم گئے نہ گیا پر بتون کا عشق — اس درد کی خدا کے بھی گھر مین دوا نہین

اس عشق کے کشور مین اُلٹا ہے حق و باطل — پرویز کو دین افسر فرہاد کا سر چیرتا

خسرو کے منہہ پہ چڑھنا اور بیستون سے بھڑنا — کچھ عاشقی نہین ہے زور آزمائیان ہین

یقین بتونکا ہوا جب سے بندہ تب سے ہوا ہے — جو ہو وے کافر اُسے کس طرح عذاب نہو

اُن گنہگارون مین ہون مین کہ جنکے مارے — جی نکلتا ہے مرا دور سے جلاد کو دیکھ

گلا تو پھٹ گیا ہے نالہ و فریاد سے میرا — قیامت دور ہے کسدن ملے گی داد کیا جانے

یار کی بات ہمین کون سناتا ہے یقین — کب کوئی گل کے دوانے کو خبر کرتا ہے

اگرچہ عشق مین آفت ہے اور بلا بھی ہے — برا برا نہین یہ شغل پھر بھلا بھی ہے

ملے فرصت کہان ہاتھون سے کچھ کام اور بھی نکلے — ہم آخر ہونگے دامنگیر اس چالاک کے گر جانے

دل چھوڑ گیا ہم کو لہر سے تو غم کیا — اپنون نے کیا یہ کچھ بیگانون کا گلہ کیسا

کیا قیدی شوخ گل کے پا پر پرواز اول مین + — نہ دی فرصت زمانے نے ہمین صیادون بچانے کی

اپنے بندونکو بھلا کر داغ رکھتے ہین یقین — ان بتونکی ضد سے ہم ہو جاؤن مسلمان کیسے

جس کو منظور ہو مرنا اُسے جینا ہی عذاب	ہی دم پاک مسیحا دم شمشیر مجھے
جور و جفا مین یار بہت ہو گیا دلیر	کرتے تو کی پہ راس نہ آئی وفا مجھے

یکرنگ تخلص مصطفی خان از مردم این شہر تلمیذ مرزا مظہر است علیہ الرحمۃ گویند در صفت یکرنگی ہمچو من یگانہ وار رہو در رنگ بیگانہ بود آری این اسم مبارک را بہ برکت ملازمت سرور عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہمین تاثیر است کہ صاحبان آن از نفاق چون ذل مومن دور می باشند و تاثیر اسما در نفوس مسلم است کما تقرر فی محلہ و بہمین تقریب این تخلص اختیار کردہ بود و او راست

کیون ہوے ہو تم کہو دشمن ہمارے اسقدر	دوست کا ہوتا ہی دشمن کوئی پیارے اسقدر
رو رہا ہون اس سبب ہر بار مین	تا گلے تیرے لگون اے یار مین
نگہبان جان سے مدہوش گئے پاس	تری آنکھون سے کیونکر دل جدا ہو
لیا جاتے وصال ترا ہے کہ نصیب	ہم تو ترے فراق مین اے یار مر چلے
جدائی سے ترے اے صندلی رنگ	مجھے یہ زندگانی درد سر ہے

یوسف تخلص میر یوسف علی از شاگردان حکیم عزت اللہ خان عشق است او راست

نہین ہے غیر کے قصہ کی کچھ ہم کو خبر یوسف	زبان پر رات دن اس یار کا افسانہ رکھتے ہین

خاتمہ المنۃ للہ کہ این زیبا عروس خیال شایستہ در بر آوردن و این فریبندہ شاہد فکر سزاے در آغوش افشردن آمد ہوس را منزلت عشق ارزانی شد تا عشق را چہ پایہ افزودہ باشد چشم باخیرگی از نظارہ اش سیر نیست و دل باہم عین الکمال از نگاہ زیر مژگان معذور تکاد العیون تاکلہا و القلوب تشربہا و با این ہمہ جامع این نگارنامہ را سری بآرایش زلف پریشان فکر نبودہ چہ نبینی کہ آئین این نگار خود آرا از سادگی بستہ ام و از نے تکلف طراز جیب و دامان کردہ و نہ این از آن بود کہ نغمہ گر ساز و برگ نوا نداشتہ نے اگر خواستے زہرہ بچرخ آمدی و عطارد صفیر بے ہشانہ زدی اما پیش نہاد نظر دوربین آن بود کہ این رنگ در تذکرہ فارسی ریختہ شود تا ہر یکے برنگ دگر جلوہ گر باشد و ہم

سخن از بلاغت نگزرد و تیر فرمان وقت بقصر وسلامت بود اطناب و وقت را اجمال کو
ومہذا اخری والیق بہ ان یکتب ہذہ السطور علی وجنات الحور لفظہ مثل النسیم المعطار
علی الریاحین والازہار ومعناہ فی الذاذ السمع کصوت الاغانی والاوتار والحمد للہ جل
وعلی والصلوٰۃ علی سید الانبیاء وآلہ بدور الدجی واصحابہ نجوم الہدیٰ والسلام علی
من لیس اصحاب البدع والہویٰ

قطعہ تاریخ لمولفہ

حسرتے چون گلشن بیخار نیست — تازہ و خرم بعالم گلگشتے
عمر تاریخ اتمامش سرود — عندلیب فکر خرم گلشنے
۱۲۵۰

تاریخ من نتائج افکار آبدار مومن خان

اس تذکرہ کا جو ترجمہ بھی بھایا — مومن کو خیال سال تاریخ آیا
مضمون کا ہجوم دیکھکر فرمایا — کیا گلشن بیخار پہ بادل چھایا

ایضاً

کیا تذکرہ شیفتہ نے لکھا — ہے شیفتہ جس کی جان معنی
یون نکتہ شناس ہین پہ ایسا — کوئی نہین قدردان معنی
افکار بلند سے بنایا — نہ چرخ پہ آسمان معنی
ہر فقرہ نثر جان مضمون — ہر شعر روان روان معنی
کیا بات ہے منتخب کی تیرے — اے منتخب جہان معنی
ہر لفظ انتخاب تیرا — خال رخ دلبران معنی
تیرے جو سخن سے ہے سرافراز — الفاظ کا پایہ شان معنی
معنے ہے کی ناطراز الفاظ — الفاظ ہین مدح خوان معنی
اے تازہ بہار باغ مضمون — اے گلشن بے خزان معنی
ہے تذکرہ یا ریاض فردوس — فردوس ہے یا جنان معنی
مومن نے جب اسمین دیر تک کی — سیر گل و ضیمران معنی

آیا ہے خیال سال اتمام — تھا وہ بھی تو باغبان معنی
غنچہ کی طرح سے سر فرو تھا — یکچند وہ ہمزبان معنی
جب نغمہ سرا نہ ہو سکا وہ — دستان زن داستان معنی
ہاتف نے کہا ہے اسکی تاریخ — گلدستۂ گلستان معنی

ایضاً

منتخبہاے شگفتہ دیدم — خاطر نکتہ دان طربہا یافت
ہر سخن از روے نکتہ دانیہا — سال تاریخ منتخبہا یافت
ہر کہ شمرد حرف اعدادش — نسخۂ دلکش ادیبہا یافت

قطعہ تاریخ از افکار شیخ غلام ضامن کرم تخلص

نواب ذوالقدر کہ از رفعت قدرش — با اینہمہ تعظیم فلک خاک مثال است
بنوشت چو از رنگ یکے تذکرہ گرشک — مانی رقمان را الف سینہ بفال است
ہر نکتہ سربستۂ او غنچۂ معنی است — ہر خط خط نسخ است کہ بر سلک لآل است
بوسیدم و بگشودم و دیدم سراپا — از معنی رنگین چمن خلد مثال است
انگشت کہ زد بر لب معنی بچنین سحر — دستش بسر صفحہ چو بر گوش دوال است
تا ہست گہربار رگ خامۂ دستش — در دیدہ گہر را بجہان نرخ سفال است
در اوج ثنائے رقمش پر چہ کشاید — شہباز فلک سیر قلم ریختہ بال است
در مدح صفائے سخنش آئنہ کردار — حیرت ہنر دیدۂ ارباب کمال است
در فیض معانیش نگر ہیچ طراز است — چون ابر گہربار قلم ارگ نال است
تا شہپر اندیشۂ او تیز روان است — در آب ندامت شنا باد شمال
عقلے کہ براہیم خضر راہ
سر کرد چنین نغمۂ خوش زمزمہ سال — بل فقرۂ از زیب دہ سحر ... سا است
ہر مصرع او سرو لب جوے گریبان

ایضاً

آنکہ مصنفے را بزیب آراستہ — تذکرہ بنوشت رنگین چون چمن

مصرع موزون او سرو مراد	نقطهٔ مشکین او مشک ختن
معنی او یوسف مصر جمال	لفظ او در چشم اعمی پیرهن
جدولش شربت از آب حیات	مرده را جان میدهد حرفش بتن
جدا فیض صفای نقطه اش	در صدف را از ثنایش در دهن
موج کوثر خطش از جان پروری	صفحه اش از تاب شمع انجمن
لیلی شعرش ز عشوه دلربا	ترک نثر او ز غمزه راهزن
حسن نظمش میکشد دلهای خلق	شام غربت بهتر از صبح وطن
طایر صیاد گردد [illegible]	گر کشاید دام از زلف سخن
بلبلان از دل بدیوانش فدا	جز و گیرش را قماش گلبدن
در ثنایش تا کرم درمانده است	گفت تاریخش طلسمات سخن

قطعهٔ تاریخ زادهٔ طبع نواب فخر الدین محمد خان المتخلص به خسرو

چون جناب شیفته گلچین دهر	گلشن بیخار را از خار رفت
بلبل طبع خسرو تاریخ او	نغمهای طوطیان هند گفت

تقریظی که جناب مومن خان برین سفینه بقلم گهربار آورده اند

مومن هوس مدیح خوانی دارم	بیتابم و جوش درفشانی دارم
از بهر نثار گوهر درج سخن	صد لعل ز کان نکته دانی دارم

طوطی را بلذت شکر معانی ذوق نوا از آب دردهان گردید از شیرین نوایی تا چه است و بلبل را بهار رنگین بیانی گلشن پرواز گل تا آشیان رسانید ترک غزل سرائی و شوار سرودهی بیاد مستی داده اند گریه مستانه سر میدهد و آیینه مقابل ساده روئی نهاده به نقش جوهر صفا منت بر جان خود فروشی می حسن شعله عذاری بزم افروز است چه تاب که نگاه گرم پردهٔ چشم تماشا نسوزد و جمال شمع رخساری عالم سوز چه مجال که آتش شوق جگر سوز شمع شبستان ضمیر پروانه نیفروزد دم مسیحائی معجز نما گردیده زبان بیماری حسن

آفرین است و شاهدے بر بالین نیم جانے رسیده شور جبار اسباب این در فردوس
بروے مومن کشاده اند سپاس گویان چگونه در نیاید و کلید صنم خانه بدست برهمنے
افتاده چرا زبان بسید خوانی نکشاید شعله طور سوز پرتو فگن است کلیم ارنی سنج
را سرگرمی حمد ضرور آتش لهراسپ افروز زبانه زن کبری بشرر ریزی نغمه مجبور
از من بسر کوهکن رسیده صدائی تیشه بسنگ بیستون نتوان شناست و گلزار کشمیر
بصحن زندان واشنید زبان دیوانه بزنجیر نتوان بست داد و تحت اعلی مناجات
نیا فریندگی در دست و بار بد و در محفل خرد خاموش نشیند کجا سراسازنشاطی
آماده شد زمزمه مطرب جا دارد و بزم انبساطے ترتیب یافت پرده ساز شایستگی
نوا ها قلقل مینا سامعه نواز زندان گشت پیمانه چکند اگر نخندد و لوائے ارغنوان از چرخ
ناهید بالاتر گذشت پاس انفاس و نکش که پسندد صبائے هشیار تر طیب دماغها
نمود درودے فرستن می باید و نسیم بهار بتعطیر مشامها فرمود و عطاس حمد نوا اجب تر
مے نماید رباعیات

این غنچه که رنگ صد گلستان دارد
بشگفته دماغ باغ دلها شگفاند
هر زمزمه اصل طرب میریزد
این نغمه دلکشا زبان که سرود

دیگر

بوئے چو نسیم باغ رضوان دارد
لب بستن قاه قاه امکان دارد
هر نفس به آهنگ عجب میریزد
بیچو آهسته اهنشت زلب میریزد

چون ... سخنان را نوید که شگفته معنی نواز داد سخن شناسی داده و سخن شناسان را
ده که کار بداور داد گر نصفت سرشت افتاده نکته دانے جان بلب رسیده عمر
باره دریاب عیسی النفس معجز اساست و خارج آهنگی سر باآسمان کشیده
ده عالم یاز شتاب داده الحانی نغمه سرائے تیزی چون نقش تازه خاک
اد نارسائی مانند حرف غلط عزم سفر چین ابروے آهنگیران نقش سخن
یرد وش است و مردم چشم کج نظران در ماتم عیب بینی سیاه پوش
بان ناهید است جز مدح سرائے پیرا رش زبان نتواند کشاد و اگر تنجیم

خورشید بحرف دلفروزش انگشت نتواند نهاد رباعی

آن شیفته کز خرد گرامی باشد — سرخیل سخنوران نامی باشد
اکنون که حسد نماند الا بعدم — محمود ثنای دل نظامی باشد

نظمے که پسندیده شد و بستایه برگزیده برگزیده سخنیکه بنگاشت سنی کذلک
صفحه محو گشت و شعرکه در گذاشت چه هنگام هذیان برتر باسے نگرسشت ع زهی
انتخاب و زہے منتخب + به ترک فضول منظور نظر تارکان فضول است و بحسن قبول
قبول خاطر حسن قبول سخن چین است و سخن چین نیست خورده بین است و خورده بین
نے فہمای کلمش نامعلوم و اندازه فہمش نامفہوم مدرک را فہم ادراکش دشوار و ناطقه
بعجز وصفش اقرار آیه سخن سنجی در شانش نازل و حدیث همتائیش چون دین مشرکین
باطل سخنهاے دلپذیر لبریز جان بخش انی دلمعانی بے نظیر جهان معانی بدائره
غور تحقیقش کره آسمان جزو لایتجزی و بحضیض فکر رسائیش اوج طالع رسا نارسا و رخشنده
نثر دلپسندش عطارد از بنات النعش نفور و در برابر نظم بلندش نظم کرسی نشین ثریا منشور
بدرستی سطر کتابش سطر کهکشان خط ترسا و بموزونی اشعار بیجوابش از جواب حوصله شعری
فرسا رباعی

خورشید ز رشک رے تابانش سوخت — مه از حسد فروغ او جانش سوخت
دستور خمیر انجم افلاک سپند — بر نثر کتاب و نظم دیوانش سوخت

سعادت وطنش جهان آباد را سرمایه نازش گردانیده که کمال از نسبت صفاهانش
عارے ندارد و کلیم از نشو نمای همدان انکارے نقش جهان محو هر دیده انداز نگه
ظرف این شهر شده که الوند خاک راه هر خرابه بهار تعمیر لطافت بهر خاک سجده
سجده آدینه سجو و گذار است و آب رکنا باد از تب رشک نهر فیض اشکبار از التفاتیکه
بحال ریخته گویان فرموده و نیمه از اشعار ایشان فراهم نموده پارسی زبانان
پست هندی نژادی ناله ایجاد اند و تازه لسانان اردو ناکسی و بے اعتنائے
فریاد در رواج گفتگوے هندیان بان پایه رسید که آفت اعراب شاد و لف

درسے حرف نادر گردیده امروز که فصاحت محاورات تا کرم خود ستائیست لقب عبد الواسع دولی کوسے و صحرائے ترجیح خسرو بر نظامی عجب نیست و تفوق جامے لفظی بر جامی بے سبب نی شاگردی سودا سجل اعتبار حریر است و اخطل و اعشی جا نداده معجز طرازے میر شکن انتخابش چین در پیشانی ساده رویان انداخته و صفحه رخسار نوخطان را گرد تصویر مسطر ساخته از رسائی طبع تصنیفش تالیف و از دقت فکر تالیفش تصنیف هر چه از دیگران نویسد هم از دوانی که موجد مضامین بیگانه است و آفریننده تازه معانی

ندیدم چنین شاعری نکته سنج — که ریزد ز کلکش گهر گنج گنج
بدقت اگر موشگافی کند — ز موی میان شعر بافی کند
قلمران ملک سخن گستری — ز آوازه دارد جهان داوری
اگر شعر او مصرعی بسته است — ز شادی خوش ابروی برجسته است
طلاقت شکر خند تقریر او — عذوبت زبان بند تحریر او
شرف داد خود را بمیزان شعر — چه کرسی نشین ست از وشان شعر
حلاوت ده ذوق شوریدگان — پسندش پسند پسندیدگان
تر او اگر از لبش آفرین — دهد جان دران شعر روح الامین
ز نظم ثریا کند انتخاب — شود نقطه از کاستن آفتاب
بنطق گدائی چو جنید سرش — ز سلطان بروشاه بیند افسرش
اگر مصرع زلف پیچان شکست — ز فهم درستش نگیرد بدست
شد تا ز طبعش بنیاد بهار — شگفتن بهم گلهاست نے اعتبار
نگاری که در کف حنا بسته است — بمضمون رنگینش جهت بسته است
چو دارد ضمیرش ندارد صواب — افق خط لکن مطلع آفتاب
ز تحسین احسن معنی بناز — هزار آفرین بر چنین امتیاز

لی الله کتابی که از مکتوب ساده رویان دلرباتر است و از عتاب نامه سلسله

مویان تاب فرسا تر سوادش بسیاهی شب وصال مه رخان هلال ابرو ناخن می بندد و بیاض خطش بر سپیده صبح گلوی زهره جبینان خورشید رو میخندد و حسرت کشان دیدارش پیش نظر دارند و آرزومندان هم آغوشی یار در بر معنی معجز قرین جان به تن مرده دلان در دمیده و با لفاظ جان آفرین نسخهٔ انتخاب روح القدس گردیده هر صفحه اش از رنگینی مضمون صفحهٔ تصویر و هر ورق از شگفتگی معنی گلبرگ گلزار کشمیر بیقراری ایوب در فراقش ضرب المثل است و دیدهٔ یعقوب از فرط اشتیاقش احول و واعظ خوش گفتار بذکرش ذکر جنت و حور از محرمات شمرده و زاهد سالوس شعار بیادش خرد و ورا دبفراموشی سپرده چشمی که دیده دیده بیناست و گوشی که شنیده گوش شنوا به روشش کوشیدن مردود خرد مندان شدن است و طعنه تمنا شنیدن تیشه بپای خود زدن تحسینش بند اعتبار عقل محال اندیش است و تقریظش نفرین ادراک نسبت فطرت ناقص کمال خویش کسیکه مضمون کس میابش نفهمیده ناکس ست و فهمی که با درج معنیش نرسیده نارسا و حسن محمود است و قباحش مطرود ستایش همه انصاف است و کاوش بجهل اعتراف مهمل سخن چینی هرزه درائی ست و عیب بینی از نابینائی

رباعیات

از ناله ما که ملک غم نکند
رد کرده خالق و خلایق باشد
کوری که گرفت خورده به مهر منیر
گر کحل کشی همه جواهر دارست

نفرین کسان قدر فلک کم نکند
ابلیس اگر سجده بر آدم نکند
بگذار که چشم او ندارد تنویر
بینا نشوند دیده های تصویر

نسبت هنر بالیش مینازم و بدولت قدردانیش از سرمایه از مخاطب بی نیاز هنرور یکه سفته ام صد گوهر احسنت شادم کرده و بهر سخن که گفته ام هزار آفرین بر لب آورده از لذت شیرین بیانی تا بلب شکرین شهد پرداختن چه ذوق معانی است دیگرم خوی مشغله باهی دل از صحبت آتشین عذاران سر و ساختن چه دل گرمی آتش بیانی اتحاد هم بآن پایه که خودستائی اگر

سنت شعرا نداشتے زبان انصاف ترجمان بمدحتش کشودن نتوانستمے و اگر از بدگمانی
جاهلان بدظن آگاه نبودمی تملق از دیگران هم دام گرفته ستودمی لاجرم بشناسائی
نمی نگارم که هم نادانی نااهلان دارم عذر تقصیر از بے زبانی و معذرت
خموشی به اطناب هیچ خوانی فقره تفضیل را بستم کش ایجاز میکنم + یک حرف
مینویسم و صد ناز میکشم + چون اندر میان اختصار هم آنست که دعای دلپذیر قبول
فراموش نسازم اولی آنکه از خشوع و ضراعت بدرگاه خالق سخن آفرین تذکره را اثر نواز
در آسمان و زمین اندازم تا حرف جان نواز بر زبانها رود و نقش دلپسند و آوازه
اش بلند باد و تا معنی دلپسند مذکور شود کلامش ورد زبان باشد و ناموش بصیت
این ابیات مشهور جهان

ابیات

شیفته آن ساحر معجز بیان / کز دمش اعجاز فسون هنربان
دست او را در نگارش نکته بین / صد ید بیضا بود در آستین
گفت نظمش را ملک سحر حلال / لاف سحر سامری شد خاک مال
تازه هایش دلپسند شاعری / نے رگ گردن کشد شاعری
ناله عاشق چه آید در شمار / طبع او موزون تر است از قد یار
برگزیده بندی از اشعارها / حرف دلکش چیده از گفتارها
نکته از تعریف شاعر هم نوشت / دیگرے با این صفتها کم نوشت
بر بهار نظم رنگ تازه بست / نی سخن اوراق گل شیرازه بست
نغمهاے گلفشان تا بر کشید / تیغ رشک او سر بلبل برید
از پے تاریخ سال این کتاب / هر سخنور مصرعے کرده حساب
گفت مومن نکته پرداز اجل / انتخاب دلپسند بیدل
بسکه با یکتاییش افتاد کار / نیست از اعداد تاسے در شمار

تقریظ که حضرت مولانا محمد صدر الدین خان بهادر متخلص بآزرده برین تذکره

رقم فرموده اند تعالی الله جوشش معانی گزین که سلک غواصی نظر لالی شاداب
سخن از عمان اندیشه بر ساحل بیان میریزد و صد ابجوم مضامین رنگین که بی آبیاری
سحاب طبع نخلهای برومند انگار از سرابستان خاطر سر بر میزند دوشیزگان الفاظ
را از لطف کشاکش گیسو با دست فکرشی پرداست و ابکار معانی را تمنای بغل گیری
تنگدیر با طبع خویشتن آراسته خاطر از رنگینی معانی رشک نگارخانه چین ست و طبع
از شگفتگی مضامین غیرت فردوس برین فرد فرح بفحوای معانی حشر خوانده و نا خوانده
در آید ز در بیها نا هولی انداز ستایش و آهنگ توصیف نگارین مجموعه در سر دارم که
تا مشاطه تقدیر عروس رعنائی عالم را به پرند گوهر نگار ثوابت و سیر هفت سیارات
زیب و زینت داد شاهد زیبای هیچ تالیفی بدین حسن ترتیب از حجله غیب در فضای
شهود قدم ننهاده و تا نقش طراز قدرت صفحات صحیفه امکان را بتصویر چندین
نقش و نگار غریب تزئین داده نقشی دلنشین تر ازان بر لوحه ساده کاری
نیفتاده بها نا از جادو طرازی چمن آرائی این گلزار جاوید بهار است که از نظم هندی
و نثر فارسی صباحت و ملاحت بر روی هم ریخته و نمک را با قند پارسی آمیخته تا کلک
جواهر سلکش این گوهرهای معانی سفته تتمة الدهر چون تتمه عمان در نهانخانه غبار
کساد بازاری رو نهفته قلائد العقیان چون قلاده زرین در سلسله در ثمین از
هم گسسته و نخل و حرف سلافة العصر بر زبانها تلخ تر از مرارت حنظل گنجینه سرد
خزینه دولت شاهی در برابر فکرهای جزالتش چون خزینه عدن دو دفینه
معدن بقدر تر از درم ماهی تا آتش رنگینی شقایق عبارتش افروخته داله
داغستانی در خاک چه داغهای حسرت بدل نسوخته بنای سفینه مردار یدرا
بآب رسانده و آتشکده اوراحون داغ لاله بخاکستر نشانده سفینه صبا نیا لخطه خور
چار موجه گرداب آب انفعال است و بیاض کلیم تیره روزگار تر از سیه مشق
اطفال و چگونه چنین نباشد که فراهم آورده سرآمد سخنوران معنی گستر انتخاب
مجموعه کمال و هنر شاه بیت سفینه قابلیت و سعد ادبیت القصیده دیوان فضل

وکمال خداداد فاتحهٔ صحیفهٔ کامله دولت و اقبال بسملهٔ نسخهٔ جامع محاسن شیم و مکارم
خصال سواد خوان رموز و اسرار سواد و بیاض گزین فیض یافتگان مبدء فیاض
نسیم جانفزای گلشن سخن طرازی شمیم نافه کشای گلهای چمن نکته پردازی
والا فطرت بلند همت پاک نهاد نیکو روش قدسی نژاد صفوت نقش پاکیزه طینت
روشن ضمیر کامل فرهنگ عدیم النظیر فهیم جسیم ادراک مستقل نواب مصطفی خان بهادر
متخلص بشیفته است آلی منشور سخن طرازان را از نظم او پایه بلندیست و ریاحین
منشور نکته پردازان را از فرای او مایه ارجمندی آری تا گل را دسته نکنند
بر طاق کاشانه نگارینش ننهند و تا گوهر را در رشته نکشند بر ساعد بلورین و گردن
سیمین جاپیش ندهند نقد سخن را تنقید ذهن نقادش در کار است و از غور طبع
وقادش ناچار چه تا زر بمحک امتحان نرسد روی کامل عیاری نه بیند و طلای
ناب تا در بوته گداز نیاید بنقش سکه درست نه نشیند نقطهٔ انتخابش خال رخسار
عرایس اشعار وصیاد عنبر نسیش وسمهٔ ابروی شاهدان ابیات آبدار زبان
هندی بدولت اشعارش همخانهٔ خورشید خاوری و باتازی و دری زبان درازی
وبادری در پرده دری از سربلندی زبان هندی طناب خیمهٔ فلک هفتمین ریخته
و از سرکوی پایهٔ رفعت لسان ریخته کنگرهٔ ایوان چرخ برین از هم ریخته شعری که
بانتخابش نرسیده چون حرفیست مشکوک و بیتی که روی الفاظش ندیده هجو
طلای ست غیر مسکوک منت ظهوری و عرفی کو او را که نازش نکردند و گرنه
بآرزوی درج اشعار خود درین تذکرهٔ نوادرفن بآموختن زبان هندی سحر
جنبان و هجو که طفلان میشدند از غیرت نقطهٔ امتحان فلش خال رخسار عنبرین
مویان داغی ست در مشک خوابیده و گواهی لیقه اش سبزهٔ عذار نوخطان
را مانند سیل سیراب دود سودا و رسر بیچیده صفا خیزی صفحهٔ قرطاس آویخته بر سر
لوح پیشانی زهره جبینان شکسته و از درخشانی بیاض او گرد یتیمی بر روی مروارید
عمانی نشسته تیزی خامهٔ جادو کار سحر نگارش آب رفته تا بمژه سرمه سا

بر ده و مداد مشکین سوادش دود از نهاد و نما بروی عروسان نوشاد نژاد برآورده
تراشهٔ خامه اش هم بهای ریزه های عنبر و مشک تاتاری و گرد دامن نامه اش عبیر
پیراهن گلهای بهاری نقود ملاحت گفتارش نمک در دیدهٔ حاسدان انباشته
و آوازهٔ نکات خاطر نشینش سرمه بدهان حرف گیران گذاشته رنجیده که از قلم
سلاست رقمش ریخته آبروی چشمهٔ سلسبیل بر خاک ریخته کشنیدن اشعار رنگینش
پردهٔ گوش پرند بهای و بتذکار ابیات در نثارش زبان را خاصیت ابر نیسانی ماه نو
هر چند از شام نیلگون وسمه ابرو کشیده آمادر برابر نخل مصرع بلندا و سر سبز گردید
سفیده سحری هر چند از شفق گلگونه بر چهره مالیده آمادر جنب بیاض رنگینش بساط
سرخروئی بر روی خود نچیده صبح بیاض اشعار فصاحت آیات او در صباحت و صفا
بر روی روزگار صبح بناگوش بسته و شام سودات او در رونق بازار شام طره
عنبر فام شکسته در عهد جادو طرازی او سحر سامری بازیچهٔ طفلانه و در زبان معجزه
پردازی او فسون مسیحا افسانه چمن طبعی که چون قلم شاداب رقم با نشه برداشته
صد نقطه شناس برگهای نسخهٔ گلزار ارم گذاشته کوکب بخت شاعران هند از پرتو الفاظش
چون [illegible] فانوس روشن و خاک تیره زمین غزلهای هندی با بهاری
فکر بلندش فضای نزهت افزای گلشن سینه چیان شیدن دیوان اعجاز توامانش
محیط گوهر خیز معانی و خاطر از تصور خیالات الوانش لوح پر نقش و نگار نقوش
آسمانی نظارهٔ نثر رنگینش تار نظر عقد عقیق یمن و ورق گردانی سفینهٔ خورشید
و فینه اش انگشت صفحه گردان نخل وادی ایمن طبعی بدرر ریزی ابر نیسان
خاطری بعطر بیزی باد بهاران دل آئینهٔ گیتی نما سینهٔ خورشید نما خاطر دریای
زر افشان نور ضمیر تجلی کدهٔ طور اندیشه روشن تر از چهره اندیشه رسا فکر فلک
نورد عرش پیما نظر پاک تر از دیدهٔ چشم قدسیان خرد روح افزای روحانیان
فطرتش برای آب کوثر طینت از تقریر ازرده صاف تر بجهان که بلندی فطرت
سرعت فکر و قت نظر حدس بلند طبع مشکل پسند فکر دقیق اندیشه باریک صفائی

خاطر لطافت نگاه پاکیزگی نظر خاصه طراز نده این کارگاه بوقلمون است تازگی معانی طراوت الفاظ شیرینی ادا انداز رسا پرداز رنگین لطافت ترتیب رشاقت اسلوب سیاق کلام طرز تازه چاشنی عبارات ملاحت استعارات الفاظ آشنا معانی بیگانه از خصایص این مجموعه خیالات و مقامات گوناگون تا از جویبار قلم سیراب رقم معنی طرازان جادو فن زمین صفحه از سبزه خطوط و نقوش عبارت سبزه زار فردوس است تا مشتاقان گلستان معنی منظاره آب و رنگ این نسخه بهشت آئین آئین نگاه بر بندند

تقریظے که جناب مرزا اسد الله خان غالب به کلک گوهر سلک آورده اند

ساز از دم نائے است چو نی زمزمهٔ ما	اے با همه هیچ تو واے همه ما

پرکار کشایان از تنگ دانش دو داد که این گردنده کاخ فیروزه رنگ را اندازه گیر بوده اند و این فرو گسترده بساط عنبر فام را پایه شناس گزاردن حق خویشے آفرینش به پیشی آفرین سنجیده اند و بجاے آوردن نیایش آفریدگار به فرایش سپاس سرائینه مردمے را آرج و دیده دریه افروغ دران است که درین نگارستان نگرسته شود چشم به نیروے خامه نقشبند کشوده آید شیرینی [illegible] فلک هنوز بسے پیش رس غنچه پرورش آموزی ابر و با دست و تاثیر نگاپوی بتا تر و زے مهر و ماه و انتگاه منشاء نمود انیهمه آثار نظر فروز خوگرے باغبانست به نهال نشانی و آبیاری و پیوندگرے کوته اندیشان که جز به پیش پاے ننگرند گمان برند که کمند آگهی را فرا تر ازین فرود هشتے درس باز خیال را بالا تر ازین پایه دستی نیست بلکه چون از نورد این سررشته یک دو پیچ دخم دیگر در اوج گراے گشاده پذیرد خرد که نگردنده فرا زجاے از پژوهی و نشانه جوئیست فرا میرسد و درمیابد که گرایش اندیشه بوستان پیرائے به برومندی ذوق نخل و نوادر له بندے فیض آب و هوا همان دراز دستی حسب ظهور است که اقتضاے ذاتی حضرت نور است جل جلاله و عم نواله

نظم

اے بشناسائے تو قصد من ++	محرم تحیر دیر کهن +++

آنکه در گنج نهان باز کرد + سادہ شمار گهر راز کرد +
هم بسخن مایه خود را ستود + داد فرد نهید و خرد را ستود
هم بسخن داد ستا ساورے + هم بسخن کرد ستا ساگرے
گرچه درین گنج گهر بے عدد است + قفل در گنج هم از ابجد است
ابجدم آنانکه برین جاده اند + هم بسخن داد سخن داده اند ++
نیک بود خاطر منت گزین ++ هم ز سخن هم ز سخن آفرین +

ختم ابروے یوزش به خجستگی اقبال این بشارت به خویش میبالد که گوهرین پرند گردیدن نامه به یمن ثناے فضائل مجموعه ایست که هر دو نقش فرد فهرست متاع است که بهر آئین بندے فردوس بر عنوان داده اند و پروین نشان خرامیدن خامه بفیض مدح مجموعه فضائلے است که بر رم گلشن موج جنبش کلید لیست که هشت بهشت را بدان در گشاده اند یعنی نواب همایون آثار والاشان ذیشان فرخنده فرهنگ پسندیده گفتار آزاده داد گراے دانش اندوز و سخنگوے گرامی نهاد مبارک نفس دوست همپیشه و فاگوهر نواب مصطفی خان بهادر که گلبن خیالش فرشته بلبل است و چراغ فکرش پری پروانه نخستش سرخوشی را باده بخشش وافسردگی را زهر هلاهل نشتر بصفو تکده مهر دوست بال و به آشتی نگاه رشک دشمن نگاه پیشترا هم آوردن تذکرہ ریخته گویان قدسی انجمنے بر آراسته و از تار و پود فیض ازل و حیات ابد نو آئین بساطے بدان بزم در افگنده که رفتگان بدانسان پار پایندگان هم نفس اند و آیندگان به پهنائی آن پو و بار رفتگان هم نوا همشاهده ساز و برگ آراستگی این سواد اعظم مصر را از خوے خجالت نیلی دیگر در میان روان و به نظاره آب و تاب روشنائی این دبستان آذرکده پارس را از آتش غیرت [illegible] دیگر در نهاد و ایراد رشک ذوق بخشے هنجار این زمزمه و غیرت انداز رقم سنج این تذکره و حسد عیش تماشاے این هنگامه لرزه در اندام مدعیان بد انسان

نیفتاده که باربد را زخمه از سر انگشت بلکه زهره را نغمه از ساز و ساقی را جام از کف
بلکه عطارد را نقش از قلم و پرویز را اورنگ از ساتگین بلکه باده را نشه می از خویش
فرو ریزد و در مقام که سخن در ستایش بلندی و خرده خورده بزین دشوار پسندی
گرفت ناچار نشاید از بوی قدرت بلکه از افزونی رغبت قدری دم گرفته اند تا اندرین
درنگ آن نهفته دورباشهای اندیشه که هم در اندیشه دلخراش است په آشکار را
بر شمرده آید و انم که دیده ها آهو بین است و گروهی از نکته چینان در کمین یا هم گر
سرانید که فلانی در ستودن مبالغه از اندازه برده و گرنه اخد داد تر زبانی داده هی
هیچ سخن و انگاه گمان اغراق نه آخر به تبلیغ و علو بخشی از گفتار و نوعی از کلام
است لاجرم سخن را چندانکه ستایند سرمایه نطق هم از گنجینه اوست و از هر در که
بجلوه درآید هم در آئینه اوست چشم بد دور خمکده سخن را شرابی است پر زور که
زمین از آن به لائی و سپهر از آن بوی ایمخانان برقص آید که اگر کعبه را حجر الاسود
از دیوار و مشتری را عمامه از فرق فرو افتد شگفت نباید چون پدید آمد که سخن
معشوقه معنی نگاران ادا پرست است و انگیزه ذوقش در طینت اجزای گیتی
یمن از دست است با آنکه ناله سرائی بلبل در جوش بهاران و بال افشانی
پروانه در صفت چراغان دیده باشند اگر آشفته را بسر مستی گفتار نفس موج
خیز ترنم گردد تمکین پسند ... احیانا بیهمه دل از جای رود که برسوختگان
بگمان ساختگی چیستان زنشد و در موقف باز پرس دیوانه از هوشمند نشناسند
منم که مراد شادی این تحریر خامه پای فرو رفته بگنج دانست و جادارد و تا طقم
از خورمی این ذکر طوطی افتاده در شکرستان است درخوا باشد تکلف بر طرف
مجنون لیلای سخن را از سینه صافی به اندیشه مدعیان این یعنی غالب
ترک نژاد پهلو زبان و اگذارد رستی نگرز هم ایچ بیر ز پهلوان نخست آئین نکته پروری
را در سر آغاز این ستایش نامه باز نمود و بفرجام اندرین دلنواز پرده گه ساز
کرده آن ستوده سخن پیوند است هم خدا را سپاس گذارد و هم سخن را آفرین

گفت و هم نامه گرد آورد انشا خواند و هم خود را بخریداری یوسف نامور ساخت +

قطعه

غالب این رنگین کتاب گلشن بیخار نام ... از دلکش جناب تحریر تحقها الا بهار هست
گر کسے لب تشنهٔ تاریخ اتمامش بود ... جو بهائی آب هم در گلشن بیخار هست

عبارتے که مولوی امام بخش صهبائی تخلص بقلم آورده اند +

چشم تبسّم با بدامان چمن پیچیده نیست ... فکر رنگین تو بهائی حسرت گل چیده نیست
رفته ام از خود برنگ بوی گل در نو بهار ... هر رگ من جادهٔ راه فنا فهمیده نیست
ساده لوحی داشت چون آئینه رنگ جذبهٔ ... وا شده آغوش وصل اینجا بحیرت دیده نیست

چمن سامانیهاے رنگینی خیال دل تا دیده هزار گلشن بساط گلفروشیها چیده است وصفا کاریهاے پرواز تا مژگان باز کردن صد آئینه حیرت بصیقل کشیده چراغ افروزی پرواز رنگ در تاریک دار گریبان از راه پرسے شبستان معانی چاره ندارد و دماغ سوزی آتش نگاه فکر خیال پختن هاے وقت مضامین را از دیاے اندیشه خام برنمی آرد عمرهاست رخنه دیده در صحراے وحشی نژادگان معانی هرجاده اندیشه در واکرده است و مدتهاست تنگناے گریبان در جولانگاه افکار بر راه خوابیده چشم بسته سر در آورده نفس چون تار سبحه با صد گره نقد معانے نذر لب و دهان است و نگاه چون رشته مروارید بهزار لطافت خیال هدیه چشم حیران

سعی اندیشه ام از بسکه بود گرم عنان ... گر همه سینه نورست فضا میداند
همه افشان غبارے که ز شبنم دارد ... گل ز جولان غبار ره ما میداند

هیهات هیهات چشم بندے بصیرتهاے غفلت عنان صهباے را از جادهٔ عجز نارسائی باز گردانید و گرنه حلقه دیده اش از دست فرسودگی خیالات ناتوانی پیش اندیشه مژگان نقد امتیازی در دامان تخیل سے ندارد و جرأت انفاسش از حیرت فروشیهاے تصور نارسائی چون نگاه آئینه غور تامل را جز بر خیره تجویز توهم نمی نوازد و رنگ روش در پرواز بعرق ریزے انفعال تا کسے هوا را

ابطال مملو لی شد نواخته که صفحهٔ گل را احتیاج زرافشانی ممنون مذهب ابطال تو اند
کرد و ستے نیازی دیدهٔ حیرت گنجینه اش آنهمه در اشیار لفظ تحریر پرداخته که لستگی چشم
غنچه را در ضرورت کشاد مژگان محتاج گلاب افشانی پاسے شبنم باید شمرد

قطعه

از خود رمیم تا نفسی راست میکنیم — چون گرد مانده برق ز عزم درنگ ما
دیگر ز روسیاهی عصیان ما مپرس — گردیست شب فشانده ز دامان رنگ ما

بے تکلف سراپایش تمثالی است آئینه حضور بیخودی پرداخته و خیالے است از
پردهٔ مرآت حیرت بیرون تاخته عضو عضوش از موجهٔ نقش بوریا مهیای تن
بخانه زنجیر سپردن و بند بندش از پیچ و تاب اضطراب آماده پا در دامن نارسائے
افشردن شور محشر نمک و فغان نیم بسملش و دود جهنم سر از جیب کشیده جوش
یاربش هر مویش چشم ترکیبت چون جوشش محیط اشک جگر خون ریختن و همه
تن اخگر آتشی در خاکستر غبار نالے انگیختن گوهر وحشی قطرهٔ آب خجالتے از جبهه
کیفیت اعتبار چکیده و عرق سعے بجا ملش اشک ندامتے بهره تر دامنے و قار
دویده سهلترین امرش دل به تماشاے مژه دشنه گذار سپردن بهترین کارش
یک صحرا ناله قیامت از پیش بردن دود آهش میهماے عروج گردون از جهندگی
خدنگ ناله اش مرهون رسائی پاے مدارج بلندی اینجا نه زبان قال را در میدان
کلام یارائے برخود جنبیدن تا بتحریک جرأت ادائی خارج قانون ادب پرده کشاید
نه گوش فهم را از عالم قیل و مقال بسره شنیدن تا به فنون رغبت نوائے
از مقام حی بمزاج طبیعت موافق آید اگر همه قدم برداریم جاده تا آغوش غول هیچ
یاس کام پیش ندارد و اگر جمله پا بدامن گذاریم ایناشتن در کام شیراز جیب هیچ یاس جرأت
سر بر می آرد

نظم

ز خجلت شرم نرگس حیرانی خودیم — در شبنم اشک در پشیمانی خودیم
مانند سوسن است سراپاے وضع ما — باده زبان موقوف نادانی خودیم

شد در وقف و تسلیم پرده دارم	حیران ورد شد ده در ماسنے خودیم

چاره گریهاے دردبے استعدادی امروز موقوف بمعجز نمائیهاے زبان خامه ایست که آهنگ صریرش در پرده این مجموعه به نواخوانے لحن داؤدے هر لحمه زیر و بمی کوک دارد و ساز زبانش در محفل این تذکره غیر از نغمه سرزنشش سحبان بر نمی آرد مسائلے بوسیله توطن سینه اش از تردد راه غیب و شهود وارسته و مضامین بذریعه آشنائی زبانش دست بر روے سیر گریبان بسته آسے این ها نتیجه صحبت سرپنجه مسند آرائے محفل قدرت آشنائی چمن پیرائے بهارستان رنگین نواے اثر بخش سخنهاے درد مضمون ناله نواز صریر خامه شوق مرهون سرمه سائی دیده دوایر عبارات و سمه طراز گوشه ابروے مدات موج خیز بحر معانی آفرینی گهر پیر سحاب دقایق گزینی دقت پسند مضامین نهفته نقطه خال دلربایان کجکلاه و معنی پوشیده بیت ابروے خوش ادایان گفتگوے نگاه آهو چشمان از وقت طبع موشگافش همان برد دستش نگاه بارم آهو سرگرم وحشت آشنائی است تا ظهور شکسته ناموزونیش آنسوے جذبه شوقش نه برد و اشارات ابروے خوبان از باریک بینی نگاه تلاشش بحجاب در گوشه ابرو آماده عزلت پیرائی تا وقوع سقم او ضایع آن پرده ناموس اعتبارش نه در اعجاز خامه جادو نگارش دهان دوایر حروف را از نغمه تحسین فصاحت لبریز دارد و قدرش طرازی قلم صنعت پردازش زبان مدات الفاظ را به احسنت بلاغت میگمارد روز پیش تازگیهاے کلامش آب بر روے گوهر عرقیت از سرنگونیهاے شرمندے صفائی گل کرده و با طوفان جوشش رنگینیهاے سخنش رنگ در پے ک گلهاے خویشتن از افسردگیهاے وضع خجالت مرده عروج مدارج معانی تعبیر طبع بلندش تشریف حسن قبول مضامین انشاے عبارات دلپسندش از غیرت رنگینی طبعش یاقوت جگر خون آزمایان از رشک صفائی طینتش گوهر اشک بار تر از دیده غم آشنایان دلشکستگیهاے حسرت عبارتش از رگ ما مور ساغر

چینی گل انداختہ آتش افروزی غیرت برجستگیہاے مصرعش برق را در
بوتہ انفعال گداختہ نظم و رنگ آمیزی طرح معانی + کند طراحی ارژنگ مانے
نواکت خانۂ طبعش گہر خیز + سحاب خامۂ فکرش گہر ریز + ز طبعش بسکہ خجلت
می برد گل + شاید از عرق یک ساغری مل + و معجز کارے کلکش بہ تحریر + معانے
سنے حروف آید بہ تقریر + شاید نقش در صفحۂ رد + بیان سے معنے از ہر بیت ابرو +
بلندی سایۂ طبع رسایش + رسائی دست پرورد ادایش + بردارد و اگر فیضے
از کمالش + برآرد بدر در ہر مہ ہلالش + اشارت دیدہ بر ابروش دوزد +
کہ رمزے شمع تعلیمش فروزد + دود ہمش بجولان گاہ افکار + برد سبے نقطۂ
موہوم اسرار شہسوار عرصہ خوش عنان تازی سرابر دقیق غواص محیط نشین
گوہرتاں ہاے عمیق قیمت شناس بیش بہا جواہر اسرار غیب نشان بابت ذخیرہ
گنجینہ ہاے نہانخانہ جیب رنگ افروز چہرہ معنے ہاے سیراب چشم آب دہ نظارہ
گوہرہاے شاداب گدار طبع حیا پرداز آئینہ صفا خیال پردۂ قدرت آثارے ابداع
بدایع سخن صیقل آئینہ صورت نماے تمثال معانی روشن تر جرعہ کش حریف
بادہ خونابہ آشامی بزم کمال دلکشا نغمہ ساز بلند آہنگے محفل دولت واقبال
خورشید گردون سیر عروج دولت مدارے جہان تسخیر والا پایگی معارج گردون
اقتدارے تمکین زیب وسادہ آہنگ تفاخر فلاک آستان نواب مصطفی خان بہادر
است کہ خاک عتبہ گردون رتبہ اش صندل صداع نخوت فرسودے دماغ
گردون بلندان و گرد جولانگاہ سمندش عبیر بیز لباس خود نمائیہاے نخوت
پسندان تعالی اللہ مجموعہ کہ بصفاے آئینہ تنجات جوہر سوادش بے منت
کشایش اوراق با دیدہ دوچار است و از شوخی برجستگیہای نکات الفاظ و
حسن روش بے سعی دانشہ مقوے منظر افروز دیدہ انتظار سود انجعول شہرت
طفیلے گیاہ مزار ثانی ست صد قصیدہ سنگر معنفش زیب بیان و میرقے را
بہ تحصیل آوازہ انصافے لوح مرقد جلد کتابے متضمن عبارات سپاس آراے

نگارندهٔ این نسخهٔ فصاحت بیان اگر روان گذشتگان در دستداد نقود اقتباس محتاج
اعانت گردیده از مقتضیات عالم اسباب است که جلوهٔ اثر بے پرده استعداد
موثر مشاهده گردیدن ناچار نیست و خود نمائی حسن آن پیکر تمثال همین آئینهٔ فهمیدن
سنے اختیارے اثر بخشیهائے صحبت آب گریه ممکن نیست تا گریبان را موجه گرد بے
دانه نماید و بفیض دیده تر دور است آستین پرده از روے خیال خطے نه کشاید سعی
تردد هائے گریبان سر هر گاه در درس نگاه تتبع حالات بفهم غوامض این اسرار
پیچیده سعی هائے در ایضاح شرح آرمیده است و همت هائے سعی تامل تا در فکر وصول
سر منزل این تحقیق افتد جاده ها در زیر قدم غوا پید و سر رشتهٔ اوضاع خلائق دست
فرسودهٔ هجوم جنون اطوارے هائے این هوس است و کل اوقات این سرور
هوایان رنگینی در بارهٔ اثر پرورهائے همین دسترس در هر صورت زبان صهبائے
و بے دستگاه در عرض تماشاگرے پرند این صفحات سر برمی آرد نقش بندی حسن
قبول غیر از کارنامهٔ انصاف پرورے ها نمی آراید و گردش پیمانه نگاه جز محیط
دستگاهی عالم مروت نمی پیماید لخت دل در سایهٔ این گلها مصروف تماشا باید ساختن
و مروستکے در سر گرمے تماشائے این بهار هتوان کرد اختلق الحاصل سرگرمے نظاره
شوق صد رنگ محویت نگاه تماشا میخواهد تا دریابند که حاشیه بساط حضورش بکدام
وضع تمهیدات جوشیده است و از جوشهائے سعی هوس یک طوفان نقش
تلاطم عرق مے نگارد تا واضح گردد که محیط تعارف آن محفل بمد و جزر کدام
کیفیت خروشیده طوفان جوشے محیط الطاف آسیب لطمهٔ امواج تغافل بنیاد
کرشنگ طرفے جناب همتا هر گاه بفراخے حوصلهٔ دریا دستگاهان بر میخورد خشک
دماغے اندیشه ساحل طبیعتی خاک کدام او بار بر فرق بغض و حسد سے نمی بیزد در
حال سلسلهٔ اعتقاد الهیهائے نفاق هر چند سر رشتهٔ هموارئ راه مستقیم
از خود وا نماید در نظر حقیقت پسندان ناهنجارے تاب زنار پیش نمے آید
گل کردن بهار اخلاق نقد تبسمے در گره نمی بندد که تکلف اوضاع شگفتگی نفاق

بہ پریشانی انداز بو قلمونیہا نہ خندد در بیصورت نفس سوزیہا تلاش بکدام جنون جولانے
گزاف کردار عرصہ بے معرفتیہا انگیزد و بیصرفہ دو یہا تردد بکدام کورچشمیہاے
جہل خاک ادبار بر فرق بے اعتباری ریزد ابا بی بصریتہاے ارباب نظر را چہ چارہ
کہ در جہل آباد نگاہ بے امتیاز شان گرد از سرمہ باز شناختن از غلبہ عیب کور نیست
و نیک از بد و شناختن از بصیرت دوری

در ہجوم بے تمیزے ہر قدر رو اگر دشم	در کنار آئینہ را حیرت پرستے سنگ بود
حیرت از بس پردہ پوش دیدہ بیدار گشت	صورت آئینہ با صد جلوہ ہم نیرنگ بود
رمز عجز و دستگاہی ذرہ ہا باید شگاف	تا بہ بینی جلوہ گاہ مہر چندین تنگ بود
جلوہ شوخی داشت اما در تماشاگاہ عجز	تا نظر بالد در و دیوار محو رنگ بود
کعبہ پیش پا ست اما سعی شوق نارسا	نیم گامی میزدود اما ندہ فرسنگ بود

عبارتے کہ یگانہ زمان عبداللہ خان متخلص بعلوی زینت افزاے این اوراق کردہ اند

عرق پرورد خجلت جز گداز دل نمیداند	نم بے اختیاری بجز از ساحل نمیداند
بہ رنگ شمع سوز آشنائی عالم کثرت	[illegible] روزور محفل و جز رفتن از محفل نمیداند
[illegible] کے گل بر خار و بر گلچین کند رنگین	ز خود وارفتہ فرصے [illegible] نمیداند
بہر رنگی کہ پیش آید سجودی میتوان بردن	جنون محو ادبہا لیلی از محمل نمیداند
چو نقش پا بہر جاے کہ افتد بستری دارد	اسیر ناتوانی جادہ از منزل نمیداند

فہم معنی یکتائے وضع اوبی سے ترا ستد کہ ہر جا نشستہ نورے قامت تجلی آرا
اگر ہمہ شعلہ آتش است چون شمع باداے سجود ایجاد ہزار سر باید نمود تا
طرز غلط اندازیہاے جلوہ بر ہر ذرہ ے فہم عشق تخشد و علم حقیقتہا یکرنگی
تکلیف پایہ شناسی میفرماید کہ ہر نگاہ تحریک بادی دوری تجمیدن دہد اگر جلہ
ابروے بت است مانند شعلہ پستی بوضع تسلیم دوتا باید ساخت تا رموز دانی
ایوان محبت بہ بہتان جاہلیت نہ پیوندد و گرنہ پیکر ضعیفے کہ تا مژگان بہم نہ در رشتہ
اجزاے ہستیش مانند نگاہ از ہم گسستہ است و تا نفس بر شد غبار وجودش

بر دامن رنگ پرید نشسته با این بی آبروئے هر گاه گامی در راه تحقیق گشاید
شکستگیهاے نفس بیدخارهاے حسرت نذر پهلوے دلش نماید تا ماهی وار سخنی
بخود تواند جنبید و با این بے پر وبالے دمیکه بهوالی بام توحید آهنگ اهتزاز نماید
حرکت مذبوحے پرواز چه سیلیهاے ادب برروے احوالش زنند تا سری بزیر بال
تواند دزدید عارف لذت سوختگی فهمیده اند که سعی سپند تا کجا میرسد و واقف چاشنی
گداز می فهمند که کام شمع بچه سے انجامد

گوش برا سر در نقاب دیده می باید نهفت   در غبار سرمه پیچیده است این آهنگ‌ها
گل کند در کوچهٔ ما عالم صبح و شفق   حیرت دل بسکه در پرواز دارد رنگ‌ها

گشته حسن نیرنگی را رشته دعوی خونداری کشید گردن دو عالم است دیت از که خواهد
دست شهید جلوه وحدت را برات خونی از شفق تا آفتاب بر کف دست است قصاص
از که جوید

قطعه

اے آنکه صرف حمد تو در نفی ما سوا ست   یک صبحدم بسجده خود هم توان خمید
فهمیده نیست رمز بر سازے خدا   پیے بسوے غیر خودی کم توان خمید

کیفیت شهود حقیقت از دل تا دیده هزار خم بهوسے پیچیده است کجا فرصت ادراک
که یک دم ساغر از لب باز داشته گوشے بحرف بیگانه هوش برگمارد و کو رخصت
انتباهی تا سر از گرد بالش مدہوشی بر داشته گامی براه تماشا برد از اینجا تا نگاه بجانه
چشم رسد شوخی خیال مانند سایه هزار جا قدم پس نهاده است و از اینجا تا دروازه
دل گوید جلوه چون طفل بدخو صد بار از کنار فکر افتاده

قطعه

صد جلوه رفت و دیده همان وقف انتظار   یارب حریف آئینه جوش بهار کیست
عمریست سر زغرفه برون نا ورد نگاه   اے دیده حیرت تو چنین پرده دار کیست

ویکتبی که تامل حیرت سبق نارسائیهای فکر است ذکر گریبان حرفی است

گلوگیر و در گلشنے که تحیل غنچه نشسته تا تو اینهاے ادراک است سخن سازے صوتے است از بلبل تصویر اگر علم این است که میداشیم جنون جولانهاے اندیشه نشر هزار داد بالیده تر داگر فهم این است که می فهمیم گریبان دریهاے شوق نظم صد آستین بالیده تر

قطعه

همچو آن مستی که خود را وانماید هوشیار | گفتگوها صرفهٔ غفلت نگاهیهاے ماست
ور نه در بزمے که سازش چشم حیرانست و بس | می شد سرمه را با صوت مطرب کارهاست

قطره خونی از خراش جگر تقریر چکید آشفته بیانان سر خرونی سرمایه سخن فهمی رسانیدن و آب سیاهی از سوراخ دیدهٔ تحریر پدر دوید کور سوادان سوادا کرده دوکان مداد فروشی در چیدن نوسبقان مباحث نقطه و خط به تلنگ دایره می بازند کودک وار سرخوش کار فرمائی ها رغفلت که کاسه به تلنگ دایره میکنیم در داستان مطارحات حرف و التسام لپسر عالم آب میتازند حباب وار از جا رفته پا بر جاے همت که آبی بر روے کار خود می آئیم اینجا حکمت اشراقی چراغے است پیش از سحر مرده و فطرت مشائی نقش قدمی بسته براه سپرده

آنکه وا فسردگی راز توبوے کشید | غنچه شد مضمون و بیچاره تامل داشت
ناله از داغ اثر خون شد و پیچید بجوشش | سیمی سودا زده بر فرق زد و گل داشت
تا رسم آن سادگی شوق که از کار رخون | چمنش دیده فریبست تغافل دانست

سیر آهنگی شوق ناله هر گاه در عشرت آباد از خود رفتگی خراشی بگوش آگهی میرساند و تیره دامنی ها حسرت دیدار در زمین سر د سیر افسردگی نرگس وار هزار چشم نظاره می شگفاند خیالی از پرده اصطفا چون خواب در دیده می نشانیم و جمیع ستے جدا ینهاے توصیف اشک دار افشان پرو در میانیم که این شمع فانوس افروز بهمان شعله عالم سوز است که از کتاب آگهی جز شاکستری بر باد رفته نمی پسندد و این پیکر آئینه نقاب جهان گو هر پیکرے لفر بیدا است که جز گرد و سے کشی بر پاے غواص نے بندد

قطعه

غایت انشاها خاموشی خواب است و بس — ای نفس بیحاصلی چون غنچه بر خود تنگ باش
طوطی ما گفتگوی عکس را نفهمیده است — کو فضای خاطر آئینه صرف رنگ باش
وای نادانی که انفاس بغارت میبرند — از پی ضبط نفسها چون شرر در سنگ باش
بر سر راه فنا از بهر شتی غافلان — ناله گر آرزو داری صدای ننگ باش

والعیاذ نگاه دیده حیرانی واماندگی غبار ناتوانی الانفعال ناله بی اثر چکیده کباب جگر وارسته رنگ و بوی استراحت عکس میرسید مزاج که بهشتگیهای مقالش اخگریست پیراهن سوز داغ سفینه و سوختگیهای خیالش شعله ایست چراغ افروز فتیله داغ سینه بمساحت فرصت اگر از قید ناتوانی بر آمده چون جرس نفسی گرم بتکلف میکشد بنیاد هزار آبله گلدست و بمساعدت بیخودی تا از کشاکش تپیدن وارسته مانند شبنم زنگی بپرواز میرسد عرق خجالت بر روی صبحی چندان آواز معدومیش نساخته آئینه بسان نفس در پی بر روی نالشش هم تواند گشود تا کسی آنقدر بجا نشسته بر دو حشمش بپرورده که سفر از خود در فلتش مانند برق هر رگ بدن تواند بود وجود نقصان چون زیادت ماه در طبیعت کمالش مسلم و شهود کمی از انداز فطرتش مانند کاستن بر افزونی شبنم بسیار دلخراشیهای حوادث مانند چشم بهر گوشه بساط سر بالین گرد نشسته چون مژگان صد خنجر الماس بر پهلو خوابیده است و خفته سختگیریهای نوائب چون زبان بهر پهلوی که غلطیده دندان وار هزار خشت بزیر سر چیده طایر رنگش از تاب تاب پائی قفس بال افشان انداز پریدن و دشتی
بالش بسان بال رنگ سر در رشته آهنگ رسیدن

قطعه

شبنم گل کی حریف نظر گیرا هم شود — اشک شمع سوختنها میکند ایجاد من
عشق صد سالش بجنون کوهکن پروردهاست — نشتری کش در رگ خارا زند فصاد من

کندن جان دیگر است و کندن خارا دگر | تیشه می نازد بشیرین کاری فرهاد من
بر دل فتراک هم اکنون گرانی میکنم | تا چه خواهد کرد با من غفلت صیاد من

هرچند ادیب ضوابط خموشی چون طفل غنچه زبانش نداده و معلم قواعد هیچمدانی
مانند سوسن ابجدی بر زبانش ننهاده اما با این همه وارفتگیهای بی زبانی
شوق سخن پردازی ازان سوی صحرای بیخودی بلد معموره هوش گردیده
گاهی بعرض صفای عبارات چراغی در راه فکری هند که لی در گلشن تقریرات
با همه قوه لشو نما حرف طوطی سبز نگردیده نفس را اینقدر تعلیم حیرت آهنگی چراست
و می سرکوچه آیینه سازان توان کشید و ساعتی بگل کردن رنگ معنی شاخ
بهار می توان شد کلی شد ترانه قالب پرده بلبل دریده ناطقه را در مقام تحریت
گرا شتن خطاست نفسی بسیر چراغان باید خرامید اگر عذر ناتوانی نمی بفرصت
رسانیده بعصای استقامت نثر باید برخاست و اگر خجلت عریانی مکلف عزلت
گردیده سری بدلالی نظم وزدیدن چه بیجاست بیجز اگر طراز اعتباری بر قماش
خوابیت می بندید نساج قضا رخت سستیت جز در کارگاه عمل بافی نمی کشید و اگر برگ
گوریت رنگ قبول ریختنی میر تحیت چمن سازا ایجاد آب طینت را بغیر از خاک شمستان
نمی آمیخت رنگ شیرازی نه بسته تا وضع تمادی سستیان سیه بخت توانند گشت
و لباس سحری نه آراسته تا نقش کشیدن بخیه گریبان نسبت توانند گشت

بشمع سخن خاصه آدمی است | طوطی اگر نیستی آیینه چیست
فضل تو نطق است دگر نه خری | ریشتنش را نبود منکری

آدمی از هرچه بعالم نکوست + جان جهان است و سخن جان اوست + آدمی و باز نداند
زبان گر دو زبان نیست تو دارش بدان + سحر حلال است سخن هوشدار + با درستی نیست گوشه
سپیدلی خیره بر دو دل طلب + دل ز خود و سحر ز بابل طلب + زهر تو لی ساحری آغاز کن
دیده باروت بخود باز کن + طبع تو مریم صفت و منکران + بسته بهتان کمانش زبان
تا همه بکف گرد برآورد نفس + عصمت مریم ز سخندان و بس + لاجرم بحکم المامور معذور

نگاه گاه جنون تازیهای اندیشه سبک جولان هم دوش صدای زنجیر از در زندان گرانجانی بر آمده سری بصحرای خیال میکشد و انجا ملاحظه بیابان مرگی معنی ناکرده مضمون اگرچه صورت غول است دیوانه از خود بیگانه بگمان او از آشنا کورانه در پیش می شتابد معانی اگر جمله شاخ غزال است بی خبر ز وادی سخن در سر قصد گل چیدن نفس را سوخته راه تلاش معنی یابد از انجا که برلیست و بلند عالم خیال دار سیدن از مقتضیات هرزه گردیهای اندیشه تماشاست نگاه تامل خرام اروند بجلوه سنجی برخورد که رنگینی معانی را در سواد عبارتش رنگ صد چمن بهار ریختن است و بمطالعه مجموعه وارسید که طراوت مضامین را در سبزه زار حروفش بنیاد هزار کوثر و تسنیم انگیختن اشعار آبدارش سنبلستان تر انگنی بجلوه ظهور در آورده که نگاه را تا نقیصه صور از سایه اش برخاستن خواب فراموش است و ابیات بلند پایه اش قصر رفعتی بعرصه وقوع رسانیده که بالا دویهای خیال را از عرفات عشق نیش بپایین رسیدن دلیل رفعت هوش ترکیب وجود متانت از عناصر رباعیات و هر قطع غزال شوخی در قوافی غزلیات لهجه هندی با هنگ پرده درسی عراقیان زبان کشاده و زبان پارسی سخن در دهان صد ساتیان نهاده از روشنی خطوط هر سطرش داغ فردوس سینه شاخ شجره طور وار ابانی صفحات هر نقطه روشن خیال رخساره حور ... از صحبت حلقه زلف دامن چیده و مدات از ... پدید آورده معنی رسا ... بلند خرامیدن هم عنان نثار صهبا رسیدن و الفاظ رنگین مضمون دربا ... همسر بزان ته گلگون در صحبت ساغر کشیدن

نظم

ز لفظش رنگ معنی جلوه داده	چو از سیر دلی بینا رنگ داده
نمی یک گلستان شوخی گل	تفضه در هجوم رنگ سنبل
نشسته باد و صد سیلی غنچه در دالانی	زلیلی در دل مجنون خیالی
خطش بسر جلای چشم ناظر	فرو شد سر مهدان ها الادوایی
چو چشم دلبری کار جباد +	نواها در طلسم سرمه داد +

زلف رنگینش نگه در گوشش کرده	دو صد مخمخانه نذر هوشش کرده
سواد وحشش رنگ دود آتشش طور	مداد وحشش از سواد دیدهٔ حور ++
چمن پیرایه رنگ حسن تقریر	جنون سرمایه سوزشهای تحریر

نخچی اندیشه تعمق پیشه استقامت نگاه فکر را ازبان جواب انگشت حیرتی گردانید که این انگاره بسیار سنبل وریحان بوفروشش تر دستیهای کمال چمن فطرتی است که رنگینی جلوه آتش را پرده‌های دیده تماشائی ناز صد رنگ بوقلمونی است واین دیباوار رنگ نگار صورت ثانی خیال با فهار طبیعت کدام مانی طینتی است که لطافت نگارش را در کارگاه نازک تماشی حسن بابرد دوشش لیلی صفتان سحر زیبائی هزار مجنونی اخرناخن وقت تلاشش لشگافتن گره این معما کوشید ونقب کاوش تفتیش بگنجینه اسم والاگوهرے رسید که دامن افشانی گرسے همت دریانوالش دود از آتش یاقوت برآورده وریزش دست عطا پرست نیسان کمالش نهال آرزوها در آب گوهر پرورده با وبها دریا باستفاده حل وعقد وقت فکر کاوش اندیشه آتشش رنگ صد گنجینه وگل ریختن دامن نیسان را از شیر رست طبیعت گوهر ریزش سرمایه ابر ونجاک آمیختن درشکم دادرسی‌های رلے صادق آرایش صبح دست‌نمند گوار طلائی آفتاب چون بهای شمع آورده ودر مدرسه تعلیم والا فطرتهای دانشش زیبایش دیده نرگس سواد مطالعه حکمت العین روشن کرده به نازک نمائیهای اندیشه صبا نقش رنگ یعنی چون عکس از آئینه نمودار دیا بیاری طراوت بیانش صفحه کاغذ سرمشق تازگیهای بهاریوی گل محل نزاکتهای خیالش کشیده وصورت بلبل در جلو فصاحت لهجه اش دو دیده عبارات بر پشت خوابیده سایه خامه طوطی نژاد و معانی نیاز خرامیده سنبلستان عبارات مینه سواد کیوان دست خوش فکر گردون کمند وآسمان باز خمیده فطرت بلند همت فلک همتالی گوهر صدف دریانوالی عروج نشار کمال اوج کوکب اجلال شان حشمت و افتخار چرخ گردون جناب هلال رکاب نواب مصطفی خان بهادر لطف آنکه آب خنجرش در مرغزار کارزار رگ گل بر دیا غنچه رخشان سوسن از شاخ کمان + دانه زنجیر دام آب تیغش روزے کند + جان خصمش گر لقمه تن

درآید دجهان ... هرچند یوسف ثانی ... ذاتی از چهره سرایی حسناتستان سرحلقه عزیز نسبتان مصر معنی آفرینی نگشود که تند دید ... حشم منتظر معامله تیغ در ترجیح روند ... و گرم نگاهها سے ذوق را پرده ها سے دید ... و شیوه درمیان نباشد اما کوتاهی زبان فرصت فی بل قصور بیت طاقت ادب ... است که ... حیرت انجام باده جوشی آن خیال اگر همه آئینه معنی آراسته و ... نقش ... غافل مباش تا بعیب کدورت واماندگی عکس دار کالای ... در جام هرزه تازی آرزو و اگر جلد قدم از یاد گرفته با غولی وضع بیهوده نالی ... تا ... هم رنگ ... با پرا فکر میگذاری وگوشی برگمار که بمقصود رسیده قدم بنوک خنجری سپاری ... ننا بیتی طوفان جرات تفصیل اگر همه دست و باکشاده آشنائی است از ... زیاده سری کشف دارد سمر در نقاب نقطه ... دیده است و طاقت اجمال اگر ... ضابطه شناس غواصی است از دغدغه طعن کوتاه دستی ... خاشاک ...

اے گرد تو هم شوکت دریاچه سیدانے
دیده برنگ معنی برسواد لفظ مے پیچے
ملامت اختلال آباد بوئے سیر وانگوزه
این سر در هوائی بر دل دامن گرانے کن

اسیر عذر تنگی وسعت صحرا چه میدانے
خیال بنگ در سر فشار صهبا چه میدانے
شمیم مشک بوئے عنبر سارا چه میدانے
کف خاکی تو اوج عالم بالا چه میدانے

تو در آئینه محو و آئینه محو تماشایت
غلط اندازی آن حسن بی پروا چه میدانی

الطلع

گرا سپاس سنجیدن و ترانه نعت والاے حدیقه پیرا ے بوستان جهان ن و مکان سرائیدن از طلاقت زبان الکن دور تر ناحصور و انسته سگرایم و بیجا محتی گیران مذاق شعر و سخن نوید ... سامع گستر تذکره یادگار

شعرای ریخته گویان هندوستان مر این بوستان همیشه بهار شعرای سلف را از وی بهین یادگار
تذکره گلشن بیخار که خدمت مؤلف آن رادمانی که دار العلم و سلطنت دهلی با اجتماع شعرای
نازک اندیشه سحربیان و فضلای بلاغت پیشه سحبان زبان رشک آوران صاحبقران
بود و هرکه چون شمس پر نور تذکره سخن وجاد و طراز بها محمود شیراز و اصفهان بینمود
بزبان فارسی شیرین و جواهر زواهر نگین که تا هنوز راست بی شائبه بهره مکین باشد فراهم
آورده در ان عهد بار اول در مطبع الطباع فرمود چون این حدیقه دل آویز عشرت انگیز
بغبار نکوئی از خس و خاشاک پاک بود یکسره در قلوب مشتاقان جا گرفت دلفراوان
تحسین سوای از حرفش بنظر سواد بصر بدیده نشنید و شوق مشتاقان از حد درگذشت
بیاعتی نبود که نقش تشویق از چار سو بر دل رافت منزل عالی همم فیض مجسم مالک مطبع می نشست
چون نوبت تشویق بدین مرتبه رسید جناب معلی القاب معدن کرم و منوال قدر افزای کمال و جوهر
بخش [illegible] روزگار منشی نول کشور سی آئی ای مهتمم مطبع اوده اخبار بود تحسین یکتا نسخه
پاره پاره [illegible] که از جا جا وقف کرم و نکس واز فرط پریشانی شیرازه اوراق گسسته نفس بود
بهیئت آورده و طبع کرده نذر شائقین کرد اکنون بحکم بهین میوه باغ اخلاق
رئیس صاحب الله دو الدر بابو پراگ نرائن رای بهادر بار دوم
در ماه اگست سنه ۱۹۱۰ع مطابق ماه شعبان المعظم
سنه ۱۳۲۸ھ غازه تازه بر رخسار این
شاهد رعنا آورده مطبوع
عام شد

نام کتاب	قیمت
پات صنعت - عجیب صنعت -	۶/۹ پیسہ
ان شاہ تراب - کلام مشہور عارف	
ند کاکوروی -	۱۱/۳ پیسہ
ت نظیر - اکبرآبادی	۶/۶ پیسہ
فی نظیر - یعنی سوانح عمری میاں نظیر	
نظیر اکبرآبادی کے حالات و خیالات	
گریزی اصول تذکرہ نویسی پر تفصیلاً بحث	
ی - مولفہ مولوی سید محمد عبدالغفور	
شہباز پروفیسر اورنگ آباد کالج -	[illegible]
ت واسطی - از سید فضل رسول خان	
از سندیلہ -	۱۵/
ن وقار - مصنفہ راجہ کشن کمار صاحب	
س وقار رئیس مشہور بلاری ضلع مرادآباد	۱۰/
ستان اشعار - مصنفہ راجہ کشن کمار	
صاحب متخلص بہ وقار	۳/
ت نظیر اکبرآبادی - مصنفہ و مرتبہ	
سید عبدالغفور صاحب شہباز -	عا پیسہ
ت صفدر - از مولوی صفدر علی خاں صاحب	عہ پیسہ
ت وہبی - کلام منظور کامل منشی شیو پرشاد	
قسم کاغذ	
(۱) کاغذ سفید چکنا	۹/
(۲) کاغذ سفید رسمی	۷/

نام کتاب	قیمت
دیوان عاقل - از مشہور خان غافل -	۴/
دیوان ذوق - دہلوی استاد معروف	۲/۳ پیسہ
دیوان فدا - جلد ثانی -	۷/
انتخاب داغ - مولفہ جناب داغ دہلوی مرحوم	۸/
گلزار داغ "	۸/
آفتاب داغ "	۱۲/
فریاد داغ	۴/ پیسہ
دیوان زند - مشہور از نواب محمد خان زند	[illegible]
دیوان غالب - از مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی	[illegible]
دیوان مرغوب جہاں کلام سید تجمل حسین [illegible]	۸/
دیوان امیر موسوم بہ مرآۃ الغیب از امیر احمد مینائی مرحوم	۱۱/
دیوان خواجہ میر درد - دہلوی استاد مشہور	۲/
دیوان بہار عرب - کلام مولوی محمد نذیر متخلص بہ حافظ -	۱/۹ پیسہ
بہارستان سخن - ناسخ و آتش و آبادی استادوں کا کلام ہموزن و ہم ردیف مولفہ مولوی مہدی حسن خان -	[illegible]
دیوان لطف - از حافظ لطف علی خان بریلوی	۲/
دیوان نیاز - کلام حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی	۲/
شرح یوسفی دیوان حافظ -	۴/

نام کتاب	قیمت
دیوان نعت سروری - از مفتی غلام سرور لاہوری -	۴ر۳پا
دیوان جرار - از مرزا حسین	۳ر۹پا
دیوان عاشق از پنڈت کنہیا لال	۴ر
دیوان ضامن - از سید ضامن علی شاہ -	۳ر۳پا
مظہر عشق معروف بہ دیوان قلق - مصنفہ خواجہ محمد وزیر صاحب لکھنوی	۶ر۳پا
دیوان شائستہ پاسخ - یعنی ہم قافیہ ہم بحر بمقابلہ غزلیات ناسخ لکھنوی از منشی ہرچند رائے -	۸ر
دیوان حمد ایزدی - کلام مفتی غلام سرور لاہوری -	۳ر
دیوان چمنستان جوش - کلام نواب احمد حسن خان جوش تخلص -	۵ر
دیوان نجات ور - از منشی نجات ورسنگھ	۴ر۶پا
مجمع الاشعار - چیدہ چیدہ استادوں کا کلام یکجائی اُردو و فارسی -	۴ر۲پا
چمن بے نظیر شعرائے فارسی اُردو کا کلام چیدہ	
دیوان گویا - کلام فقیر محمد خان بہادر رسالدار تخلص بہ گویا - کاغذ سفید و حنائی	۱۱ر۶پا ۳ر۹پا
ایضاً - حسب مراتب بالا	۲ر۳پا

قیمت	نام کتاب
	گلدستۂ امانت - از مصنفہ اندر سبھا -
	دیوان حیرت - مصنفہ حکیم حافظ عبد الرحمن خان -
	توشۂ آخرت - چیدہ قصائد و غزلیات حمد و نعت مصنفہ مولوی سید مظفر علی صاحب -
	دیوان سخن دہلوی - جلی قلم - نہایت بلیغ و فصیح از فخر الدین حسین متخلص بہ سخن دو قسم کاغذ (۱) کاغذ سفید گندہ (۲) کاغذ سفید رسمی
	دیوان مبتلا - جلد اول موسوم بہ گنجینۂ عشق مؤلفہ سورج بھان صاحب کاغذ سفید
	دیوان شہیدی - مؤلفہ مولوی کرامت علی خان متخلص بہ شہیدی -
	گلدستۂ حفیظ اللہ خان - اُردو فارسی اشعار مختلف اقسام کے مع فرہنگ جسکی خوبی دیکھنے پر موقوف ہے از مولوی حفیظ اللہ خان ساڈھوری -
	دیوان نعتیہ - از مولوی احمد علی
	ترجمۂ اُردو و شرح قصائد بدر چاچ از مولوی عبد المجید صاحب -